بعون خالق الزمن وخالق صانع کون ومکان

درین زمان میمنت اقتران دیوان عدیم المثال المسمّیٰ باسم تاریخی

# خزینهٔ خیال

سنه ١٣١٢ھ

بحسن اہتمام وتصحیح تمام جناب و از وغه سید محمد عرف چهمن صاحب

در مطبع احمدیه لکهنؤ بکمال آرایش و زیبایش خورشید انور مطبوع طبع دید

| غزل ۱ | ردیف الف | شعر ۵ |
|---|---|---|

فگار دل ہی ہر اک حزین کا سخن سنا ہے یہہ کس حسین کا

جگر ہو زخمی ہر اک نگین کا مزا یہہ ہے حرفِ دلنشین کا

ہے سبکو غم تیرے ہمنشین کا اوداس گھر ہے ہر اک مکین کا

نہین ہے مرقد تیرے حزین کا پھٹا ہے غم سے جگر زمین کا

نہ دل ہو کیون شاد چرخ کین کا مکان تیار ہے مکین کا

جو دفن لاشہ ہو مجھہ حزین کا بھر آئے زخم جگر زمین کا

نہین سویدا دلِ حسین کا وہی تو ہے حرم اوس نگین کا

جو داغ ہے یہان دلِ حزین کا وہ صاف شیشہ ہے ذرہ بین کا

ٹپک رہا ہے عرق جبین کا یہ رنگ گلشن ہے رخ حسین کا

ملال لائے ہو کیا کہین کا بگڑ کے فرمایا ہان وہین کا

سفر جہان سے وہ مجھ حزین کا ہجوم وہ رہزنانِ دین کا

کیا مسافر نے رخ زمین کا ملا نہ جب راستہ کہین کا

دھوان یہ ہے آہ آتشین کا مکان ہے تاریک ہر مکین کا

بجھا ہے دل جب سے مجھ حزین کا چراغ جلتا نہین کہین کا

نہ پوچھ تو دین زاہدون کے سمجھ لے خود کسکے ہین یہ بندے

کیئے ہین از بسکہ زر کو سجدے بنا ہے درہم نشان جبین کا

گنہ سے ہون مثل کوہ نادم نہ کیون ہو سیلاب مجھکو لازم

رہی نہ اک قطرہ جہان مین سالم عرق سے گرمی جبین کا

نہ کیون ہو سکتا سا چھپہ طاری گنہ سے طرفہ ہے شرمساری

مثال فوارہ ہائی جاری گیا قدم تک عرق جبین کا

نہ تر ہو کیون اب زبانِ محشر ہون شرمِ عصیان بہائی [illegible]

لپٹ گئے تشنگان محشر عرق جو دیکھا مری جبین کا

ثنا تو اونکی ہو کچھ رقم بھی اوٹھے مگر ہاتھ مین قلم بھی

کمر وہ ہستی بھی ہی عدم بھی محل سے ہان کا نہ کچھ نہین کا

یہان ہوا رخ چمن مین روشن وہان ہوئی صبح شام سوسن

نہ کیون ہو اب سنبلون کو اولجھن کھلا ہے بل زلف عنبرین کا

غضب تھے بیدرد اہلِ دنیا ہر ایک خورشید حشر سمجھا

گیا فلک پر جو اوڑ کے چھالا مرے کسی داغ آتشین کا

فلک پہ منہ مہر کا پھرا ہے سبب تو دیکھوں کہ اسکا کیا ہے

یقینی پھاہا سرک گیا ہے مرے کسی زخم آستین کا

تمہارے مستوں کی جب بنی تھی سہانی محشر کی روشنی تھی

رہے دھو کے بھی سر پہ چڑھا نہ آنکھوں پہ نشہ تھا جامِ آستین کا

بنا ہے کیوں زخم سے پانی میں پہ ہر دھبے پہ ن کا سایا

لقب ہے تیرہ رشید حشر جسکا وہ پلپہ ہے داغِ آستین کا

نہیں ہے محشر کی صبح روشن ہوئی ہے ظاہر حرارتِ تن

اوڑھا ہے کافور بعد مردن یہ مرہمِ داغ آستین کا

تو ہی بتا مصحفی سے یاد ل نہیں حبابوں میں موج کو کل

کبھی مری آنکھ سے بھی اک پل جدا ہوا چاک آستین کا

شبِ جدائی میں وائے قسمت پھٹا گریبان سحر کی صورت

جسے سمجھتے تھے دست وحشت بنا وہی مار آستین کا

کہا جو ساعد کو شمع ہمنے سبب یہی تھا جو کوئی سمجھے

اونھین جو خود حُسن شبکو دیکھے جلے کنول کیونہ آستین کا

نہ میرے آنیسے کیون ہو ہلچل کہ خود پٹکتا ہون سر کو ہر پل

نکھاؤن افعی کی طرح کیون بل بنا ہون مار اپنی آستین کا

فلک سے یکا یہ دل تو ہولے جو کوئی بگڑا تو ہم نہ بولے

مثالِ تصویر لب نہ کھولے چڑھانا آیا نہ آستین کا

عجب زمانہ ہوا ہے ابتر کہ پست فطرت ہین نام آور

زلال کیونکر نہو مکدّر عروج ہے دُردِتہ نشین کا

فنِ محبت مین تھے جو کامل رہے وہ آتش مین بھی تو شامل

سپند آسا جلا دیا دل اشارہ پایا جو ہم نشین کا

مگر مین تسبیح کا ہون دانا جو اسکو کھونا تو اوسکو پانا

ہزار پھرتا رہا زمانا فراق دیکھا نہ ہم نشین کا

مثال دندان بیر بیدم ہین بھی احباب کا ہے وہ غم

بغیر باندھے نہ تھم سکے ہم فراق دیکھا جو ہم نشین کا

یہ پیچ تھے تیرے دل جلون کے کہ جس سے چھوٹے ہین دلیلونکے

کھلا نہ دیوون سے جنگلون کے وہ بل تھا شاخ غزال چین کا

جہان مین وحشی چشم ہین ہم بھرین نہ زورونکا اپنے کیون دم

مروڑ سے شاخ جب ہوئی خم نکلگیا بل غزال چین کا

جنھین ہے دست و قلم پہ تکیہ اونھین کو کافی ہے بس یہ نکتہ

کیا جہان مین جو نام پیدا اسیاہ منھ ہو گیا نگین کا

جہان مین کر دونون باتین پیدا بغیر اسکے نہ نام ہوگا

جو آئے مہرون کا تجھکو [illegible] عشا [illegible] پیدا ہی تو ہو نگین کا

بنی نگیون خم ہون شکل خاتم اوٹھا سے [illegible] سر [illegible] بار [illegible]

نگیون تو اصنع سے ہون مگر نام و نشان سے [illegible] نگین کا

کسی نامی سے ہو مقابل ہمیشہ نقل اصل سے ہے باطل

شرف وہ کاغذ کو ہو نہ حاصل و تارے چھاپہ بھی گو نگین کا

اگر ہے نام و نشان کا جویا ابھی قوی سے ضعیف ہو جا

بڑھا زمانے مین نام اوتنا گھٹا بدن جسقدر نگین کا

کمال سے گر تجھے ہے بہرہ جہان مین کر کسر نفس شیوہ

نیا ہوا نام اور پیدا جھکا جو کاغذ پہ سر نگین کا

ملا وہین کے نہ ہمکو مدفن جو خود تھے نام و نشان مسکن

کیا یہ آخر کو نام روشن چراغ سے جلنے لگا نگین کا

یہ کون شی تہی جہان مین نامی جھپ گئی تھی خاطر مدام سے
جو خود بھی تھے خسرو گرامی لیئے تھے دل ہاتھ مین نگین کا

یہ ظلم بھی غضب کا ہے غم ہوا ہی ہر سنگدل بھی بیدم
ہوا جو خانہ خراب خاتم اولٹگیا غم سے دل نگین کا

گنہ کا اوترا ہے ٹھیک جامہ غزل نکیون ہو عمل کا نامہ
چلا جہان مین مثال خامہ سیاہ طبقہ ہوا زمین کا

جو سوز غم سی نصیب پھوٹے تو نقب اوڑنے سے قبر چھوٹے
پہاڑ اک ایک لڑ کے ٹوٹے جہان سے طبقہ اوڑے زمین کا

کہو کچھ اب حال اپنے دل کا مین ایکدن جو لحد مین تڑپا
جہان مین اک زلزلہ سا آیا کلیجہ ہلنے لگا زمین کا

کب آئی افسوس اپنی پستی بنائی جب اک مکان کی ہستی

منگا کے دیکھی جو ہمنے دستی نشان ملا کچھ کہین کہین کا

نہ میرا مرنا جو کوئی بھولے فلک کو ایک ایک آہ چھو لے

نماز میت پڑھین بگولے اوٹھے جنازہ جو مجھ حزین کا

وہ میرے غم مین ہین محو شیون جلا نہ افسوس قلب دشمن

کیا تو ہمنے کہین کا روشن چراغ جلنے لگا کہین کا

بیان وہ اب کچھ ہین ہونے والے کہ جس سے روئین گے رونے والے

لحد مین سوتے ہین سونے والے مکان خالی ہے ہر مکین کا

خیال جنکے دل پھکی ہین عدم مین ہمسے وہی رکے ہین

مکان بھی ڈھونڈھنے جھکے ہین نشان ملتا نہین مکین کا

کسیکا لاشہ تو ایسا ہوئے غزالِ صحرا بھی جسکو رولی

بگولے پیچھے ہین سر کو کھولے بتا زہ گی ہے مجھ حزین کا

نہ پوچھ حالِ وطن مسافر ہون مثلِ گل بازیون سے آخر
ہے میری سرگشتگی سے ظاہر مین یہ رہنے والا نہین کہین کا

وہ ضعف چلنا وہ منزلون کا بھر آئے کیون دل نہ آبلونکا
یہ پھرنا کہتا ہے قافلون کا کوئی مسافر لٹا کہین کا

نہین ہے ماہر سا بھی بلا کش پھرے نہ کیون مضطر و مشوش
بنا ہے گردش سے سرد و آتش نہ آسمان کا ہے نہ زمین کا

بڑھاپا آتے ہی بیگانہ ہر یگانہ ہوا
سحر طلوع ہوئی قافلہ روانہ ہوا

محل خوف یہ آخر سیاہ خانہ ہوا
کہ مثل سایہ دبے پاؤن جن روانہ ہوا

طلسم رحم دلی کا بھی کارخانہ ہوا
کسیکے تیر لگا دل مرا نشانہ ہوا

شب وصال سا بھی تیز بادیانہ ہوا
کہ عکس کاہکشان جسکو تازیانہ ہوا

نگہ پڑی تھی کہ بسمل ترا زمانہ ہوا
اس ایک تیر سے کس کس کا دل نشانہ ہوا

جنازہ ہمسے غریبون کا جب روانہ ہوا
یہ چھایا یاس کا عالم کہ شامیانہ ہوا

گذشتگان کا بیان کرکے مین روانہ ہوا ۔ فسانہ گو تھا جو کل آج خود فسانہ ہوا

نہ غم ہوا تو خوشی مین ہر اک روانہ ہوا ۔ ہماری آنسوؤن کو کچھ نہ کچھ بہانہ ہوا

فروغ می ہی فروغ دل یگانہ ہوا ۔ کہ آفتاب سے روشن چراغ خانہ ہوا

بڑھاپا آتے ہی زور بدن روانہ ہوا ۔ یہ ضعف تن ہوا رستم زمانہ ہوا

سفر کے ہوتے ہی راحت نے ساتھ چھوڑ دیا ۔ قدم کسیکا بڑھا اور کوئی روانہ ہوا

کمیت آخر شب کسطرح تھمے اے وصل ۔ کہ جلوہ خط ابیض کا تازیانہ ہوا

برنگ بو ہون نہ پوچھو مرے سفر کا حال ۔ ہوا جدھر کی چلی وسطرف روانہ ہوا

دئیے جو سو تو عوض مین ملے ہزار مجھے ۔ ہوا جو صرف تو مملو مرا خزانہ ہوا

نشان ملا نہ کسیکو ہمارے مسکن کا ۔ غریب خانہ بھی عنقا کا آشیانہ ہوا

ہزارون چھٹ گئے صید مین ترے تازہ اسیر ۔ ہمین قفس مین تو صیاد اک زمانہ ہوا

ٹپک کے رزق پہونچنے کا مین ہوا قائل ۔ نصیب سبزہ جو شبنم کا آب و دانہ ہوا

رہے نصیب ملی قبر بھی وہ بلبل کو
کہ دامنِ گُل تربت پہ شامیانہ ہوا

جنون وہی ہوں میں وحشتی کہ جس کا نقش قدم
مثالِ سایۂ مرغِ ہوا روانہ ہوا

عدم کی راہ سے اکراہ یہ رہا مجکو
قدم سے غیر کے سوئے لحد روانہ ہوا

تلونوں سے نہ اک حال پر کبھی دیکھا
مزاجِ یار بھی نیرنگیِ زمانہ ہوا

کچھ اس ادا سے ملی تارِ سنبل پیچان
کہ رخشِ حسنِ گلستان کو تازیانہ ہوا

وہی ہے حسرتِ مردہ کی قبر اے دلِ چاک
کہ جس پہ زخم کی دہن کا شامیانہ ہوا

قفس کی تیلیاں سو بار گل چکیں صیاد
خیال کر تو مری قید کو زمانہ ہوا

بنا کے گھر نہ رہا عنکبوتِ زار میں دم
نفس کا تار بھی کیا صرفِ آشیانہ ہوا

نفس کے ساتھ جو آہیں نکل گئیں دل سے
تو رخشِ عمر کو اک اور تازیانہ ہوا

جنازہ لا کے لحد پر پٹک دیا سب نے
میں بارِ دوش تھا اک دفن بھی بہانہ ہوا

جہاں میں حال ہے بس اونکا قابل گریہ
جنھیں جز اشک میسّر آب و دانہ ہوا

سیاہ بخت وہ ہون جو اٹھا مراتا تو
سوادِ شام یہ چھایا کہ شامیانہ ہوا

ہوائی منزوی خانۂ حباب ہوئی یمین
رہیگا گھر بھی نہ باقی جو مین روانہ ہوا

ہزارون کیفیتین دیکھین نشۂ می مین
یہہ دور جام بھی کیا گردش زمانہ ہوا

نہ پوچھو منزلِ ہستی کی خستگی یارو
تڑپ کے رہگئے ہم قافلہ روانہ ہوا

خلاصہ ساری اسیری کا ہی یہ اے صیاد
تباہ ہم ہوئے برباد آشیانہ ہوا

کسی نے ہم سے نہ اے بیخودی کہا اتنا
کدھر کا قصد کیا تھا کدھر روانہ ہوا

لگن مین تربتِ پروانہ دیکھکر آخر
جھکا یہ شمع کا شعلہ کہ شامیانہ ہوا

مین عنکبوت سرِ تار تھا مگر اے ضعف
جدھر کو آہ بڑھی وسطرف ترانہ ہوا

بغیر سعی کشش کے ہوئی نہ شکل معاش
ہمارا رزق بھی چیونٹی کی منھ کا دانہ ہوا

اب اس سے بڑھکے ستم ہوگا ہمصفیرو کیا
قفس چمن سے ہمراہ صبح دم روانہ ہوا

مثال ساغرِ می ہین دنی بھی اے مینا
بھر آیا قلب جو خالی ذرا خزانہ ہوا

نگاہ دیدۂ کم بین پہ ہے وہ سمند
کہ جسکو جنبش مژگان کا تازیانہ ہوا

مثال سیل نکل فکر بیخودی مین کبھی
جدہر کو پاؤن بڑھا او سطرف روانہ ہوا

بتاؤن کونسے ہنگام کو مین اے صیاد
ہوئی تھی شب کہ جدا مجھسے آشیانہ ہوا

وہ ناتوان ہون ادھرسے بھی پھڑپھڑا کے اُڑا
جدہر کو سایۂ مرغ ہوا روانہ ہوا

رہ اروی یہ نظر آئی کوئی قاتل مین
قدم ہمی تھے کہ سر جسم سے روانہ ہوا

جزائے خیر دے حق عنکبوت مرقد کو
بُنے یہ تار کہ تیار شامیانہ ہوا

ہوا یہ حضرت قارون کے بخل کا انجام
کہ نقد ذات تلک داخل خزانہ ہوا

اونھین مین جا ملو ماہ مہر تو خوب گذریگی
جنھین نے مانیکو چھوڑے ہوئے زمانہ ہوا

عکس لیلی تری نظرون کے مقابل آیا
قیس آنکھون مین بٹھا صاحب محمل آیا

لے وہ پیکان سر ناوک قاتل آیا
پیشوائیکو بڑھ اے آہ مراد دل آیا

سمجھی لیلی کہ کسی کا شرر دل آیا
کوئی جگنو جو تڑپ کر سوئے محمل آیا

کشش حسن پہ مجنون کا نہ اک دل آیا
کوئی تارا بھی جو ٹوٹا سوئے محمل آیا

جا کے مژگان پہ سوئے زلف رسا دل آیا
قیس چلتا ہوا تلوونکے سر منزل آیا

کہہ تو کچھ قبر مین کسطرح سے اے دل آیا
پاؤن غیرونکے بڑھے مین سر منزل آیا

شوق مین جب طرف کوچۂ قاتل آیا
دل جو اچھا بھی گیا یہان سے تو بسمل آیا

انھین آنکھون سے رہ عشق مین یہ بھی دیکھا
راہزن لٹ گئے رہرو سر منزل آیا

دیکھنے حسن کو روحین نکل آئین تن سے
آستین کو جو چڑھاتا ہوا قاتل آیا

وائے بدبر روی مردم کہ زبان اوسکو کہا
آہ کے ساتھ اگر منھ کو میرا دل آیا

دور سے آئی نہ جب کان مین لیلی کی صدا
سایہ کترا کے پس پردۂ محمل آیا

زخمی اٹھ بیٹھے تماشے کے لیے مقتل مین
تیغ ابرو کا تری جب کوئی بسمل آیا

عادتین ہو گئین کچھ اور ادائین کچھ اور
اونکے پہلو سے جو پہلو مین مرے دل آیا

گرہ تار نفس غم نے کھلا کر جو کیا
منھ کو بھر سانس میں سینے سے مرا دل آیا

موج دریائے محبت نے دکھایا دھکا
دست و پا مار کے جب میں لب ساحل آیا

جانے والو سفر قبر کی سختی دیکھو
بار جان پھینک کے رہرو سوئے منزل آیا

طی رہِ الفتِ محبوب کی یوں مجنوں نے
گاہ دل گاہ سنبھالے ہوئے محمل آیا

زندگی میں تو نہ کچھ حال کھلا الفت کا
جب گئی جان تو سمجھا کہ مرا دل آیا

رکھدئی قیس نے ہاتھ آنکھ پہ اُف ری غیرت
مڑ کے ناقہ کا بھی جب پھر سوئے محمل آیا

وائے قسمت کہ وہاں مجمع اغیار رہا
میرے پہلو میں نہ اک دن بھی مرا دل آیا

پردہ گھرا ہوا منظور جہاں لیلی کو
دامن گرد سر پردہ محمل آیا

راہ بھر قیس یوہیں دید سے محروم رہا
جب ہٹی گرد نظر پردہ محمل آیا

خاتمہ کا جو مرے جسم پہ اک وار کیا
ہاتھ سے پھینک کے تلوار کو قاتل آیا

کہہ تو کچھ پاؤں کے نیچے تو نہیں مل ڈالا
آج روتا ترے کوچہ سے مرا دل آیا

جان اتنی تھی بس پہ مرگ بھی مجھین اے قبر
رہ گئے خضر مگر مین سرِ منزل آیا

تیرے دشمن کبھی تنہائی سے گھبرا کے اگر
بیٹھنے کو ترے پہلو مین مرا دل آیا

شور نالہ جو سنا قافلہ اشک بڑھا
رنگ بجتا ہوا آیا کہ مرا دل آیا

طبع برہم ہوئی گر نیلگی جھلک کے لیلی
سایۂ قیس جو بڑھکر سوئے محمل آیا

آنکھین پھوٹین کہ جو پہچانی ہو صورت بھی ذرا
بعد برسون کے جو پہلو مین مرا دل آیا

ناقہ اوڑتا ہوا آئے نہ ترا کیون ہی لیلی
پر پرواز ملے جب تہِ محمل آیا

عشق مین کون سا رتبہ ہوا حاصل یارب
درد تعظیم کو اوٹھا جو مرا دل آیا

دل لیلی کے بہلنے کی جو معلوم تھی راہ
قیس اوڑتا ہوا جگنو سوئے محمل آیا

دلبر وہا تھہ ہے اسکے مین ڈرا تھا ایسا
رہ گیا ہلکے کلیجہ جو کبھی دل آیا

ہو گئی دل کو خبر سی چھپاک اوٹھی لیلی
سایۂ قیس کبھی گر سوئی محمل آیا

کچھ ہنسی آئی تو کچھ آنکھ سے ٹپکے آنسو
ناز کرتا ہوا مجھسے جو مرا دل آیا

تھا جو منظور نہ اُف کی بھی صدا دین بسمل
سر مرا آنکھوں مین لگائے ہوئے قاتل آیا

کہ تو اے موجِ یمِ عشق مین کیا تھا تنکا
اوڑ کے دھار مین گیا جب لبِ ساحل آیا

مجھمین ہوش اتنے کہان تھے کہ سمجھتا کھو کر
درد اوٹھا تو مین سمجھا کہ مرا دل آیا

قیس سمجھا کہ اشارے سے بلاتا ہے کوئی
نظر اوڑتا ہوا جب پردۂ محمل آیا

سمجھی لیلی کہ دلِ داغی قیس آتا ہے
غولِ صحرا جو کبھی جانبِ محمل آیا

لیلی و قیس مین لڑنے لگین آنکھین جو بہم
صلح کو بیچ مین خود پردۂ محمل آیا

تہ و بالا ہوئی محمل بھڑک اوٹھا ناقہ
کھڑکھڑاتا ہوا مجنون جو سلاسل آیا

غزل ۷ — شعر ۹

وہ بھی دن آئیگا ماہر کبھی جب یہ کہین
جسکو کھوئے ہوئے بیٹھے تھے وہی دل آیا

ہوس بغیرِ بس مرگ بھی قرار نہ تھا
جہان ہو تھی وہان کب مرا غبار نہ تھا

کمال جا سے کدورت مین آشکار نہ تھا
مین کب چراغِ تہِ دامنِ غبار نہ تھا

جہان مین درد مرا کیون نہ منتشر ہوتا
زمین پر کسی پہلو نہ مجھے قرار نہ تھا

چھٹی جگہ نہ کبھی مثل مرغ قبلہ نما
تڑپ رہا تھا مگر پھر بھی بیقرار نہ تھا

لحد مین میرے تڑپنے سے یہ ہٹی تھی زمین
مجھے ذرا گلہ تنگی مزار نہ تھا

اوڑا تھا زخم جگر کا مرے کبھی کافور
سفیدۂ سحر حشر آشکار نہ تھا

ذرا سے میرے تڑپنے سے برق کو نہین چین
بھلا ہوا کہ مین فرقت مین بیقرار نہ تھا

ہماری کیا دل مضطر مین حسرتین تھمتین
تمہارے ہاتھ کو سینہ پہ جب قرار نہ تھا

ہمارے مرنے پہ ماہر وہ بول اوٹھے اتنا
ہمین تو تیری محبت کا اعتبار نہ تھا

نقاہت مین ہوا مجکو جو عشق گلرخان پیدا
کیا رنگ پریدہ نے ہوا پر بوستان پیدا

کیا ہی اوس کفِ نازک نے ہمین سے ہمنے فشان پیدا
خدا کی شان ہے بندے ہوے ہین غیب دان پیدا

اگر افشائے راز سوز دل منظور ہو مجکو
بسان شمع ہر مو مین ہون منھ مین زبان پیدا

وہ شوخ جنگجو اولٹے نقاب رخ جو گلشن مین
شکست رنگ گل سے ہو صدائے الاماں پیدا

وہ بلبل ہون کہ لطف وصل گل پایا اسیری مین
کیا رنگین خیالی سے قفس مین بوستان پیدا

حسینونکو خدا بھی چشم سے پوشیدہ رکھتا ہے
حجاب ظلمت تن مین ہوا ہے نور جان پیدا

زمین پر بیٹھکر اوٹھنا جو مجکو غیر ممکن ہے
ہوا تھا خاک نقش پا سے کیا مین ناتوان پیدا

دکھائی بادہ خواری نے ہمین گردش زمانیکی
مگر تھا دور ساغر مین بھی دور آسمان پیدا

سفر بھی سالکان راہ حق کا اک عبادت ہے
مگر ہے کوس کی آواز سے بانگ اذان پیدا

وجود اپنا جہان مین کالعدم ہے ناتوانی سے
ہمارے خانۂ تن مین ہے طور لامکان پیدا

دکھائے ناتوانی نے ہمین سامان اسیری کے
کہ ہے گردن مین تار جیب سے طوق گران پیدا

حسینونکی محبت دل مین رکھنے سے گنہ کیا ہے
خدا کے گھر سے جب ہمکو ہوا عشق بتان پیدا

گلون کے زیر پا مجھ دل جلے کو دفن کرتے ہین
کریگی آب نہال شمع خاک بوستان پیدا

فصاحت اسکو کہتے ہین نزاکت نام ہے اسکا
گلے سے اونکے ہین معنی الفاظ بیان پیدا

| | |
|---|---|
| تمہاری چھبکے آئینکا جو پوچھو ان حال گلشن سے | زبان موج بوئی گل سی ہو راز نہان پیدا |
| سمایا ہے جو عشق اک آئینہ رُو رگ رگ و پے مین | لطافت سی کیا ہی جسم نے بھی لطف جان پیدا |

| | | |
|---|---|---|
| غزل ۶ | ازل سے دل مین ما ہر عشق خال روئی جانان ہے<br>کیا ہے ابتدا سے ہمکو حق نے نکتہ دان پیدا | شعر ۲۱ |

| | |
|---|---|
| نشان موت کی سختی کا آشکار رہا | بجا ہے نصب جو تیشہ سر مزار رہا |
| ہر ایک موئی محاسن خضاب دار رہا | بشر سفید بھی ہو کر سیاہ کار رہا |
| مدام نشۂ عرفان کر دگار رہا | وہ مست ہون کہ جو غفلت مین ہوشیار رہا |
| ملال رنجش ہر آشنا و یار رہا | صفائی نیکے مرے قلب مین غبار رہا |
| وہ رحم دل ہون کہ تا حشر غمگسار رہا | کوئی گھڑی جو لحد کا جگر فگار رہا |
| یونہین عروج سی کارہ مین خاکسار رہا | ہوا پہ گرد کو جسطرح انتشار رہا |
| تنک مزاج کی کیا گذرے باوقار وہ مین | زمین سے دیکھ لے برخواستہ غبار رہا |

اثر تھا یہی تڑپتی ہوی جگر کا مری
مرا غبار رہوا پر جو بیقرار رہا

مری اجل کا تو کچھ حسن بڑھگیا تمسے
مجھے تمہارا تمھین اوسکا انتظار رہا

میں منفعل میں گناہوں سے تھا دم گریہ
کہ تر عرق میں مرے آنسوؤں کا تار رہا

وہ کون تھا کہ نہ پیسا مجھے سدا جسنے
ہر اک کے ہاتھ میں گل کیطرح فشار رہا

کدورتوں کو ترقی ہے کیوں دم گریہ
بلند بارش باران میں کب غبار رہا

بقا کو سلسلۂ زندگی نکیوں سمجھوں
نظر میں رشتۂ جان آنسوؤں کا تار رہا

ہر ایک فصل میں داغ الم رہے تازہ
مرے چمن میں سدا موسم بہار رہا

میں گڑ گڑگیا یہ ندامت ہوئی عزیزوں سے
مرا جنازہ کوئی دم جو اونپہ بار رہا

نہ کسطرح سے کھٹکتا اسے یہ جسم نزار
میں زیر آبلۂ چرخ مثل خار رہا

غم و الم رہے بعد فنا مرے ہمدم
لحد میں بھی نہ میں بے آشنا و یار رہا

نہ اشتیاق تھا فرقت میں اک مجھی کو ترا
ہر ایک روزن در چشم انتظار رہا

کسیکی آس نہو اب مجھے زمانے مین
مین یاس سے یہ ہمیشہ امیدوار رہا

رقم جو حالِ تکدر کبھی کیا مین نے
ہر ایک حرف مین رنگِ خطِ غبار رہا

ہوا نہ زخمِ نہان مندمل کبھی ماہرؔ
گہر کی طرح ہمیشہ مین دل فگار رہا

حشر تک دل سے نہ سوزِ غمِ پنہان نکلا
ہو نہین وہ شمع کہ بجھنے پہ فروزان نکلا

پردۂ لفظ مین مضمون مرا رخشان نکلا
یہ حسین وہ ہے کہ جامے مین بھی عریان نکلا

اشک ہر ایک مثالِ دُرِ غلطان نکلا
دلکی ویرانی سے گنجینۂ پنہان نکلا

ہے جہان تابعِ فرمانِ خطِ عارضِ یار
مور سمجھے تھے جسے ہم وہ سلیمان نکلا

جوششِ غم مین بھی تناسب کا مین پابند رہا
جیب مین ہاتھ نہ کب دست و گریبان نکلا

اسفلون مین نہین عالی گہرونکی خلقت
دیکھلے چاہ سے کب گوہرِ غلطان نکلا

برقِ آہِ غمِ سوزان جو نکل کر چمکی
دُودِ دل بھی صفتِ ابرِ بہاران نکلا

یہ بھری سر میں شہیدوں کے زیارت کی ہوا
باغ سے پھول ہر اک چاک گریبان نکلا

دی تری چشم نے اک پل میں مریضوں کو شفا
خود جو بیمار تھا وہ عیسیٰ دوران نکلا

جو ہے بیتاب اسے جامے سے باہر پایا
کب شرر دود کے پردے میں عریان نکلا

سیکڑوں قتل امیدیں ہوئیں لاکھوں ارمان
میرا ویرانۂ دل گنج شہیدان نکلا

فرقت یار میں دل سینہ سے منہ کو آیا
پا بگل سمجھے تھے ہم سرو خرامان نکلا

تن لاغر میں ہوئے داغ نمایاں کیا کیا
خار سے پھول تو پھولوں سے گلستان نکلا

چاک ہونے کا یہ وحشت نے کیا تھا خوگر
ہاتھ سینے تلک آیا کہ گریبان نکلا

کسکو ہوتا نہیں ہم جنس کی فرقت کا ملال
آگ سے دود بھی نکلا تو پریشان نکلا

حکمت حق کے بیان میں نہ کھلی ایک زبان
پھر کیا کیا نہ یہاں کودک نادان نکلا

زیست سے تنگ تھا میں کہ ملا چین مجھے
ملک الموت مرے درد کا درمان نکلا

پاؤں الجھے رہے دامن سے طریق غم میں
ہاتھ طے کر کے رہ چاک گریبان نکلا

خانۂ دہر سے آخر کو ہوئے سب رخصت
میزبان کون یہان تھا جو مہمان نکلا

منزل دوست کا کچھ کس سے پتا مجھکو ملے
خضر بھی نابلد کوچۂ جانان نکلا

میری یوسف سا حسین ایک نہ عالم مین ملا
حسن کو لیکے چراغ رخ تابان نکلا

ہون وہ بلبل کہ مرے دم سی گلونکی تھی بہار
جب اوڑا ساتھ لیے رنگ گلستان نکلا

غزل

رخ روشن سے نقاب اوسنے اوٹھائی ماہر
پردۂ ابر سے خورشید درخشان نکلا

شعر ۲۱

دل مین کب عشق کے داغونکو نمایان دیکھا
ایک غنچہ مین تماشائی گلستان دیکھا

رنگ صانع کا ہر اک گل سے نمایان دیکھا
سبزۂ باغ کو خضر رہ عرفان دیکھا

جانستان حسن کو پردے مین نہ پنہان دیکھا
تیغ کو چادر جوہر مین بھی عریان دیکھا

باغ سے صنعت صانع کو نمایان دیکھا
ہر رگ گل کو رہ منزل عرفان دیکھا

بحر عالم مین نہ مٹتے ہوئے کچھ دیر لگی
نقش بر آب خط مہر سلیمان دیکھا

ہون وہ غمِ دوست کہ غم ہو نہ کبھی فکر مجھو
جمع خاطر ہوئی جب دل کو پریشان دیکھا

منھ کو آیا دلِ پروانہ جو طرفہ ہے بہار
شمع کو شعلۂ تابنکو حیران دیکھا

یونتو ظاہر نہوا حالِ شکستہ میرا
آئینہ ہو گیا جسنے مجھے حیران دیکھا

سایہ مین میرے ہو کیونکر تنِ داغی کی بہار
صرف تصویر مین کب رنگِ گلستان دیکھا

جانبِ وادیٔ عرفات جو کبھی آ نکلے
صورتِ نقشِ قدم خضر کو حیران دیکھا

کان رکھکر نہ کبھی مین نے سُنی بات اوسکی
آدمیت سے جو خارج کوئی انسان دیکھا

بعد مرنیکے نظر چشمِ قناعت سے جو کی
خاک کے ذرونکو تربت پہ چراغان دیکھا

دی جلا دلکو تو صورت نظر آئی اوسکی
عکس آئینہ مین قلعی سے نمایان دیکھا

حد کسی نے نہ مرے ذہن رسا کی پائی
ہون وہ دریا کہ جسکا کبھی پایان دیکھا

کچھ خبر اپنی نہین یادِ رخِ دلبر مین
خود فراموش کو بھی حافظِ قرآن دیکھا

چمنِ دہر مین جمعیتِ خاطر ہے کسے
بوئے گل کو بھی جو دیکھا تو پریشان دیکھا

منعمو وہ بھی سنا دار فنا مین تمنے
مور نے قبر مین جو حال سلیمان دیکھا

سوز غم نے مجھے ہم خصلت پروانہ کیا
بجھ گیا دل نہ اگر شمع کو سوزان دیکھا

کیون نہ گریان صفت شمع ہون ان باتون پہ
تجھے جو دلسوز اونھین قبر پہ خندان دیکھا

کیون نہ سوز غم دوری سے ترا قلب ملی
داغ سے سینۂ بلبل مین گلستان دیکھا

## غزل ۸

دوست جو پھر گئی لے پھول چڑھا ماہر
کیا چراغ سر مدفن کو گل افشان دیکھا

شعر ۲۴

عاشقی مین مرتبہ معشوق کا ملجائیگا
جسم کانٹا ہو کے پھولون مین مجھے تلوائیگا

رنگ آخر کو یہ رنگ زرد میرا لائیگا
کہربا کیطرح تنکے ایکدن چنوائیگا

شدت کاہیدگی سے ماہ نو بنجائیگا
قد پر خم مجھ پہ اکدن اونگلیان اوٹھوائیگا

چین لے ساقی مجھے برسات مین کب آئیگا
ابر باران برق تابان کیطرح تڑپائیگا

بخت اوسے گر قامت موزون ترا دکھلائیگا
صحن گلشن مین صنوبر شرم سے گڑ جائیگا

ابکی دل وحشت مین دشتِ لامکان دکھلائیگا
سرِ فلک اپنے قدم کا آبلہ بنجائیگا

اسقدر رکھی احتیاطِ جسم او خود بین نکر
آئینہ سا تن یہ اکدن خاک مین ملجائیگا

اے دل جانباز رہیو باادب شمشیر پہ
یہ وہ جادہ ہے جہان سر بھی قدم بنجائیگا

ضعف کی شدت سے قاصد گو نہین جنبش نہو
ہاتھ کا رعشہ جوابِ خط ترا لکھوائیگا

پھیرے پرکارِ قدم سے نقطۂ خالِ سیاہ
دائرہ گمگشتگی کا دہر مین کھنچوائیگا

جو تجھے دیکھیگا جز میرے پس دیوار سے
چشمِ روزن کیطرح آنکھون مین جالا چھائیگا

او چراغِ حسن سوزِ غم ترا فرقت کی شب
شمع سان بزمِ جہان مین سر مجھے دھنوائیگا

دیکھ مٹجائیگا دم مین تو حبابونکی طرح
بحرِ عالم مین جو سر ہوسے کبھی اوٹھجائیگا

وہ بلا یہ صرصرِ آہِ دلِ رنجور ہے
جسکی جھونکے سے چراغِ زندگی بجھ جائیگا

حب دیارِ دل مین شاہِ عشق کا ہوگا عمل
قطعہ
کچھ وزیرِ خاص دردِ ہجر سے فرمائیگا

سنتے ہی وسے وہ حکمِ محکم فرمانروا
اہل کارانِ فغان و آہ تک پہنچائے گا

اوسنے پہونچیگا جو نالے کی منادی تک وہ حکم
کوچہ لب مین یہی کہتا ہوا وہ آئیگا

جو کریگا اشک سرتابی روانی مین فرا
دیکھلینا دار مژگان پہ کھینچا جائیگا

ستم مت کش سے نعمت کر دیگا مجھے
قد پر خم پاون پہ سر اکدن جھکوائیگا

عشق کی پوشیدگی چاہے تو کر لب کو نہ بند
راز یہ بستگی مین اور بھی کھلجائیگا

میری رنگ زرد سے سوا وہ ہوگی دہن مین
زعفران کو رنگ میرا اکدن ہنسوائیگا

کیون نہ بعد زوال سوز غم ہر داغ پھول
جب چراغ خانہ بجھ جائیگا گل کھلجائیگا

دیکھلینا جان لیگا روز کا رونا مرا
چشم کا پر آب رہنا کیا یہ خالی جائیگا

## غزل ٩

ماہر اوس نادانکو دل دیتا تو ہی پر جان لے
یہ تن خاکی گھروندے کیطرح مٹ جائیگا

## شعر ١٩

نہین ہے یہ خط مشکین نمایان عارض سے پیدا
دھوان ہے آتش رنگ گل رخسار سے پیدا

سراپا داغ غم ہین تیرے جسم زار سے پیدا
تماشا ہے ہزارون گل ہوئے ہین خار سے پیدا

وہ رشکِ آفتابِ حشر ہو گھر میں جو نور افگن — قیامت کی ہو گرمی سایۂ دیوار سے پیدا

کہے کوئی اگر افسانہ میرے سوزشِ دل کا — بسانِ شمع شعلہ ہوں لبِ گفتار سے پیدا

وہ دیوانہ ہوں قدموں سے مرے صحرا گلستان ہے — کیا ہے خون پانی رنگِ گل ہر خار سے پیدا

یہ کس دیوانے نے یا رب کیا ہی کوچ دنیا سے — صدا ماتم کی ہے زنجیر کی جھنکار سے پیدا

کمر کی کچھ حقیقت سُن کے اوس سے یہ کھلا مجھپر — رموزِ غیب ہوتے ہیں دہانِ یار سے پیدا

مریضِ حرص رہا میں اس کس طرح صحت — اثر ہے شربتِ دینار کا دینار سے پیدا

کبھی دیکھا رخِ روشن جو اپنا اوس میں قاتل نے — ہوا خورشیدِ مشرق مغربی تلوار سے پیدا

مشابہ ہی جو اون دانتوں سے میرے دلکو الفت ہے — نیا رشتہ کیا ہے گوہرِ شہوار سے پیدا

نکلتے گھر سے دیکھا جب اوس لیلی شمائل کو — تو کیں آنکھوں نے راہیں روزنِ دیوار سے پیدا

بجائے اشکِ غم لختِ دل آنکھوں میں کب آئے ہیں — ہوئے لعلِ درج گوہرِ شہوار سے پیدا

غبارِ دل میں ملکر اشک آئے ہیں جو مژگان پر — نیا ٹاپو ہوا ہی چشمِ دریابار سے پیدا

نہین ٹپکے ہین آنسو حسرت دندان دلبر مین
ہوئے ہین یہ حباب آب دُرِ شہوار سے پیدا

نشان ظلم خونخوار و نکے دم کے ساتھ رہتا ہے
لہو کا رنگ ہے اب تک لب سوفار سے پیدا

خرام ناز سے اوسنے کیا ہے قتل عالم کو
چلن تلوار کا ہے یار کی رفتار سے پیدا

ذرا جب ضبط کرتا ہون مین سوز آتش غم کو
شرارے جائے مو ہوتے ہین جسم زار سے پیدا

دیکھا دے وہ مسیحا دم اگر آئینہ رخ کو
صدا ہو طوطی تصویر کی منقار سے پیدا

## غزل ۱۰

وہ ہون رنگین نوا بلبل اگر چہکون کبھی ظاہر
برنگ گل ہون نالے غنچہ منقار سے پیدا

## شعر ۱۰

اوس کمر کی یاد مین ایسا مین لاغر ہو گیا
جسم گھلکر داخل تعریف جوہر ہو گیا

مین یہ کچھ محو دُرِ دندانِ دلبر ہو گیا
رشتۂ جان بھی بدن مین سلک گوہر ہو گیا

وقت گریہ آگیا جب روی روشن کا خیال
دیدۂ تر چشمۂ خورشید محشر ہو گیا

وحشت دل سے جو آنکلا اوسکے میخانہ مین
محو دور چشم آہو دور ساغر ہو گیا

آبرو پھر نہ رہی باقی نہ وہ دندان صاف
گوشہ گیر اسواسطے دریا مین گوہر ہو گیا

وصل کی شب مین قیامت صبح کا آنا ہوا
صور محشر نعرۂ اللہ اکبر ہو گیا

ایرنی دست حنائی جو پونچھے میرے اشک
پنجۂ مرجان غریق آب گوہر ہو گیا

جام بھر بھر کر دیئے کس آتشین رخسار نے
شعلۂ جوالہ ساقی دور ساغر ہو گیا

قتل سے میرے ہوئی اسکی اصالت کی نمود
خون جگر خنجر قاتل مین جوہر ہو گیا

غزل ۱۱

سینہ پر داغ پر ماہ ہو ٹپکے اشک چشم
صحن گلشن مین برابر فرش گوہر ہو گیا

شعر ۲۱

ضعف تنہا نہ مجھے پیری کی جفا سے نہوا
ہاتھ خالی مرے سایہ کا عصا سے نہوا

صاف احباب کا دل میرے صفا سے نہوا
دور اس آئینہ کا زنگ جلا سے نہوا

دل کشادہ مرا آہ و نکی ہوا سے نہوا
یہ وہ غنچہ ہے شگفتہ جو صبا سے نہوا

بادۂ روح کا کیون نشہ رہی مجھکو یارب
مست شیشہ تو مے ہوش ربا سے نہوا

یاد گیسو مین نہ کیونکر دل پر داغ ہو شاد
کون طاؤس ہے جو مست گھٹا سے نہوا

جوش زن چشم مین آنسو ہون نہ کیون آہون سے
شور کس بحر مین تیزیِ ہوا سے نہوا

ہاتھ پکڑا نہ کبھی اوٹھکے تھکے ماندون کا
خوش مین پابوسیِ نقشِ کفِ پا سے نہوا

مجھپہ نازل ہوئی عصیان کی بدولت رحمت
کم مرا دامنِ تر ابرِ عطا سے نہوا

تو ہلا ہی شوق بتا ہے کوئی منزل جسمین
داخلہ پہلے مرا بانگِ درا سے نہوا

کشتۂ راہِ رضا ہو وفا زیست کی دیکھ
دم جدا مر کے بھی جسمِ شہدا سے نہوا

خاک آگاہ شکستِ دلِ نازک سے وہ ہون
آشنا ٹوٹ کے شیشہ یہ صدا سے نہوا

حسنِ کامل کو زمانےمین نہین حاجتِ زیب
دستِ مرجان کبھی گلرنگ حنا سے نہوا

ہادیونکی مجھے تکرار سخن کیا ہو گران
قافلہ تنگ کبھی بانگ درا سے نہوا

باغبان رنگ یہ ہے رحم دلی کا میرے
ہاتھ آلودہ کبھی خونِ حنا سے نہوا

ضعفِ پیری نے یہ سرکش کو جھکایا آخر
آشنا ہاتھ کبھی فرقِ عصا سے نہوا

کیون نہ تڑپائین مجھے سوز الم آہین
کون شعلہ ہے جو بیتاب ہوا سے نہوا

کبھی سالم نہین سمجھتی کا مرض ہے اوسکو
درد جس قلب مین آواز گدا سے نہوا

کثرتِ نالہ سے آواز مری بند ہوئی
کام کیا سُرمہ سے ہوتا جو صدا سے نہوا

چشم مشتاق نے رُخ اوسکا ادہر پھیر لیا
جذب کعبہ کا کسے قبلہ نما سے نہوا

ضعف پیری نے یہ پابند کیا آخر کار
شام کی طرح جدا ہاتھ عصا سے نہوا

غزل ۱۲ — شعر ۱۲

نہین باتون یہ ہے ماہر تجھے مطلب کی طلب
منھ سے مانگا تو دل آگاہ دعا سے نہوا

بڑھا ہے حسن میرے عشق سے صاحب جمالون کا
مرا رنگ پریدہ کیا ہے غازہ سے گل گالون کا

کھلا نہ مجھسے کوئی پیچ اوسکے سر کے بالون کا
رقیبون کا سیہ دل ہے کہ جوڑا خوش جمالون کا

اگر افشا کرے تو راز ہم وحشت خصالون کا
زبانِ خار کہدے ست تو کندہ حال چھالون کا

پڑے سایہ جو نخل باغ پر ہم درد والون کا
چٹک مین غنچۂ گل کے اثر ہو دل کے نالون کا

ترحم کرے جور گل کی طرح کاسنے
جون وہ گرم پانی ہے مرے پاؤن کے چھالونکا

ن تیا بیو مین یاد آئے ابروئے قاتل
یہ جوہر شمشیر پریشان کون ہے بسمل کے حالونکا

[illegible] جلوہ گاہ شاہد وصل یاری ہو
تو پھر فرش شجر کیون نہ سایہ نہالونکا

نہین ہین یہ فشان شبنم شاخ ہین سیم گل پر
ٹپکتا ہے یہ جوش حسن بدن نہالونکا

روان ہوئین سوئے قتل اگر شوق شہادت مین
قلم پاؤن کے نقشہ کھینچے ہین بسمل کی چالونکا

صفا دین جو سینے کیسو فروغ تمام پیدا کو
چراغ آگے بھلا اونکے جلے کسطرح کالونکا

قالب سے تو [illegible] تماشی [illegible] کی ادا نے
اوتارا تو نے نقشہ کسطرح ایسی بچالونکا

غزل ۱۴

ہوا ہون زار ماہر بزم آشنا عصیان سے
سو کھاتا ہے مرے تن کو پسینہ انفعالونکا

شعر ۲۶

ترک زینت جہان ہوئی ہا بی جسم بیجان ہو گیا
آئینہ مین شکل اونکا کیون نمایان ہو گیا

آہ دل سے جوش اشک چشم حیران ہو گیا
لو ہوا آب آئینہ مین طوفان ہو گیا

وحشت آگین جب رقم مضمون ہجران ہو گیا
شعر مین مصرع ہر اک دست و گریبان ہو گیا

بعد مردن فصل باران کا یہ احسان ہو گیا
جگنوؤن سے قبر پر میری چراغان ہو گیا

کسنے چھوڑا ہاتھ سے لکھا کہ ہجران ہو گیا
کلک مردہ ہو گیا مدفن قلمدان ہو گیا

ناتوان ہم اکوئی حشی جو گریان ہو گیا
آبجو ہر جادۂ راہ بیابان ہو گیا

دل ہین اپنے کب ہجوم داغ ہجران ہو گیا
ایک غنچہ تیری قدرت سے گلستان ہو گیا

مجھپہ جب بیہم ترا مرقد مین احسان ہو گیا
اک چراغ گلفشان رشک چراغان ہو گیا

صاف باطن ہین بغیر سعی کوشش کامیاب
پرتو انجم سے دریا مین چراغان ہو گیا

کیا ہوا آسایہ فقیرون کی جو تربت پر نہین
ہر بگولہ گنبد گور غریبان ہو گیا

سیر گلشن دیکھنے کو جب چلا وہ رشک گل
اوڑ کے رنگ رخ مرا رنگ گلستان ہو گیا

اک جہانکو ہم فقیرون نے مسخر کر لیا
بوریے کا نقش بھی نقش سلیمان ہو گیا

منزل مقصد نی راہ عشق مین جب کی کشش
جو نہال سبز تھا خضر بیابان ہو گیا

مے تیرے برسا جو ابر اے ساقی ابرو کمان
مجھکو باران کرم بھی اب تیر باران ہوگیا

یون درآئے حسن کے دار خم دیکھے ہمین ہم
جیسے عکس آئینہ مین تیرا نمایان ہوگیا

محفل مے مین جب آیا دشت وحشت کا خیال
دور ساغر گردش چشم غزالان ہوگیا

پڑ گیا ہے جن فقیرونکو قناعت کا مزا
خوان نعمت اونکو خالی گردۂ نان ہوگیا

ہون وہ بیخود ٹھیس گر شیشے کو لگتی دیکھلے
جانکر اپنا دل نازک مین نالان ہوگیا

وہ شکار افگن جو آیا سیر گلشن کو کبھی
مرغ بسمل طایر رنگ گلستان ہوگیا

مجھکو بعد مرگ ہوگیا حاجت شمع و چراغ
دل جلی احباب جب آئے چراغان ہوگیا

دیکھ تو سوزش مری زخمونکی اے ناوک فگن
شمع کا شعلہ تری ناوک کا پیکان ہوگیا

کچھ نہ پوچھو ضبط درد دلمین جو گذری یہان
بجھ گئے آنسو جو تر اشکون سے دامان ہوگیا

انکے قدمون پر قدم پڑتا ہے میرا دشت مین
کیا مین وحشی سایۂ چشم غزالان ہوگیا

کچھ تو گوش گل مین پھونکا تھا صبا نے صبحدم
نالۂ بلبل پہ ایک اک گل جو خندان ہوگیا

پوچھتے کیا ہو ہزاروں قتل کرکے حسرتین
دل کبھی تھا اتنا اک گنجِ شہیدان ہو گیا

غزل ۱۴

باغ سے گھر کو چلا ماہر جو وہ رشکِ بہار
اوڑ گئین سب بلبلین ویران گلستان ہو گیا

شعر ۱۵

اثر سے مو قلم کو بھی نہین یارا روانی کا
مصوّر اب یہ نقشہ ہی ہماری ناتوانی کا

ضعیفی مین نکیون کشتہ ہون زورِ ناتوانی کا
مری پیری ہے اور عالم بڑھاپے پر جوانی کا

ضرر کیا ہم سُبک سیرون کو پہونچے ناتوانی کا
مثالِ سایہ یہان عالم ہو گر نہین روانی کا

دکھا دیتا ہون نقشہ جب مین اپنی ناتوانی کا
اوتر جاتا ہے چہرہ صورتِ تصویر یانی کا

خیال آئے جو ساقی چشمِ مستِ یارِ جانی کا
دل پر خون بنے شیشہ شرابِ ارغوانی کا

مزا ہی نرمِ می مین شمع سان آتش زبانی کا
مثال شیشہ یہان حق قع نہین منہ دہانی کا

نہ کیونکر طالبِ دیدار ہوتا یار جانی کا
مجھے تھا دیکھنا منظور اوسکی لن ترانی کا

نہ زائل حسن ہو یارب کبھی اوس یار جانی کا
رہے محدود سر پر زلف سان سایہ جوانی کا

جباب آسا سمٹکر تن سے دم آیا ہے آنکھون مین — یہ ہین مشتاق سوزِ دل کی گرمی سے مین پانی کا

خطِ رخ کا وہ کیونکر نکتہ دان سمجھین خطِ مصحف — ترے ہی ہین پتا دیتی ہے قرآن کی نشانی کا

حقیقت مین بہ ہے یا گرم باتین شعلہ رویونکی — زبانی شمع سان ہوتی ہین آتش زبانی کا

نہ کچھ ہوگی کمی مجھ زار کے سیراب کرنے مین — مثالِ خار ابھی شبنم ہون پیاسا ہون پانی کا

نگاہِ شوخ موسیٰ نے تو کب کا دیکھ پایا تھا — فروغِ حسن گر پردہ رکھے لن ترانی کا

سفیدی دھوپ کے مانند آجاتی ہے بالون پر — بشر کے سر اوٹھاتا ہے جب سایہ جوانی کا

غزل ۱۵

ہوا ہو جاؤنگا مین بھی مثالِ تنگانِ ہما پھر
تعلق ہے یہ تن خاکی غبارِ کاروانی کا

شعر ۱۵

ترے نام سے دم فنا ہو گیا — مین ہو کہکے یارب ہوا ہو گیا

جسے عشقِ زلفِ دوتا ہو گیا — اسیرِ کمندِ بلا ہو گیا

ترا مین کیا کیا نہ تنکے چنے — تنِ زرد جب کہربا ہو گیا

بنایا جو قسمت نے دانا مجھے
فلک فرق پر آسیا ہو گیا

تصور سے دیکھا رُخ صافِ یار
نہ آئے اگر وہ تو کیا ہو گیا

ہوا آگ جب گرم شگون کا آب
بدن خاک اور دم ہوا ہو گیا

مرے جذبۂ دل سے چلے آئے وہ
مرض دردِ دل کی دوا ہو گیا

جفا کرکے مشہورِ عالم ہوئے
بُرائی سے اونکا بھلا ہو گیا

یہ عطر اونکے ملنے سے آفت ہوئی
سے چلے جب تو فتنہ بپا ہو گیا

بھرا خونِ قاتل کے دامن مین جب
بہارِ ریاضِ ادا ہو گیا

تکدر کی بیانتک کی لوگون نے قدر
غبارِ دلی کیمیا ہو گیا

ہوا عیشِ شاہی کا باعث شباب
جوانی کا سایہ ہما ہو گیا

عبث کب ہے نالان جرس راہ مین
کوئی قافلہ سے جدا ہو گیا

بنا فردِ الفت جو دل عشق مین
ہر اک داغ مُہرِ وفا ہو گیا

| شعر ۸ | کہو تو جو ماہر کو مارا عبث<br>بتو تمسے راضی خدا ہو گیا | غزل ۱۶ |
| --- | --- | --- |

تقصیر محتسب نہ مغان کا قصور تھا
شیشہ تو خود شراب کے نشہ مین چور تھا

وابستہ جس سے تہا اوسی دلبر سے دور تھا
یارب مگر مین سایۂ بال طیور تھا

ممکن نہ گر نظارۂ حسن حضور تھا
پردا بنی سے عرش پہ پھر کیا ضرور تھا

کیا خوش ہوئے جب بزم مین شمعون کا نور تھا
تہنا تھا پاس اونکا قدسیون سے دور تھا

اس بعد پر تو سوز درون نے کیا سیاہ
اچھا ہوا کہ سایۂ مہر زمین سے دور تھا

معراج کی تو رات ہوا اور بیحجاب ہو
پہلے پہل کی بات تھی پردہ ضرور تھا

آتی تھی کیون نبی کو صدائے پس حجاب
کوئی ادھر نہ تھا تو ادھر تو ضرور تھا

| شعر ۱۶ | ماہر کھلا لحد مین کہ تہی زیست دور بین<br>نزدیک دیکھتے تھے جسے ہم وہ دور تھا | غزل ۱۷ |
| --- | --- | --- |

| | |
|---|---|
| آید بعد عمر گر از کوی یار ما | گیرد به بر نه تنگ هوا را غبار ما |
| ظاهر شود چه سوزد دل بیقرار ما | آتش زند به دامن صرصر غبار ما |
| چون نیست هیچکس بجهان سوگوار ما | جامه دری کند به غم ما غبار ما |
| آخر فنا شده همه شان و وقار ما | بر خود چسان ز رنج نه پیچد غبار ما |
| چون باد تند بود دم احتضار ما | رفت از ثرا باوج ثریا غبار ما |
| آمد به سر ز چرخ چه بر حال زار ما | دارد هوا بدست خطی از غبار ما |
| از پیچ و خم نه شانه کند چون غبار ما | افتاده است بر سر ما کار و بار ما |
| در جوشش بحر با کف دریا شود سحاب | اشکی چکد گر از مژهٔ اشکبار ما |
| بینی بیک اشاره ز باد فنای دهر | صد بار رخت بست ز هستی غبار ما |
| گردند صرف ظلمت بحر و بر آن سواد | آمد ز یاد انچه ز کنج مزار ما |
| حیف است لطمه های هوا را گمان برید | گردم زند دمی بغم ما غبار ما |

| | |
|---|---|
| از تشنگی مپرس کہ دریا فرو برد | چون ابر گر بر آب بر آید غبار ما |
| آہم خلاف طبع ہوائی جہان رود | گر ساعتی بخاک نشیند غبار ما |
| آن منتہی بپا شد و این منتہی بچشم | آن زلف تو و این شب تار مزار ما |
| تا آسمان فضائی جہان پر شود زخاک | مشتی زگرد غم چو فشاند غبار ما |

| غزل ۱۸ | ما ہر نبات دہر نہ چون صدمہ ہا رسید<br>واند غبار را جگر زخمدار ما | شعر ۵۱ |
|---|---|---|

| | |
|---|---|
| تن خود لب آفتون مین تن زار لیگیا | سایہ بھی گر چڑھا تو سر دار لیگیا |
| یوسف کو کیا سمجھ کے خریدار لیگیا | جو حسن تھا وہ صدمۂ بازار لیگیا |
| تربت مین سیدھی یہ تن زار لیگیا | کیا جان تھی کہ مر کے بھی کچھ بار لیگیا |
| سایہ بھی ساتھ قتی قد یار لیگیا | سودا تھا کیا کہ گر سکے خریدار لیگیا |
| یوسف سکے حسن نے کیا گاہکو نکا حال | جو جسکو ملگیا سر بازار لیگیا |

تڑپا لحد مین بھی تو یہ حیران ہوئی اجل
دم مجکو دیکے کیا ترا بیمار لیگیا

وہ اور ہین جو ڈالتے ہین بوجھ چار پر
مین قبر مین تڑپ کے تن زار لے گیا

رہرو زمین پہ رکھکے اوٹھا لیتے ہین قدم
کیا سوز دل حضور کا بیمار لیگیا

کی آئینہ پہ ڈر کے زلیخا نے بھی نظر
یوسف کو حسن جب سر بازار لیگیا

صدمے سے زخم تن بھی لہو ڈالنے لگے
تیری ہنسی اوڑا کے جو سوفار لیگیا

کیا کہتے درد دل ترے پیکان سے مرے زخم
جب منھ کی بات چھین کے سوفار لیگیا

میخانہ مین یہ راتکو زاہد کی گت بنی
شال کمر کوئی کوئی دستار لیگیا

جب پائمال ہونیکو بیٹھے ترے ضعیف
سایہ زمین سے سر دیوار لیگیا

دیوانگان عشق کا جبتک کہ ہو گذر
مین چن کے خار وادی پر خار لیگیا

بازار عشق مین مرا سودا بکا تو یون
نقصان مجھکو دیکے خریدار لیگیا

منزل کو وہ ہے صفت سایہ راہ بھر
مین کھینچتا ہوا جسد زار لیگیا

منقار میں اوٹھا کے نجانے کہ کس لیے
افتادہ پر بھی مرغِ گرفتار لے گیا

پورے نہ دام مال کے جب دے سکا غریب
کچھ رنج مول لیکے خریدار لے گیا

صیاد مجھ غریب پہ بس ہو چکے ستم
سو بار لایا باغ سے سو بار لیگیا

منعم بھی کیوں نہ مرکے جنازہ میں ہون سوار
اگلی ہوائے سر تو ہوا دار لیگیا

نقصان ہوا تجارتِ الفت میں ہر طرح
سودا بکا تو رونقِ بازار لیگیا

منظور حال زار دکھانا تھا باغ کو
ٹوٹے بھی پر جو مرغِ گرفتار لیگیا

پہونچا اوسیکے زور سے تا منزلِ عدم
جو دم چراکے موت سے بیمار لیگیا

دنیا ادھر کی جبسے ہوا کرتی تھی ادھر
وہ کروٹیں فقط ترا بیمار لیگیا

چاکِ لباسِ قبر بھی تھا لبکہ مجھپہ شاق
پیوند کے لیے جسدِ زار لیگیا

نالے اوسیکے گوشِ گلِ باغ تک گئے
جو دل دو نیم صورت منقار لیگیا

یون نکلے سیرِ باغ کے ارمان ضعف مین
جب رنگ رخ اوڑا سوئی گلزار لیگیا

بجھکر چراغ قبر جلا اوٹھتا ہے رات کو
وہ سوز دل حضور کا بیمار لیگیا

تربت بلند ہوکے بھی کچھ خاک بچ رہی
حسرت زمین کی یہ زمیندار لیگیا

مین کیا وہ یاد آئینگے تا حشر خلق کو
آخر مین ہچکیان جو ترا زار لیگیا

کیون میرے شکر مین نہ زبان تیر کی ہو لال
زخمونکی تھی جو بات وہ سوفار لیگیا

سو بار تیرے عشق مین مرکے اٹھا جو جوش
جب دم دیا کسی نے یہ بیمار لیگیا

ہنستے نہ تیرے تیر پہ کیون زخم تن مرے
کھلوا کے منہ کو ضبط بھی سوفار لیگیا

وہ سوئے کفر جانے مین مجبور بھی تھے
گردن مین ہاتھ ڈال کے زنار لیگیا

کنج قفس سے پیشکش باغ کے لیے
تیّے صد کے مرغ گرفتار لیگیا

سر سے نکلکے پاؤن تک آئے بسان زلف
یون خار مین چبھو کے مین ہر خار لیگیا

اب رو رہا ہون درد کو یہ سوچ سوچکر
وہ شے تھا یہ کہ جسکو خود آزار لیگیا

اتنی بھی قید تھی جو رہائی پہ ناگوار
سایہ بھی ساتھ مرغ گرفتار لیگیا

یوسف نے بس نگاہِ توجہ اوسی پہ کی — دل ہاتھ مین فقط جو خریدار لیگیا

پلکین گواہ ہین انہین دیوانون کے لیئے — آنکھون سے چھلکے دشت کے مین خار لیگیا

لین لاکھ حقکی بندہ زر نے عبا دتین — ماتھا مگر علامتِ دینار لیگیا

ڈھونڈھین تڑپ تڑپ کے مریضِ جہان ہزار — جو درد تھا وہ آپ کا بیمار لیگیا

اللہ ری حرص درد کی اللہ رے مزے — کس کس کے زخم مرہم زنگار لیگیا

دنیا کی دوڑ دھوپ سے منصور دیکھ لے — دم یون چڑھا کہ تن کو سر دار لیگیا

کاغذ بھرا اوترا گیا چہرہ ضعیف کا — تصویر کھینچکر جو طلبگار لیگیا

آئی صدا کراہنے کی قلبِ زار سے — جب منہ بغل مین آپ کا بیمار لیگیا

پاؤنکو جانے دیجیے خود سر یہ پوچھیے — شانہ نکالکر مرے کے خار لیگیا

بکنے لگا جو موت کا سودا جہان مین — آنکھونکو بند کرکے خریدار لیگیا

دیکھی لحد پہ جسنے مری قلب کی چمک — ہر بار ہاتھ اوٹھا لیا ہر بار لیگیا

گوہرسی ٹہرکی کون ہی محتاج دہرمین | جو آبروسی شی سرِبازار لیگیا

غزل ۱۹

ماہر کہیہ اوس سی پوچہیے چشم سیہ کا حال
کاجل نگہہ سی ہاتہہ پہ جو پار لے گیا

شعر ۳۷

رونقِ تن سی شباب اپنا وفا کیا کرتا
تہم کے سائیے کے لیے مرغِ ہوا کیا کرتا

دل نہ دکہتا تو غریبون سے وفا کیا کرتا
چوٹ پڑتی نہ جگر پر تو درا کیا کرتا

باوفائی مین جفاؤن کا گلہ کیا کرتا
اچہی دل کو مین حسینون سی ہبا کیا کرتا

مین عزیزون سے بہلا ترکِ وفا کیا کرتا
خون مین خون ملاتہا تو جدا کیا کرتا

ہوشمین آکے خود اپنے کو فنا کیا کرتا
ہون حبابِ لبِ جو چشم کو وا کیا کرتا

تہی یہ صورت تو اثر کا مین گلہ کیا کرتا
ہاتہہ مطلب سے اوٹہاتا تو دعا کیا کرتا

نام مین وصفِ صفائی سی بہلا کیا کرتا
اور رگے خون سی بہی کن نشو ونما کیا کرتا

عکس آئینہ ہو نمین اونسی گلا کیا کرتا
لب ہلاتا بہی تو مطلب کو ادا کیا کرتا

چاندسی شکل کا ہی عکس مری سینہ مین
اور اب آئینہ دل کی جلا کیا کرتا

کروٹین لیسکی شب ہجر یہ مین کہتا ہون
دل جو ہوتا تو محبت کا مزا کیا کرتا

راہ چلتون پہ ہٹا مین صفتِ نقشِ قدم
اب سلوک اور محبت کا مزا کیا کرتا

استخوان کھائی نہ اس وجہ سی مجھہ وحشی کے
جائی پر خار نکلتی تو ہما کیا کرتا

آپ بیٹھا ہوا زخمون پہ چھڑکتا ہون نمک
اور اب مجھسی محبت کا مزا کیا کرتا

اونگلیان بند کھلی جاتی ہین دیکھو تڑپن
دل کو مٹھی مین ندیتا تو بھلا کیا کرتا

دیدیا ہی اونھین مٹھی مین مسلنی کے لیئے
اور اب دل کے تڑپنے کی دوا کیا کرتا

راہ مین کون مری ساتھ اوٹھاتا زنجیر
ساتھہ ہی اپنی مین سایہ کو جدا کیا کرتا

اسپہ تو آنکھونکو کہولی رہا ایک ایک حباب
سر مین بھرتی جو نہ دنیا کی ہوا کیا کرتا

دیکھتا آئینہ سان لیکی نکیون دل مین تجھے
نے تیری سیرِ طلسماتِ فنا کیا کرتا

سود ہین درد کی لذت نے دیئے اک دل کو
اور اب زخم کے کھانے کا مزا کیا کرتا

اچھی خاصونکی تو آواز پہ یہ نالے ہین
میری نالون کو جو سنتا تو درا کیا کرتا

عکس آئینہ ہو گمین ہو تو اونہین کو ہو گلہ
اونسی مین شکوہ انداز و ادا کیا کرتا

سایہ مرغ ہوا تک کے تو تڑپا چھوڑا
اور اب دل کے تعلق کا مزا کیا کرتا

ڈھونڈھتی پھرتے تھے شب خانۂ اصلی اپنا
نہ اشارے سے بتاتا تو عصا کیا کرتا

سو جگہ لیتی ہوئی دم اجل آئی مجھ تک
اتنی دوری مین ملاقات قضا کیا کرتا

روکی ہین بوجھہ ضعیفی کا نگاہین میری
لیکن مین ضعف کے عالم مین عصا کیا کرتا

لاکھہ کچھہ تھا یہ نہ مٹھی سی نکلنے پایا
شوخی کرتا بھی تو وہان رنگ حنا کیا کرتا

اوتکی پرچھائین کی صورت سی نظر آتی ہی
جسم سی اپنی مین سایئکو جدا کیا کرتا

مین تو خیر آئینہ کا عکس جو ہوتا گویا
آپسی آپکی باتون کا مزا کیا کرتا

دل نکلجانی پر آتا تو نکل ہی جاتا
مجمع غمزہ و انداز و ادا کیا کرتا

شمع کشتہ کی طرح کچھ نہ جلبتا کیونکر
جو فنا کرکے بلی مین وہ بقا کیا کرتا

کسی کی اماندہ بیکس کی صدا آتی تھی
کان پر ہاتھہ نہ رکھتا تو درا کیا کرتا

جان اجل لیگئی اور ہاتھہ نہ پکڑا مین نی
اور اب دم کی نکلنی کا مزا کیا کرتا

چل بسی شام کا سب تاج پہنانیوالے
سر برہنہ جو ہوتا تو عصا کیا کرتا

پیچھی آنے پہ ضعیفون کے تو یہ نالی ہین
بیٹھہ جاتے کہین تھک کر تو درا کیا کرتا

دل تو خیر ابھی گیا چھوٹی سی مٹھی مین وہان
اب سینے کلیجے کے تڑپنے کی دوا کیا کرتا

دست و پا تاک کو تو پھیلاتے ہون دینی کی لئی
اور اب جان کی دینی کا مزا کیا کرتا

غزل ۲۰

ہاتھہ کس نے دیکھین بند ہوا دئی وسنکے ماہر
شوخیان اس سے سوا رنگ حنا کیا کرتا

شعر ۵

نہین بچے آج سی ای سوز غم گلہ دل کا
کہ آنکھہ کھولکی دیکھا ہی آبلہ دل کا

کھو شباب سے گی کی نہ ولولہ دل کا
نکلتی دی جو نکلتا ہی حوصلہ دل کا

لٹا ہی لاکھہ حسینون پہ حوصلہ دل کا
کہان کہان نہ لٹا ایک قافلہ دل کا

سما سکا جو نہ خود او تمین ولولہ دل کا
سمٹ کی سینے سی نکلا ہی حوصلہ دل کا

شریکِ درد ہی کیونکر کرون گلہ دل کا
ہنسا جو مجھپہ تو رویا ہی آبلہ دل کا

بلا سبب نہین کچھپہ تنگ حوصلہ دل کا
تپک رہا ہی کہین کوئی آبلہ دل کا

چلا ہی آج سوئی چشم حوصلہ دل کا
کھڑی ہین راہزن آتا ہی قافلہ دل کا

خوشی یہی ہی تو اچھا سنو گلہ دل کا
کسیطرحسی سہی ہو تو فیصلہ دل کا

جلا رہا ہی جگر کو جو حوصلہ دل کا
لیئی ہی آب کا چلو ہر آبلہ دل کا

ہی رُخ کے آئنہ کا سبزہ حوصلہ دل کا
گرا ہی پیاس مین پانی پہ قافلہ دل کا

وہ دیکھلین تو نہ دل ہو ولولہ دل کا
لڑی نگاہ تو ہوجائی فیصلہ دل کا

کبھی نہ دلگی تو کیونکر ہنو گلہ دل کا
کبھی تو منھ سے بھی پھوٹے کچھ آبلہ دل کا

یہ قول تجربہ کارانِ درد فرقت ہی
نہ آنکھ ہو نہ نظر آئے آبلہ دل کا

کلیہ سی جو تپک کے بھی کھل نہین سکتا
وہ قفل دل مین لگائی ہے آبلہ دل کا

بلند دیکھی سینہ نہ اتنا ہک دک ہو | اسیطرح سر اوٹھاتا ہی حوصلہ دل کا

بخیر ہو سفر طفلی وجوانی و شیب | وسط کی چھوڑ دی منزل جو قافلہ دل کا

یہ وقت نزع رگ جان کی پہانس او بھری ہے | اٹک اٹک کی نکلتا ہی حوصلہ دل کا

جگر نے چین سا پایا ہی بند ہین آنکھین | ابھی جو پھوٹ بہا ہی کچھہ آبلہ دل کا

چھپائی بیٹھی ہین زلفون کو وہ ڈوپٹی سی | سرا کو ڈھونڈھتا آتا ہی قافلہ دل کا

کبھی جو خار رگ جان سے چھیڑ دون اسکو | تمام عمر لہو روئی آبلہ دل کا

اجل کے وقت کا ہون منتظر جو فرقت مین | دکھا رہا ہی گھڑی مجکو آبلہ دل کا

نہ دیکھی جائیگی صورت بھی مجھسی ماتم کی | کلاہ سر سے اوتاری نہ آبلہ دل کا

مقام خوف جو ہین طفلی وجوانی و شیب | سہ منزلہ کئی آتا ہے قافلہ دل کا

نہ نیچی پاؤن کے آجائے کچھہ سنبھل کے چلو | ملا ہی گیسوؤن سی جا سلسلہ دل کا

عجب نہین اس اشاری سی چلی آئین | تپک تپک کی بلاتا ہی آبلہ دل کا

خبر نہیں او نہیں وہ ہان کھل رہی ہین زلف کی بل
ہلا رہا ہو نہین یہان سی جو سلسلہ دل کا

ستائے مجکو یہ فرقتین و صلمین وہ او نہین
مجھی جگر کا ہی شکوہ نہین گلہ دل کا

بجھا دی آگ وہی سی مری کلیجے کی
بھری ہی آ کی چھاگل جو آبلہ دل کا

نہ آئے دشت سی کیونکر ان ہین سائین کی آواز
نکلگیا تہا کبھی ہو کی قافلہ دل کا

خطا مجھی سی ہوئی جب جو کچھہ کہون مجرم
چلو سدہارو مبارک تمہین گلہ دل کا

جو تم کھلا ہوا منہہ دیکھتی ہو مرنے پر
نکلگیا ہی ادہی سی حوصلہ دل کا

اچانک آکے گری ہین جو رہزنان ادا
تتر بتر ہوا جاتا ہی قافلہ دل کا

وہ اک ادا سی جو آ بیٹھے ہین مرے دلمین
دھری ہی پیار سی منہہ دلپہ آبلہ دل کا

اوسی سی آئی قیامت اوسی سی حشر ہوا
ہماری دل سی جو نکلا تہا حوصلہ دل کا

چہار سمت جو ہین رہزنان حسن تو ہون
دبا کے راہ نکلجائے قافلہ دل کا

کھڑی ہی ہین لوٹنی جو منہہ وہ دیکھتی رہجائین
جو دب دبا کے نکلجائے قافلہ دل کا

بہت ہی خوب رہی گیسوؤنکی پردہ دین | جو راتا رات نکلجای قافلہ دل کا

سرائی زلف کی حجرے بہر ہوئی ہین تمام | اوتر رہا ہی برابر جو قافلہ دل کا

صدا یہ دیتی ہی بو ملگجے ڈوپٹے کی | لٹا ہی گرد کے پردہ مین قافلہ دل کا

چلا نہ زور کسی سی کبھی غریبون کا | دبائی راہ کو کیونکر نہ قافلہ دل کا

کھویا وہ نسی کہ اب ڈہونڈھنی سی کیا حاصل | نکلگیا کسی جانب کو قافلہ دل کا

یہ بعد مرگ کیا کسنی بند منہہ کو مرے | نکل رہا تہا ابہی دل سی حوصلہ دل کا

وہ ہاتھ کان پہ کہتی ہین مین ہٹاتا ہون | کبھی وصال مین ہوتا ہی یون گلہ دل کا

وہ اپنی سینی کے کچھ حسن کو جو روکے ہین | کہنچا ہوا ہی شکنجی مین حوصلہ دل کا

مسل کے پھینکدین وہ اپنی ہاتھ سی جو کبھی | تمام قصی ہون ہوجائی فیصلہ دل کا

گواہ اسپہ حباب روان دریا ہین | کہ دم مرا لئی جاتا ہی آبلہ دل کا

یہ کسنی یہ دم نزع یہ سے چلے آنا | ہٹو ہٹو کہ نکلتا ہی حوصلہ دل کا

یہ کس طریق سے لپٹی ہور کہکے گل تکیہ
اوٹھاؤ گال کہ دبتا ہے آبلہ دل کا

ہماری نزع کی اولجھن سے تم نہ گھبراؤ
اسیطرح سی نکلتا ہی حوصلہ دل کا

غزل ۲۱

کلیجے دیکھنی والونکی پھٹتی ہین ماہر
جو منھہ کو ڈہانپ کے روتا ہی آبلہ دل کا

شعر

شمع کیطرح بشر فکر مین بیدم ہوگا
اور بہی جسم گہلی گا سر اگر خم ہوگا

دل بہی اک زخم ہی خوش ہوگا تو بیدم ہوگا
جسقدر اسکو ہنساوگے لہو کم ہوگا

چرخ کسطرح کری خوش کہ پیا غم ہوگا
رنگ نکلیگا جو میرا تو لہو کم ہوگا

ہجر کی شبکی درازی سی نکچہہ غم ہوگا
رنگ اوڑنے سی مری صبح کا عالم ہوگا

صفت شیشہ می نظم مین عالم ہوگا
لعل و گلونگا سر فکر اگر خم ہوگا

بی سبب کے نہ یہ دہڑکن نہ عبث غم ہوگا
دل مین ارمان مرجانیکا ماتم ہوگا

دیکھینگی اولٹی ہوئی آنکھین بہی جہک جہک کے نہین
نشۂ فصل جوانی مین وہ عالم ہوگا

| شعر ۱۷ | تیز رکھ اپنی زبان تیغ کی صورت ماہر<br>تجھ مین دم ہوگا تو دشمن ترا بیدم ہوگا | غزل ۲۲ |
|---|---|---|

| | |
|---|---|
| ہمنی تو جان نذر دی دل کو فدا کیا | اب تم تباؤ چاہنی والون سی کیا کیا |
| الفت مین سعی مرگ نہ کر سکے بُرا کیا | مرنیمین ہات پاؤن نہ مارے تو کیا کیا |
| نہ لاشس ہی اوٹھائی نہ دم کو فنا کیا | ای درد تونی اوٹھکی کلیجی مین کیا کیا |
| خاکی بدن نی روحکو بس یون فنا کیا | جسطرح آب جامِ گلی مین گھٹا کیا |
| مضطر وہ تھا کہ ایک مری خوفِ دفن سی | برسون زمین کا بھی کلیجہ ہلا کیا |
| افسوس زلزلہ کہا اوسکو جہان نی | پردیمین خاک کی جو مرا دل ہلا کیا |
| رشتہ سی کہہ رہا ہی کافورِ شمعِ بزم | ٹھنڈا کیا کلیجہ جسنی جلایا جلا کیا |
| سمجھانا بیخودانِ محبت کو ہی عبث | خود آپ کہہ رہی ہین کہ یہ ہمنی کیا کیا |
| مین گر مطیعِ عشق ہوا تو عجب ہی کیا | خود دلوِ آب چاہ کا پانی بھرا کیا |

دی مین نی جان آنکھون پہ تو کیا کیا قصور
اوسکو نہ کچھ کہا کہ جو سرمہ پسا کیا

آوارگان دشت محبت خوشا نصیب
گر تھک گئی کبھی تو مقدر پھرا کیا

اتنا ہوا وہ آکے مری گھر جو پھر گئے
پتلی سا کوئی آنکھ مین سوجن پھرا کیا

کہتا ہون کر وٹونمین شب ہجر کی بہت
دنتک تر دل تمہارا اتکو بہلو سی کیا کیا

افسوس مثل عود ہی پہوٹی نہ بو کبھی
اسطرح چپکی چپکی کلیجہ جلا کیا

پڑ دیکھین پڑے کے توڑ دیئی میری استخوان
وعدہ تو کچھ کیا تھا یہ صیاد کیا کیا

بگڑو جو دل سی تم تو خوشامد کیون کرون
وہ ہی منائی بھی تمہین جسنی خفا کیا

| غزل ۲۳ | ماہر یہ کس ادا سی وہ شانہ ہلا گئی<br>یون دل ہلا کہ قبر مین لاشہ ہلا کیا | شعر ۶ |
|---|---|---|

شب فرقت جو تڑپا کیا ہو ا کہکشان میرا
شکنجہ مین کھنچا خود چرخ لیکر امتحان میرا

تماشا ہی کہ وہان بھی مقدر رہیان میرا جوان
مٹا جاتا ہے گردون اور زمین مٹتا نشان میرا

برنگِ بو ہین ہمراہی لقب ہی ناتوان میرا
صدائے رنگ غنچہ پر پروآن ہے کاروان میرا

یہ ادنی سا ہی حالِ خوفِ راہ جانستان میرا
پریدہ رنگ پیچھے ہین تو آگے کاروان میرا

لقب ہے سخت جان کیونکر ہو کوئی رازدان میرا
شررِ دِ سنگ از خود تو کھلی سوزِ نہان میرا

سبکر و حو مد آیا ہی وقتِ امتحان میرا
ادہر ہی قافلہ بو کا ادہر ہے کاروان میرا

لقب ہی عندلیبِ زار اتنا ہی نشان میرا
شکستِ رنگ کو کہتے ہین گل شورِ فغان میرا

سمجھ لے یہ تو ہولوی قبرِ دشمن آسمان میرا
زمین برباد ہوتی ہی تو مٹتا ہی نشان میرا

ہوا و برق ادہر دشمن ادہر دشمن آسمان میرا
سہارا اب تنکی کا بہی رکھی آشیان میرا

جوانانِ چمن مین جب کبھی تہا قدردان میرا
مثالِ حرزِ بازو پر بندہا تہا آشیان میرا

سفر والونکی یارب خیر ہو بیجا گمان میرا
اوڑینگی رنگ چہرون سے لٹیگا کاروان میرا

سفر مین سنکی بو کہتا ہی قلبِ ناتوان میرا
ہوا ہی کوئی شی تہی جسنبی لوٹا کاروان میرا

سنبھلو یہ تو کہنیچو ہاتہ اہلِ کاروان میرا
تمہین نے نام رکھا تہا ضعیف و ناتوان میرا

تری رحمت رسی ہو جاتا مقدر گر جوان میرا
زمین مٹتی فلک مٹتا نہ مٹتا تو نشان میرا

نظر گلچین کی کیون پڑتی اوجڑتا کیون مکان میرا
چھپا لیتی جو برگ نخل ملکر آشیان میرا

وہین سب ہمزبان ہین ہو رہے کچھہ بیان میرا
چمن مین جسطرف اوجڑا پڑا ہی آشیان میرا

مثال دانہ مین ہون آسیا سا ہے مکان میرا
نہ پوچھو اہل دل حال زمین و آسمان میرا

طلسم عشق ہی مانی کہ روئی ناتوان میرا
اوڑائی رنگ تو تصویر پر ہے بجا نشان میرا

وہ بلبل ہون اوجڑنیکی خبر پائی جو گلشن مین
چھپایا ہم صفیرون نے پر اپنی آشیان میرا

مثال ریگ ساعت میری قسمت بھی تماشا ہی
زمین پر گر رہا ہون گو فلک پہ ہی مکان میرا

عنایات فلک کا گر کبھی اظہار مین چاہون
بچانی خس گرائی برق برسون آشیان میرا

مرے دل من کو رنگین اشک خون دوست سی ہونے دین
محبت مین لٹیگا میری ہاتھون کاروان میرا

ٹھہرتی آئینگی رستے کے چلنی کو وہ کیا جانین
کوئی کہدی کہ لاشہ بھی ہو تھم تھم کر روان میرا

مثال ریگ ساعت اب جھٹکی خاکساری کیا
زمین پر تہا قدم جب آسمان پر تہا مکان میرا

لحد سے خاطرِ نازک مکدر اونکی ہوتی ہے
کوئی اتنا نہین جوہی مٹا دیتا نشان میرا

کہا مین نے جلو جھگڑا گیا سب جلنے جلانیکا
عوض خس کے بنا جب بجلیون سے آشیان میرا

فلک پر کہکشان کو دیکھکر کہتا ہون فرقت مین
زمین پر مین طپان تہا چرخ پر کیسا نشان میرا

ہوا پر باغ ہو بوئے گل ترا ایسی
اوڑا یا بلبلون نے گر کبہی رنگ بیان میرا

گذر جاتا نہ دم کے ساتھہ کیونکر بحرِ ہستی سے
لگا تہا کشتیِ عمرِ روان پر باد بان میرا

حباب آسا فلک کے دور مین مٹکر یہ کہتا ہون
کسیکا ذکر کیا ملتا نہین مجکو نشان میرا

ادب آموزِ شمع بزم ہو کیونکر نہ اب گلگیر
زبان مین بڑہ چلا تہا مجہسے کوئی ہمزبان میرا

کوئی پوچھے خبر اس تفرقہ کی تمکو بہی کچہہ ہے
کہان دل مر رہا ہے دم نکلتا ہے کہان میرا

حبابِ بحر ہون پوچھو نہ مجہسے حال قسمت کا
یہ گردش ہے کہ میری ساتھہ پہرتا ہے مکان میرا

ہوا پر دیکھکر تنگی قفس مین مین یہ کہتا ہون
کدہر ہو باغ والو لٹ رہا ہے آشیان میرا

ہدف ہون جب زمانیکا تو کیا خوشنود ہون کسسے
کریگا تیر باران بہی مجہی پہ ناوک فشان میرا

مثالِ ریگِ ساعت کے ہم ندون کسطرح اے گردون
زمین تہا نام جسکا اب وہی ہی آسمان میرا

تہا اے ناتوانی کر دیا تصویر ہی بالکل
اوڑا ہی اب رنگ چہرے سے تو ہی کہینچا نشان میرا

جہان سب گردشین ہین اے فلک یہ بہی کہا مجکو
حباب بحر کیصورت گری مجہپر مکان میرا

نشان دیکہین شگافِ کلک کا حاسد حرفون مین
کلیجے چاک کرتا ہی یعنی مین طرزِ بیان میرا

قفس مین ہون مین یا چہوٹی ہین شاخین گلستان مین
عوض میرے لگاتی ہین گلی ہی آشیان میرا

نگین کسطرح مجکو دوست کیون رکہی نہ ہر نامی
کہ تجہ کے بہی دل مین نقش ہی نام و نشان میرا

قوی دنیا مین کوئی شی نہین ہی ناتوانی سے
پہرایا سر کو میری لوٹن کے پہرتا ہی مکان میرا

کہین ایسا نہو مثلِ حبابِ بحر مٹ جاؤن
نہ چہیڑو اے حسینو دل بہت ہی ناتوان میرا

فلک نقشِ نگین تیرے ہمین ہین جو نہ تو کچہ ہوگا
اوڑی طبقہ زمین کا تو مٹی شاید نشان میرا

ابہی کمسن ہو تمسے شکل وہ دیکہی نہ جائیگی
چلو سر کو کہ دم دیتا ہی قلبِ ناتوان میرا

محبت ابروونکی خوب ہی سیدہا بنائیگی
نکل جائیگا بل سارا دمِ زورِ کمان میرا

پلکونکر بند کر دی ضعف میری جاگی آنکھونکو
ڈرینگی جانکر وہ زخم قلب خونچکان میرا

نجائی سمجھی ضعف پر وسعت زمانہ کی
کلیجے کی تڑپ بھی کچھ کریگی امتحان میرا

زمین سی پیٹ اوٹھتی ہی تو کہتا ہون کہ سب کین
اوٹھائیگا مری لاشہ کو خود درد نہان میرا

نقوش آب کی صورت برائی نام مٹنا ہی
مین دیکھونگا تو فلک کبتک مٹاتا ہی نشان میرا

اونھین سی پوچھیی صدمہ اسیرونکی جدائی کا
کلیجے سی لگائی بیٹھی ہین جو آشیان میرا

مٹی کا کیا کہ مثل خامہ حکاک ہی گردون
قدم کی نقش سی بہی کم ہی کیا نام و نشان میرا

علامت کچھ بتائی جب شب فرقت تو مین بولا
نجانی رہگیا کب مر کے قلب ناتوان میرا

شب فرقت کا جاگا تھا نہ دیکھا آئنہ اس سے
دکھاتین مجکو آنکھین زخم قلب خونچکان میرا

مثال ریگ ساعت کیون نہ اولٹی سانس لین یارب
زمین آخر اولٹکر بنگئی ہی آسمان میرا

تمہارا ناز پرورده بہی مثل برہ مردہ ہی
جگر کی اب خبر لو دل تو تھا ہی نیمجان میرا

مثال کلک جب خط دین ہو کسی کیونکر زبان کھولون
مرا ہی زخم دل بنجائیگا زخم زبان میرا

نکلکر دم شب فرقت نکیونکر تخلیہ کر دی
جگر سی کچھہ کہیگا حال قلب ناتوان میرا

تڑپنی مین نہ مین رہ کے کیون اوڑتی ہی فرقت مین
یہین کیا دفن ہونگا دم نکلتا ہی جہان میرا

غزل ۲۴

کہونکیا ایک ساعت جب نہ ماہ مہر دور گردون
جو کچھہ ہی خوب ہی حال زمین و آسمان میرا

شعراء ۵

طلسم تہا کہ شعاعون مین آفتاب آیا
ہزار ہات پہ اک ساغر شراب آیا

کہو مغان سی مبارک خم شراب آیا
زمین یہ پاک ہوئی اب کہ آفتاب آیا

نہ شرم ائی شب وصل اگر تو خواب آیا
غرض وہ نہین یونہین نیند آئی یا حجاب آیا

یہ اتحاد تہا قاصد تو کیون عتاب آیا
کہا تہا دل نی جو میری وہی جواب آیا

نزاکتون کی مقابل مین آب آیا
غشی جب آئی ادہنین ہوش مین گلاب آیا

مقابل رخ روشن جب آفتاب آیا
چراغ روز بنا اسقدر حجاب آیا

سبب یہ تہا کہ جو مستون مین انقلاب آیا
جد ہر وہ آنکھہ پہری ساغر شراب آیا

شراب پیکی جو مٹی تو ذکر خواب آیا
ہماری بخت سی نشہ مین بہی حجاب آیا

ہمین تو اپنا سمجھتی ہوئی حجاب آیا
یہ روشناس کہا انکا تہا جو شباب آیا

چھپی وہ آئینہ مین جا کے بے حجاب آیا
نیا نیا جو وہان عالم شباب آیا

رگون سی سر مین مرے نشہ شراب آیا
طنابین کھنچ گئین گرد و نپہ آفتاب آیا

اجل کہا اوسی ناواقفان فرقت نی
جب ایک عمر گذرنے پہ مجکو خواب آیا

نہ مجھسی آپ بہی آکی امید رکہیئے گا
طلب بغیر تو موت آئی یا حجاب آیا

خدا نہ جوہر شمشیر سی نصیب کری
جگر کو چہان دیا وہ میسّر آب آیا

مین ہی تو تہا سبب راحت عالم
مری ہی نیند کی وقت سبکی خواب آیا

ہماری آئنیسی تر ہوگئی پسینہ مین
جب آئی شرم تو تمکو نہ کچھ حجاب آیا

بغیر رزق تو تہا ہی نہ مانہ ای گردون
لگا یا قفل کہ پانی بہ ہر حباب آیا

زمانہ تیرہ و تاریک تہا جو زلفون سی
چراغ حسن لیی عالم شباب آیا

جب آئی شرم تو وہ تر ہوئی پسینے مین
پسینہ آیا تو پہر دوسرا حجاب آیا

وہ مست تہا مری ہنسی جوش یہہ کہا یا
اوتر کے طاق سے خود شیشہ شراب آیا

خدا کی شان کہ شرم آئی عکس آئینہ سے
وہ اپنی ہوی خود بہی سے حباب شباب آیا

نشانِ تجلی رخ ہی سے نے لکہا کاغذ
نہ سمجہی کوئی کہ سادہ سا اک جواب آیا

بہر طریق ہوا عاشقون ہی کا مطلب
وہ سوئی چین سی مجکو اگر نہ خواب آیا

اسی سی اونکی بہی پردیکی حد سمجہہ لیں سب
حجابِ چشم مین آیا اگر حجاب آیا

مریضِ ہجر ہون شکوہ ہی گر تو اتنا ہی
عیادت کو نکو بہی پہیری کبہی نہ خواب آیا

دہمک تے پاؤنکی تربت مین یہہ کہا مجہسے
خبر تجہی نہین یہان عالمِ شباب آیا

کسی سی بات کرین کیا وہ صورتِ تصویر
جو رخ پہ رنگ بہی آیا تو اک حجاب آیا

تمہاری طرح سی بسی وسکو ندیکہتا کوئی
حجابِ چشم مین بیکار کو حجاب آیا

یہ کس کی نرگسِ جادو نی کردیا ذیقدر
جگہہ دی آنکہونمین لوگون نے تو جب خواب آیا

یہی سمجھکے دکھاتی وہ چاند سی صورت
حجاب سی نہ کیا پردہ جب حجاب آیا

مثالِ ساحلِ دریا بھی بدنصیب ہنو
لبون کو کاٹ دیا وہ میسّر آب آیا

پناہ حسن سہای عکس آئنہ اوسکے
ہٹا جو غیر یہ وہ عالم شباب آیا

کوئی تو ایسا ہی اوسکو کمال حاصل ہی
کہ نیچی آنکھہ ہوئی سبکی گر حجاب آیا

یہ اونکا روز کا ای قبر دوڑنا کیسا
سمجھہ چکا کہ وہان عالمِ شباب آیا

جہان مین تمسی زیادہ حسین شاید ہے
پسینہ آگیا تمکو بھی جب حجاب آیا

جری کی زخم سی بڑھتی ہی اور بہی ہمت
گڑہی جو دل مین سنان آگ پر کباب آیا

شرار کرینگی عاشقو نپہ کچھہ چشمک
کمر کسے ہوے جب آگ پر کباب آیا

برنگِ سبزہ تو ضبطِ عطش ہوا ای شبنم
نہ تا بہ آب گیا مین مجھی تک آب آیا

وہ اور لوگ ہین غنچونکی جو چٹک مین سوے
ہمین تو سبزہ صفت نیر پا بھی خواب آیا

تگرگ بار ہو گر دون تو شکر لازم ہے
جہان کے واسطے بن بن کی دانہ آب آیا

وہی اب آنکھیں ہین جو نیند کو ترستی ہین — تہہ قدم کبھی مخمل کی طرح خواب آیا

کسی کے آنیکا احسان اب نہین مجھپر — لحد پہ جو مری آیا پئے ثواب آیا

بھرا ہوا تھا نجانے یہ کب کا ای گردون — برس پڑا مری تربت پہ جب سحاب آیا

بھرے تھے کوٹ کے موتی وس آنکھ مین ایسے — کسی بہانے سے جب رو لیے تو خواب آیا

عدم مین بھی یہی رونا ہے روز کا ماہر
کہ بھر بھرائی ہوی آنکھ سے حباب آیا

بس یہی کام اونھون نے سحر و شام کیا — بھر کے آنکھون مین تہکی قلب مین آرام کیا

دل کے گھر مین اونھون نے اگر آرام کیا — بھر کے آنکھون مین تماشائی سر بام کیا

جب سے آئی ہی جوانی یہی دیکھا ہمنے — جاگ کر رات کٹی صبحکو آرام کیا

اسکو کیا کہتی ہین یون جاگ کے کاٹین راتین — وصل کی شب جو ہوئی شام سی آرام کیا

عمر بھر ناز اوٹھاتا تو کوئی سے شے نہوا — لاش ماہر کو اوٹھائی تو بڑا کام کیا

| شعر ۴ | وله | غزل ۲۶ |
|---|---|---|

صلح منظور رہی تو حسن کو لڑنا ہی نتھا — عکس کو آئینہ کے بیچ مین پڑنا ہی نتھا

دیکھی مجھ سے نگہین ملتی کہ لڑنا ہی نتھا — جسکو کہتی ہین بگڑنا و بگڑنا ہی نتھا

اونسے نظرون نہین ہوئی صلح تو مین سمجھیا — آنکھین لڑنا بجسے کہتی ہین وہ لڑنا ہی نتھا

| غزل ۲۷ | کیا ہوا لطف ہوا گر جو اشارے سے جھکا<br>سرو کو سامنے وسعت قد کے اکڑنا ہی نتھا | شعر ا |
|---|---|---|

جلال حسن او نہین نشہ شراب ہوا — جو منہ تھا چاند سا آخر کو آفتاب ہوا

| شعر ۸۳ | وله | غزل ۲۸ |
|---|---|---|

تم نہ تھی جبتک مزاج بزم بھی ناساز تھا — چنگ افتادہ جہان تھا اک پڑی آواز تھا

عکس آئینہ بھی ناواقف تھا گو دم ساز تھا — خود سے بھی بیگانہ تھا جب دل مین میری ساز تھا

رقص مین رنگین صدا کو جب چمن سے ساز تھا — پنکھڑی کھلتی کلی کی شعبۂ آواز تھا

حاضری اپنی روز و شب کو ناز تھا — کیا اشارہ اونکی آنکھونکا زمانہ ساز تھا

عکس آئینہ کو بھی تجھ دعوی ہمراز تھا — تھین دامین تو کسیکی اور کسیکو ناز تھا

ضعف جب ساری مرا ہنگامِ بزم ساز تھا — چنگ کا نالہ شکست رنگ کی آواز تھا

سوزِ دل سی جسم مین اعراض کا انداز تھا — جب سپند آتش پہ تھا آواز ہی آواز تھا

کھلتی کلیونکو تو اچھا اک ہنسی ساز تھا — بو ہوا پر کیون نہی مکیا او نہین رنگِ ناز تھا

نے تمہارے کیا مزاجِ ساز بہی ناساز تھا — چنگ کی نوبت یہ تھی اک بند سی آواز تھا

ضعف مین جب طائرِ تصویر سے کچھ ساز تھا — رنگ کا تھمنا بدن پر مانعِ پرواز تھا

کچھ وہی جانین کہ کسکا حسن ممتاز تھا — جام مین مے تھی اور اونکی آنکھونمین خوابِ ناز تھا

مثل شہنائی صدا ہوئے پہ یا تو ناز تھا — یاد ہی مین اونکی منھ سی صاحبِ آواز تھا

ایک رونے پر تمہاری مجھکو یون روتے تھی لوگ — دوشِ صرصر پر جنازہ صورت آواز تھا

بو سی غنچہ بنگیا تھا کیا مین ہنگامِ گناہ — لاکھ پردونمین بھی تھا پنہان تو پردہ باز تھا

ہمتِ مردانگی غم کے شکنجوں میں خموش
جنتری مین تار جب کہنچتا تہا بے آواز تہا

تیرگی تا بامِ فرقت میں یہ کم تہی وحشتی
دستِ نالہ مین چراغِ شعلہ آواز تہا

لاغری کی دم نکلنے سے پہلی کہیں نہ وہ
ہچکیان مضرابِ نالہ تار کی آواز تہا

میری نالون کا تمہیں دہوکا تہا زلفونکی قسم
سائین سائین رات کرتی تہی مین بے آواز تہا

یہ مری شرمِ گنہ تہی سرنگون رہتی تہی جو
سب سے منہ جسنے چہپایا تہا وہ میرا راز تہا

سوزِ دل سی تنگ وڑا تہا یہ مرا فرقت کی شب
منہ کا عالم تہا کہ اک مہتابِ آتشباز تہا

سانس دی آخر فلک نے کہکشان کے نام سے
اسقدر عالم مری نالون سے پر آواز تہا

نازِ اوٹہائے لاش اوٹہانے کا سبب سارا یہ تہا
نازِ اوٹہانی پہ ہین اپنی بہت کچہ ناز تہا

بڑہ گئی خودبینون سے اور بہی رُخ کی صفا
خود وہ کیا تہا آئنہ جسکا جلا پرداز تہا

پہیل کر آیا پپوٹون سی گُلِ رخسار پر
اسقدر کاجل اون آنکہونکا نظر انداز تہا

ہو رہا تہا قتل کرنی کا مری جب مشورہ
منہ تہا ہر سوفار کا اور گوشِ تیر انداز تہا

ہجر مین سنتا کوئی کیونکر مری فریاد کو
دود دل ہنگام نالہ سرمۂ آواز تھا

قتل ناحق کا ہوا آخر کو بدلا کچھ نکچھ
خون رنگ تیغ تھا اور دست صیقل ساز تھا

پیش آتا راستی سے کسطرح گردون دون
جو حسین تھا مجھسے وہ مثل کلہ کجباز تھا

دیکھے دل دستہ ٹھوکر اوسکی کیون نہ پنجون مین
جان کر انجان تنبی کا عجب انداز تھا

دستکاری مین تجھی اظہار کی حاجت نہین
آئینہ شمشیر سے خود حال صیقل ساز تھا

چھوٹتی کیونکر برنگ بو نہ آخر بات بھی
غنچۂ گل مین تھی نکہت میرے دل مین راز تھا

وہ تو وہ اے بیخودی مجھ تک نہ آئی کچھ صدا
ٹوٹنا دل کا مری کسطرح نے آواز تھا

اونگلیان کانون مین دیکر پڑ رہتا کسطرح
بولتی رانونکا سناٹا مرا دمساز تھا

تیر چل جاتی تھی اولٹی خونکی دھارونکے ساتھ
سخت جانونکا نشانہ خود بھی تیر انداز تھا

شوق کی نظرون نے کام اپنا جو کرنا تھا کیا
بیخبر کیون اونسے تناونکا خواب ناز تھا

اک اشارے مین قلم سے کھینچ گئے کیونکر حضور
آپکو اپنی کشش پر تو بہت کچھ ناز تھا

ایک دنی تھا یہ زورِ اثرِ بادِ دودِ آہ | خود چراغِ زیرِ دامن شعلۂ آواز تھا

دیکھہ تو حسرت مین کیسی ان لگی جاتی تھی پیٹھہ | کون تربت پر مری تو خرامِ ناز تھا

وائی بیدردی آیا اوسپہ بھی کچھہ مجھہ پہ رحم | تو سے کتنا گریزان دستِ تیر انداز تھا

خدمتِ ظالم لگا دیتی ہی دھبا کچھہ نہ کچھہ | تیغ جب وجلی تھی میلادِ صیقل ساز تھا

کیون نہو جاتا فنا طعنِ زبان سی ضعف مین | مجکو آوازہ شکستِ رنگ کا ناساز تھا

اتنی مدت تک تو سے رکھی تھی مانت اونکی بات | کچھہ نشان تھی وہ سمجھہ دل مین جہان پر راز تھا

سایۂ طائر کیصورت حسرت نالہ رہی | کہل کے رہجاتا نہ کیونکر منھہ بی آواز تھا

رہگیا تھا کیا یونہین خالی پھڑک کر قید مین | تیلیونکی جا قفس مین ہر پر پرواز تھا

آئنہ لیکر مین اونکی ہاتھہ سے نادم ہوئی ہون | ایسی ہی کوئی ادا تھی جسپہ اونکو ناز تھا

میرے آگے تیلیان توڑین نہ قیدی قفس | زورِ بازو پر کبھی مجھکو بھی اپنی ناز تھا

کیونکر اب میرے نشانی مین خطا کرتے خدنگ | گوشمالی کمان مین دستِ تیر انداز تھا

کس سے پوچھون نہ ہر تھا دونون مین کسکا تلخ تر
منھ مین افعی کے تھا چھالا میرے دلمین راز تھا

دل پہ جو گذری وہ رنگ رخ نے منھ پر کہدیا
وہ چھپاتا کسطرح سے جسکا درد راز تھا

دیکھتے ہی خود جوانی اولٹی آنکھون سے اوسی
فرق پر اونکی کلاہ کج کا وہ انداز تھا

یاد ابرو مین نہ ٹھری مثل نالہ دوست بھی
آنچ تھی تلوار کی یا شعلۂ آواز تھا

ذکر کیا اور ونکا خود اپنی ادا پر گر پڑے
جھلکی دکھلا کر پلٹ جانیکا وہ انداز تھا

میری مرجانیکا دھوکا کیون ہوتا ہجر کو
شب بھی سناٹی مین تھی اسطرح بی آواز تھا

بوجھ اونکا خود اونہین کے سر پڑا انجام کار
وہ اوٹھا سکے لاش تھے لاشۂ اوٹھائے ناز تھا

طائر تصویر ہون کیونکر چھپاتا در قید
رنگ کا اوڑنا دلیل حسرت پرواز تھا

بعد بربادی کھلا مجھپر کہ انسان تو نتھا
بوئی گل یا گرد رہ یا دود یا آواز تھا

آتی دیکھا تیر اور اپنی نہ جا سے ہل سکا
یون نظر گاڑی ہوے مجھپر قدر انداز تھا

مثل نقش پا ہوا آخر وہین پیوند خاک
لوگ وہ تم سے اوٹھاتا کسطرح کیا مین تمہارا ناز تھا

پہلی او ناوک فگن تیری نظر ہی تہی ہدف — کچہہ خبر اپنی ہی تہی مجہپر جو تیر انداز تہا

زور بازو نے کیا تہا یو غنچہ جب مجہی — سو قفس تہی پر نہ اک ہی مانع پرواز تہا

پیچہے ہٹنے پر ظالم کے گمان نیک کر — جو کشیدہ تہا وہی تو ہات تیر انداز تہا

ہات اپنی اینٹہی جاتی ہین یہ ہین نزع مین سے — ہمکو اعضا کی رفاقت پر کیہسا ناز تہا

جاؤ بیجا کچہہ نہ تہا سطح لیٹی ردا — تہا جوانی کا جو سونا قہر کا انداز تہا

بند ہوتے میکدہ کی راہ کیونکر واعظو — جب نظر کی درشان با توبہ پہ باز تہا

اب جاتین سے کسکی سازش گئی منت کی چیز — اک بناوٹ کی غشی تہی لیک خواب ناز تہا

آفرین دل کو کہو سکی ہی تہی کوئی بساط — ایک عالم نے اوٹہایا جسکو یہ ناز تہا

سخت جانی ہو گئی تیری عیش سوائی خلق — دم ہیلا کیونکر نکلتا روح پرور ناز تہا

حسن کی نیرنگیان دیکھین مگر سمجہی نہ یہ — شعبدہ تہا سحر تہا جادو تہا یا اعجاز تہا

حال شرتہ کا سر سیح سی آج ضر کہلا — کیون نہ آتا اک زبان پر دو لوگین راز تہا

مورد انظار مردم ہوگئی ڈر انجام سی — بعد ناوک تہا ہدف پہلی نظر انداز تہا

چشم زخم جوہر شمشیر سی آخر ہوا — کتنا ہلکا خون کا تیرا شہید ناز تہا

اونکی چھیڑین کچھ یہ چلی جاتی تہین تیغ مین بہی — چشم کی گردش سی گہوارۂ خواب مین ناز تہا

اور تہین باتین جہان اک تہمت نالہ بہی تہی — بولتی تہی رات فرقت کی مینے آواز تہا

کاندہا دیکر ضد مری کہلی تو سب کہنے لگے — پاؤن پھیلاتا نکیون آخر شہید ناز تہا

اٹھی ہا وا اللہ سبکی پر یہ سنگینی مری — ایک عالم سی اوٹہا جو وہ میرا ناز تہا

کاندہا دینی کی تو چرچے ہو رہی تہی راہ مین — لاش اوٹہا جسکو جاتی تہی وہ کسکا ناز تہا

گم ہوئے تہی ہوش جب غیرون مین تو کوئی نہ تہا — ایک مین تہا دوسرا دل تیسرا خود راز تہا

ہوگئی ہی گوشہ وہان خلق سی اب دربدر — نازپروردہ دل عشاق کا جو راز تہا

بہولنی والونکو رحمت کی ملی آخر سزا — آسمان ہر قطرۂ باران سی تیر انداز تہا

زخم اپنی دل کی بہی تو دیکہہ او ناوک فگن — مین بہی اپنی پاس کی نظرون سے تیر انداز تہا

پھر ادا اٹھی آفتِ جان اپنی نئی وقت مین — دونکو آنکھونکی اشاری شبکو خواب ناز رہتا

ہم باز آنکھونکار کہنا ہی مبارک ای ادا — دیکھتی تہی خود جیسے کیسا وہ خواب ناز رہتا

## غزل ۲۹

ای معاذ اللہ ماہر تہا وہ عاصی دہر مین
رحمتِ باری کو جسکی مغفرت پر ناز تہا

شعر ۴۳

جب می تہی تو کچھ حسن بہی تہا جلوہ گری کا — شیشہ تو ابا وترا ہوا جامۂ پری کا

کیون سبکو گمان ہے مری اشکونکی تری کا — پانی ہی چرایا ہوا زخمِ جگری کا

یہ بھی ہی نشانِ چرخ کی بیدادگری کا — داغونمین جو ہی رنگ گلِ نیلوفری کا

کیون غم نہ سلادی مجہی پیرانہ سری کا — جو آہ ہی جہونکا ہے نسیمِ سحری کا

قائل ہوئمین کیا برق تری جلوہ گری کا — کچھ یاد ہے ہنسنا تجھی زخمِ جگری کا

غل صبحِ قیامت کی تہی کیون جلوہ گری کا — کافور اوڑا ہے مرے زخمِ جگری کا

خود اونکو بہی دہوکا ہوا اشکونکی تری کا — کچھ دل جو پسیجا مری دردِ جگری کا

نشہ مین اثر بھی نہین سوز جگری کا ۔ سنتی تھی مزاج آگ بگولا ہی پری کا

خود رنگ ہی شاہد فلک نیلوفری کا ۔ زنگار اوڑا ہی مری زخم جگری کا

بادہ جو پیا اونکی پسینی کی تری کا ۔ ٹھکرانہ کبھی پاؤن نسیم سحری کا

بوٹا سی کسی قد کا ہے کب اشک مین جلوہ ۔ نگ دست مژہ مین ہی عقیق شجری کا

ترقی بھی تو نکی کسوت ہے سرخ کے شیشے ۔ انگور بندھا جب مرے زخم جگری کا

ای برق کبھی مین بھی تو ہر رو دوان صفت ابر ۔ مجکو بھی تو کچھ شغل ہی سوز جگری کا

پھولونکی رگون نے بھی دیا خون چمن مین ۔ نشتر جو پڑا موج نسیم سحری کا

کشتی کیطرح ڈوب گئے چرخ پہ تارے ۔ دریا یہ چڑھا صبح کو شبنم کی تری کا

پھولونکی ہی سر شاخ کی زانو پہ جھکی ہین ۔ کچھ غل جو سنا ہے مرے نے بال پری کا

ای وحشت دل مر گئے کیونکر ہون ہوا پر ۔ ہون خاک پہ عالم ہی وہی جامہ دری کا

اولٹین ہین صفین ہوش نہین ایک مین باقی ۔ می کا تھا یہ جلوہ کہ جھمکڑا تھا پری کا

پھولونکا یہ ہی رنگ کہ خود منھ کو دیئی ہین
پیارا یہ طمانچہ ہے نسیمِ سحری کا

کیون خونِ دلِ ابِ ہوئے نہ ناب نظر مین
ہر آبلہ انگور ہے زخمِ جگری کا

لالی وہی آخر کو ہوئی حسنِ رُخِ گُل
کیا قہر طمانچہ تھا نسیمِ سحری کا

کچھ یہ نہ کھلا میکدہ دہر مین ہمکو
تھا قلب کہ شیشہ مئی خونِ جگری کا

صحرائی قیامت جسبی کہتا ہین زمانہ
اک وہ بھی ہی دامن مرے زخمِ جگری کا

جانیسی شبِ وصل کے کیا دل ہی بجھا ہی
تارونپہ بھی عالم ہی چراغ سحری کا

گر آبلہ کوئی ہی کبھی پھوٹ بہا ہے
دل بیٹھ گیا ہے مری پیرانہ سری کا

ہر چیز نکیون حشر مین ہو آگ کے مانند
باز آ رہے وہ بھی مری سوزِ جگری کا

غل سیر کا ہے گھر سی نکل آئی ہین معشوق
جاتا ہے جنازہ مرا یا تخت پری کا

یون لختِ جگر رونمین کا ہیکو ہو ضایع
دل کوئی جو رکھ لے مری پیرانہ سری

پھرتے ہو تو پتلی پہ قدم شل مژہ ہون
ارمان ہے آنکھو کو بہی دردِ جگری کا

ہلتا ہے جو سر ہی شیشہ پہ ہی جاتی ہیں آنکھیں
ڈھلتا ہے یہ مینا مری پیرانہ سری کا

سبزہ کو جگہ سینہ پہ کیونکر نہ زمین دے
ادھڑا ہوا پھاہا ہے یہ زخم جگری کا

پتی کوئی ہلتی ہی نہ جنبان ہے کوئی شاخ
کچھ طرفہ اثر ہے مری بے بال و پری کا

آ بیٹھتے ہیں دل میں مرے ناز سے جب وہ
آنکھوں میں مزا آتا ہی درد جگری کا

ساقی بھی کبھو شیشوں سے ہشیار ہوا ہی
انگور بھٹے گا مرے زخم جگری کا

کیون سر کی سفیدی کی گرمی ہو نہ تر پا کے
دل ڈھل نہیں جھکتا مری پیرانہ سری کا

سنتا تو نہیں کہتی ہیں شب ہجر کے عاشق
جاتا ہی ہوا او نہیں کہیں تخت پری کا

سر کی ہی رو آہنگی کوئی اونسی یہ کہدے
سونا ہی جوانی کا اور آہن پیجری کا

برگ گل تر ٹوٹ کے گرتے ہیں زمین پر
اللہ اثر یہ مرے نالے بال و پری کا

دل گل کی طرح چاک ہو سبزہ کا چڑھنے ہر
کانٹا نہ چبھی موج نسیم سحری کا

ملجائیگی یہ صبح بھی محشر کی سحر سے
دن طول کریگا مری پیرانہ سری کا

کیون سینک تدین آبلی ہر بار تپک کے
کافور کی بُو کو تو ہوا آکے سنبھالی

ضُرہ نہ کوئی تمامرنی درد جگری کا
ہات ایکٹ پکڑے مری پیرانہ سری کا

غزل ۳۰

یہ رنگ شکستہ سی صدا آتی ہی ماہر
ٹوٹا ہوا دل ہی مری پیرانہ سری کا

شعر ۸۱

ردیف بار

بی کرن کیا سیر بحان حسن چراغِ آفتاب
ای فلک مست ہو نسے کر حفظ چراغ آفتاب

کولیں ھیوٹیں تو دیکھو سیر باغِ آفتاب
بال ہی انکی نظر سہرا ایاغ آفتاب

کیون شفق کون ہو نہ رنگ حسن ایاغ آفتاب
ای نہی صانع رہی صنع چراغِ آفتاب

ہیں شعاعیں موجِ صہبا سُی ایاغِ آفتاب
دست کاری سی کرن نکی گل ہی باغِ آفتاب

کسکی نظرین ہین خطِ نورِ چراغِ آفتاب
صبح و صلت ہی تھمو دیکھو ایاغ آفتاب

بال پڑنیسی رسا آخر ایاغ آفتاب
پھول کو پھوٹی کرن کرتی ہی باغِ آفتاب

یہ سمجھ ٹکری کرن سے جب ہے داغِ آفتاب
خانہ زادون ہی نے لوٹا خانہ باغِ آفتاب

مست کیون ہون اب نہ جویائی سراغِ آفتاب
دہوپ پہیلی ہے کہ چہلکا ہے ایاغِ آفتاب

اب کسی سے کیا ملے گردِ دن فراغِ آفتاب
ہین شعاعین اونکی مژگان چشم ایاغِ آفتاب

میکشو بیغل ہو کیا مشکل ایاغِ آفتاب
جام جب ہے گا کہ خالی ہو دماغِ آفتاب

کیون نہ شب جا کر ہو ہنگام چراغِ آفتاب
دور چشمِ مست ہے دورِ ایاغِ آفتاب

چشم میگو ہین ہے وہان عکس چراغِ آفتاب
اب کسی سے کیا ملائے آنکھ ایاغِ آفتاب

کیون شفق گون ہو نہ دریا صبحدم آسمان
ہیچی نظرین ہی تو دیکھین سیرِ باغِ آفتاب

یہ سمجھ کر ہو شعاعِ صبح پر نازان فلک
ہین فتیلے لاکھ اور اک ہے چراغِ آفتاب

دل ہے آئینہ تو ہو یہ ہین شریکِ حالِ غیر
جسطرح ہے سینۂ دریا مین داغِ آفتاب

شوق کی نظرون نے مستونکی بچا اسکو فلک
آنکھون آنکھو نہین نہ بچا مین ایاغِ آفتاب

یاد آیا جب شفق کی سیر مین دیدیا او نہین
بن گئے خطِ شعاعی نہر باغِ آفتاب

خسرو اقلیم می ہون ہے یہ اونی سا وقار
سر پہ رہتا ہے مرے تاج ایاغِ آفتاب

ساقیا بی نشہ سے ہے تاریک نظرونمین جہان
کاسۂ سر مین جلا دے اب چراغِ آفتاب

میکشون تک صبح سے آئے تو ہین تار شعاع
سلسلہ پاکر نہ پہنچا ہین ایاغِ آفتاب

کیون نہ چھپ جائے نگاہِ خلق سے اے میکشو
شب کو میخانہ مین جلتا ہی چراغِ آفتاب

تیرہ شب ہی فی حقیقت مین نہ گر ایام دہر
آسمان پر دنکو جلتا کیون چراغِ آفتاب

منتظر اونکی نگہ پر کیون نہو سیرِ شفق
کچھہ کرن ہی لوٹتی ہی حسن باغِ آفتاب

گودکے پالون سے رکھہ دینا ہین امیدِ شکست
ہی خطوطِ نور سے پر مو ایاغِ آفتاب

کیون فلک سے پہر ہی اب اندہیر عالم مین نہین
شب کو چھپ جائے جلے دنکو چراغِ آفتاب

اس نگہہ سے شرم وہ صبحِ شفق گون تک گئی
بہ گیا اک گل سے ٹکر حسنِ باغِ آفتاب

اک تمہین پایا جہان بھر مین حسین اس عمر مین
جب ہوا جویا فلک لیکر چراغِ آفتاب

کیون نجار دل نکالی آتشِ فرقت نے چرخ
کھو گیا ہے صورت دینار داغِ آفتاب

ہما جہان غم یوہین دیتی ہین غیرونکو بھی غم — جسطرح آئینہ مین ہو عکس داغ آفتاب

انکھیل چرخ لینی آئی ہی فرقت کی تمام — دفن کیجی دی صورت دینار داغ آفتاب

ہی غرض اتنی شراب آتشین سی ساقیا — وہ چڑھی نشہ کہ جو سینیکی داغ آفتاب

فیض پاکر سرکشی اوستاد سے اپنے نہ کر — نور بخشش مہ ہی گل ہو کر چراغ آفتاب

میری داغ آتشین سی گر نہو تا خوفناک — تھرتھراتا اسقدر پھر کیون چراغ آفتاب

عزم رسوائی سی میری آسمان رسوا ہوا — اک لگا دہبا شفق کا ایک داغ آفتاب

ہو صفائی دل تو غیرون سے بھی حاصل ہو فروغ — ہی چراغ مسکن دریا چراغ آفتاب

آجتک سرعت چلی آتی ہی نبض برق مین — ابر نے اکدن چھپایا تھا جو داغ آفتاب

غمکدہ ہوتا نہ گر عالم تو ای گردون دون — کوئی تو کہتا کہ ہنستا ہی چراغ آفتاب

طبع نورانی مین جو یا عیب ظلمت کا نہو — تیرگی کیسی تھی پائی چراغ آفتاب

اتنی جلدی مست آئے میکدہ مین صبحدم — تھا ابھی ستہ ہی مین عکس ایاغ آفتاب

نازکی اونکی جو ہوتی تجہمین اے تارِ شعاع
چھوٹ پڑتا ہاتھ سی سو بار ایاغِ آفتاب

حسن اونکا گر لگا دیتا نہ دہبا اے فلک
جا لگے شبنم باغ سی ہوتی نہ فراغ آفتاب

گر بہارِ دہر کی کچہہ اصل ہوتی اے فلک
گلفشان ہوتا کسیدن تو چراغ آفتاب

جب زرِ انجم بخیلِ چرخ کو اے اتنے ملین
شبکو خور زدہ کیون ہو دنیا داغِ آفتاب

شامِ فرقت کا اثر یہی ہی فلک کیا غروب
تیرگی ہی نہین دیتی سراغِ آفتاب

ہو نہین رندِ آسمان پوچہو نہ گرمی مزاج
میری ہونٹو نکا ہی تبخالہ ایاغِ آفتاب

نام جسکا وہ کری روشن بجا ہی اوسکو کون
روز دریا مین بہی جلتا ہی چراغِ آفتاب

میری عالی ہمتی ہی بفلک کیا ہے بعید
نشہ گر چڑہکر کری سیرِ دماغِ آفتاب

کی نہ شرکت سوزِ دل مین ایک نے غیر از شعاع
رشتہ دارون ہی کہو تا کچہہ ہو سراغِ آفتاب

دل جلونکی کب نظر پڑتی ہی حسنِ باغ پر
دل مین لالہ کے چھپا ہی رنگ داغِ آفتاب

جسنی جین دہبا لگا دیکہا نہ پہر چہٹتی ہوئی
آسمان بہی ہو یا کری دریا مین داغِ آفتاب

ساقیون کا اب گلہ کس سی کرون وای شام ہجر
گر گیا جب چشم پوشی خود ایاغ آفتاب

سوز دل مین کیون نہ گذرین زندگی کی دن مری
کھولکر آنکھین جو دیکھا تھا تو داغ آفتاب

مست کیون جامہ سی باہر ہون نہ اپنی تار شعاع
موج می خود ہی ہی برون ایاغ آفتاب

شب کو زیر خاک جانا تھا تو پہنچا تا فلک
اک اندہیری قبر مین جلتا چراغ آفتاب

آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھا اک حسین افلاک
کیا بنا تھا خاک سی میری ایاغ آفتاب

حیف ہی انسان ہوکر عیب تو لوگونکی کھول
اوڑکے دامن مین چھپایا خاک سی داغ آفتاب

ہوز مین پیاسی تہی قسمت شراب ای بادہ کشو
گر ملا بھی منہ سی تو خالی ایاغ آفتاب

کیون جلون گرمی سی می کی مین مثل ذرہ حشر
مین نہون ہو لبالب الفت سی ایاغ آفتاب

ہی شعاعین یا نگاہون مین پہنچ جاتی ہی صبح
دست نازک پر یہ کیسی ہی ایاغ آفتاب

یہ سمجھکر بزم مین ساغر کو آنے دیجیے
بوسہ لینے لب کا آیا ہی ایاغ آفتاب

گو ضعیفی سی ہون ڈہلتا دن مگر ای آسمان
دل بجھی میرا تو بجھ جا ہی چراغ آفتاب

دفن زیرِ خاک ہوئی ہی کہلی گیسوی شب
لے کے ہاتھونکا یہ کشتہ تہا چراغِ آفتاب

بیٹھی ہین زیرِ فلک پہلی سی مستی اس شوق مین
صبح ہوکے پھولی شفق چھلکی ایاغ آفتاب

آخرین مستونکی دم بہر نیکلو ای تار شعاع
کچھہ تو کھینچ آئی ہی صہبائی ایاغِ آفتاب

کیا کہون اوجِ کدورت کو مین ای بادہ کشو
گردِ غم بیٹھی تو ہو دُردِ ایاغِ آفتاب

روز و شب کی گردشونکو کیون ندو آنکھون جا
دورِ چشمِ مست سے دورِ ایاغِ آفتاب

دیدہ اپنی دستِ نازک سی کبھی ای شعاع
گر نہین ہاتھون سے تھم سکتا ایاغِ آفتاب

ای فلک دفنِ شبِ فرقت کا دیکھا کچھہ اثر
زنگ آلودہ ہوا دینارِ داغِ آفتاب

دیدنی پھر روز و شب ہوتی غزا دیتی سرا
ساتھہ آنکھونکی اگر پھرتا ایاغ آفتاب

میکشی کیسی فلک اوس چشمِ میگونکی قسم
آنکھہ بھر کر بھی جو دیکھا ہو ایاغ آفتاب

دردِ انجم تک نچھوڑا جذب سی ہنگامِ صبح
خاکِ میکش سی بنا تہا کیا ایاغِ آفتاب

چار آنکھین کیجیی ہین میکش تو ہی لطفِ سحر
چار گوشہ ہین جہانکی چار باغِ آفتاب

کچھ صدائی رعد کا مطلب بہی سمجھو میکشو
کان بہرتا ہی فلک وقت ایاغ آفتاب

کیون صدای رعد سی پڑتی ہی مستون کے چوٹ
کیا بجا کر برق نی دکہا ایاغ آفتاب

کیون شعاعون کو نہ راہ دل کہون اے میکشو
یہان ہین پلکین پلکین وہان چہلکا ایاغ آفتاب

دیکھ انگشت شعاع ای چرخ اشاری کو سمجھ
ہون مین ہی مستون مین ذبیح ایاغ آفتاب

ای شفق مجکو تری ہی خون ناحق کی قسم
دل بجہا ہون مین بجہونگا چراغ آفتاب

دین ساغر کان اس سنی کی بہی مشتاق ہین
آنکہین ہی پہٹین اگر دیکہی ایاغ آفتاب

کہدی دیم توڑتی مستون سی اے تار شعاع
بال کے بہر فرق پر اب ہی ایاغ آفتاب

دہوپ مستون کی طرح گہٹ بڑہ تی ہین کیون ساقیو
آسمان پر کیا چھلکتا ہی ایاغ آفتاب

| شعر ۸ | جا پڑین پا بہر عجب کیا مست ہی مثل شعاع<br>ہاتہ بہر کی فاصلہ پر ہی ایاغ آفتاب | غزل ۴۲ |
|---|---|---|

## ردیف بای فارسی

جب بلند اپنا ہوا نام و نشان آپسے آپ
ہنگیا مثل حبابون کے مکان آپسے آپ

کیون نہو مجکو ترے ملنے کا گمان آپسے آپ
مٹ گیا ہے مری تربت کا نشان آپسے آپ

برہمی کی نہ کوئی بات نہ باعث نہ سبب
بگڑی جاتی ہو کچھ اے جان جہان آپسے آپ

غزل ۳۱

نام اپنے پاس کا کیا زخمی تیغ الفت
منھ سے فوّارہ نکلی ہے زبان آپسے آپ

شعر ۱۵

## ردیف تاے فوقانی

کون بڑھ سکتا قیامت تھا قدِ دلجوی دوست
ایڑیون تک آکے آخر رہ گئے گیسوی دوست

اس ادا سے قتل ہوتا ہون تہِ زانوی دوست
لیتے جاتے ہین بلائین منھ کی خود گیسوی دوست

ہے یہ حسرت قتل ہون تو یون تہِ زانوی دوست
لوٹتی جاتی ہون منھ پر پیچ مین گیسوی دوست

یون جھکا ہے ذبح مین اے سخت جانی روی دوست
حلق پر خنجر ہوا اور خنجر پہ ہون ابروی دوست

اف رے جذبِ دل اوتر آئی شبیہ روی دوست
میری نظرون سے جو آئینہ نے دیکھا سوی دوست

اف رے جذبِ دل مری خو بنگئی ہی خوی دوست
ڈھونڈھتا پھرتا ہون اسکو مین مجکو بوی دوست

کیا خبر گل کی کہ ہوا انجام سر چڑہنے کا کیا
آگئے ہین ایڑیون تک آج ہی گیسوی دوست

مردم آبی پہنسے خود گردشِ گرداب مین
بازوونکی مچھلیان جب پھر کے آئین سوی دوست

انتہا سے بچ گئی ای سخت جانی رحم کر
پڑ گئی خنجر مین بہی بل صورتِ ابروی دوست

سختِ جانی بہی مزا دیگی ہماری قتل مین
حسن ٹہر جائیگا جب پھر جائینگے بازوی دوست

دستِ قاتل کو تکان دیدیگی کہتا ہون آپ خود
ایک گلا اب اور ہے اے قوتِ بازوی دوست

ایک ہی گردش مین گذری حلق سے خنجر کی دھار
چوم لیتا میہر یہان سے کوئی بازوی دوست

تام سے خط کی نظر آنیلگی رخ پر نگاہ
اسقدر آنکھین جما کر مین نے دیکھا سوی دوست

مجھپہ تو تیار ہی تہی قتل کرنیکے لیے
حسن یہ ہی پھر گئے خود دوست سے بازوی دوست

غزل ۳۳

حسن او رتابِ کششِ ماہر خلاف عقل ہے
شانہ کے کھچنے سے کتنا ٹہر گئے بازوی دوست

شعر ۲۵

## ردیف حا

| | |
|---|---|
| تن کو ضرر نہ اشکونسی پہونچا کسی طرح | گھر سیل سی بھی گرا نہ ہمارا کسی طرح |
| حل رُوح کا ہوا نہ معمّا کسی طرح | آفت کا تھا طلسم نہ ٹوٹا کسی طرح |
| دل علم سی بھرا نہ ہمارا کسی طرح | دریا سی بھی یہ جام نہ چھلکا کسی طرح |
| پہونچا بتون سی دل کو نہ صدما کسی طرح | شیشہ یہ سنگ سے بھی نہ ٹوٹا کسی طرح |
| گر دل گرفتگی مری پاتا کسی طرح | کھلتا بہار مین بھی نہ غنچا کسی طرح |
| سن بارِ معصیت پہ نہ ٹھہرا کسی طرح | لنگر سی بھی رکا نہ سفینا کسی طرح |
| پیچاؤن آنسوؤنکو یہ امرِ محال ہی | اولٹا کبھی بہیگا نہ دریا کسی طرح |
| ظاہر ہوا نہ داغِ نہان قیس و شیب بھی | دن کو بھی آفتاب نہ نکلا کسی طرح |
| مثل عصا تھا کیا مین گزر نگاہ دہر مین | بے دستگیر پاؤن نہ اوٹھا کسی طرح |
| تا چشم لیلی دل سی بہا آبِ اشکِ غم | اوترا کبھی نہ چڑھ کے دریا کسی طرح |

چاک اسطرح کریں کہ پھٹی جسطرح غبار — وحشی جو پائیں دامن صحرا کسی طرح

مجھ سخت جان کو غم نے پچھوڑا تمام عمر — پتھر کا تھا جو نقش نہ بگڑا کسی طرح

کیوں فرطِ ضعف سے نہ زمیں گیر میں رہوں — اوٹھتا نہیں ہی نقشِ کفِ پا کسی طرح

دلمیں نہ رہ سکیگا کبھی آبِ اشکِ غم — کوزے میں بند ہوگا نہ دریا کسی طرح

کم اشک نیریوں سے نہوگی تری چشم — صرفِ حباب ہوگا نہ دریا کسی طرح

حیرت ہی آنسو لینی ہوا سوزِ غم نہ کم — آتش کو آب نے نہ بجھایا کسی طرح

پھندی میں آشنا کے نکیوں میں پھنسا رہوں — دریا نہ دامِ موج سی نکلا کسی طرح

ای بیخودی مژہ کی نہوتی جو مجکو یاد — کانٹا سا دلمیں پھر نہ کھٹکتا کسی طرح

چین بجبیں کیطرح سوزِ درون نی کیا جو گرم — چہرے پہ کوئی رنگ نہ ٹھہرا کسی طرح

بعدِ فنا بھی نظروں میں صورت رہی مری — وہ نقش ہوں جو بنکی نہ بگڑا کسی طرح

گرمِ سخن رقیب سے ہوتی وہ گر نہ وہاں — یہاں دل کا آبلہ نہ تپکتا کسی طرح

ای ضعف درد دلسے مین کیا نکلگیا ہون اب
مینہ برسا آنسوونکا جو اوٹھا کسی طرح

چین جبین کو محو کرون کسطرح سی مین
مٹتا بھی ہی نصیب کا لکھا کسی طرح

اچھا ہوا کسیکی جو دل سی ملا نہ دل
بچتا نہ لڑ کے شیشے سے شیشہ کسی طرح

غزل ۱۴۳

رونی مین گرد غم کو تو مانع ہوا عروج
ورنہ غبار منھ مین نہ اوٹھا کسی طرح

شعر ۱۴۲

ہی تکدر کسکی دل مین مجھسے مکدر کیطرح
ہر نفس ہی یہان غبار آلودہ صرصر کیطرح

تیز دم کیونکر رہی ہی ہمسر خنجر کیطرح
جان سخت اپنی ہی تیغ غم کو پتھر کیطرح

سوز غم سی ہی جگر بھی دل بھی اخگر کیطرح
سینہ ہی مجمر تو آہین دود مجمر کیطرح

ضعف سے کسکو جہان مین مجھسے لاغر کیطرح
چوٹ مجکو پھول سی لگتی ہی پتھر کیطرح

فرش خاکی پہ ہی تکیہ مسند زر کیطرح
فقر مین اپنی [illegible] ہی تونگر کیطرح

تیز ہی تحریر سے انگلی مین لاغر کٹ گیا
زیر تیغ خامہ تھا کیا خط مسطر کیطرح

سوزشِ غم سی مرا یا ہون پھوڑا ہجر مین
ہی ہر اک موئی بدن ہی مجھکو نشتر کیطرح

سبزۂ عارض ہی وہ دلچسپ گرد مکھ مین جنور
آئینہ مین عکسِ خط رہجائی جوہر کیطرح

ہی جوشِ فصلِ گل انکی کہ ہر محفل ہی باغ
شمع کا شعلہ شگفتہ ہی گلِ تر کیطرح

ابرِ نیسان طبعِ رسا نظم مین ہوا ہون
دہن ہی شکلِ صدف مضمون ہین گوہر کیطرح

صاف مین ہی ہو گیا قلبِ صفا کو دیکھکر
آئنہ گر ہی یہ آئینہ سکندر کیطرح

فرقتِ جانان مین آئی منہ کو کیونکر دل مرا
پابگل گردِ الم مین ہی صنوبر کیطرح

موجِ اشکِ غم ہین نالی طبل آہین ہین علم
ہی غبارِ دل ہمارا گردِ لشکر کیطرح

ضبطِ گریہ مین ہی مجکو ضبط جو تو نظر
موجزن ہین اشک آنکھون مین سمندر کیطرح

شمعِ داغِ ہجر کی سوزش ہو آتش مین اگر
پر سمندر کی جلین پروانے کے پر کیطرح

ناتوانی مین ستم ڈہاتی ہی آہِ سرد اور
گرتی ہین آنکھون سی آنسو جسم کے پتھر کیطرح

تہا وہ لاغر دید سی وُنکی جو کچھ پانی پھرا
تر ہجا مین تارِ اشک دیدۂ تر کیطرح

فکر مین باریکیِ مضمونکی ٹپکا ہے یہ سر
کاسہ زانو ہی پہ مُو کاسہ سر کیطرح

دل گرفتہ کب رہا افتادہ اوٹھاکر مین حزین
کھل گیا دل بندِ اشکِ دیدۂ تر کیطرح

رہنما سمجھین نہ مجھ لاغر کو کیون اہلِ سواد
صفحۂ عالم مین ہون مین خطِ مسطر کیطرح

مین وہ سالک ہون چلا ایسی رہِ حسنِ سلوک
لیگئے رہزن مجھی منزل پہ رہبر کیطرح

سختیونکی کوفت نے مشکل سی توڑا دل مرا
یہ وہ شیشہ تھا جو ٹوٹا بھی تو پتھر کیطرح

کون ہی بحرِ جہان مین جو مرا دشمن نہین
تشنۂ خون موجِ دریا بھی ہے خنجر کیطرح

صاحبِ عزت سمجھکر دیگا گردش آسمان
آبرو غلطان کریگی مجھکو گوہر کیطرح

زندگی سے ہون زِ غم مین کیون نہ رکھون مین خلش
دلکی پھوڑیکو رگِ جان بھی ہی نشتر کیطرح

ہون وہ بلبل گر قفس مین عشقِ گل کا دم بھرون
خود کھنچ آئی بوستان بوے گل تر کیطرح

سامنا برباد ہونیکا ہی تھمون کیونکر مین نزار
جب خسِ تن کو اوڑائی آہ صرصر کیطرح

ناتوانی نی سبک تابوت یہ میرا کیا
لیچلی بادِ صبا بوئی گلِ تر کیطرح

دلکو اپنی صاف کر تو بشکل آئینہ — خلق مین شہرت ہو تیری بھی سکندر کیطرح

خسرو ملک جنون ہون تاج زر سی کیا غرض — داغ سودا ہی مرے زیب سر ہی افسر کیطرح

اضطراب دل گیا جب قتل قاتل نی کیا — رہتین خنجر نی دین آغوش مادر کیطرح

یاد بحر حسن مین رویا جو فرش خواب پر — تر ہوا بستر مرا پانی کی چادر کیطرح

خود بخود پہونچیگا اوستک میری بیتابی کا حال — خط شوق اوڑ جائیگا میرا کبوتر کیطرح

دوستون نی بھر کے آہ سرد میری جان لی — شمع کی پروانے بھی دشمن تھی صرصر کیطرح

خانہ آباد کیے مطلع کھلا اپنی دلا — ہین مکین گویا معانی بیت کے گھر کیطرح

کیون نہ اونکو بزم مین سب اک زبان کشتہ کہین — ہین بغیر شعلہ شمعین جسم بیسر کیطرح

شور انگیز دو عالم کیون نہو میرا کلام — تر زبان ہو نمکین زبان ہی موج کوثر کیطرح

کونسی بیکس کا ہی بیڑا یہ خشکی مین تباہ — ق — جسکی غم سی ہی تلاطم بحر مین بر کیطرح

موجین مثل ماہی بی آب ہین سارے طپان — ہر حباب بحر بھی ہی دیدۂ تر کیطرح

کشتیِ طوفان رسیدہ فرطِ غم سی نہین ہنوز
جوش زن رہ رہ کے دریا ہین سمندر کیطرح

گر دکھاتا باغ بُلبُل کو کبھی جوشِ بہار
غنچۂ منقار بھی کھِلتا گُل تر کیطرح

غزل ۳۷

پیچھے پیچھے اشک ہین ہمراہ مثلِ کاروان
آگے آگے نالۂ دل بھی ہین رہبر کی طرح

شعر ۲

آئے جائے دم تو اوس لیلی شمایل کیطرح
دل وہ دل ہی جو تہ و بالا ہو محمل کیطرح

خارہای دشت سے کہدو کہ لینگی کب خبر
آبلے بھی بیٹھی جاتی ہین مری دل کیطرح

غزل ۳۸ — ردیف الرا — شعر ۴۲

نشان اونھین کے نظر آرہی ہین جوہر پر
تڑپ کے جان گنوائی جو دی تھی خنجر پر

یہ اونسی آئنہ کہتا ہی جوش جوہر پر
نگہ رہی ہی کہ جس سی نشان ہون پتھر پر

ہو دل تو اور ہی ہو حسنِ قدِ دلبر پر
نگہ فاختہ بھی طرہ ہی صنوبر پر

عوض کا خوف ہے طاری ہی دل ستمگر پر
ہوئی ہی قطرۂ خون الکیل جو خنجر پر

مین خوہی عشق سی مائل ہون قد دلبر پر
نہ دلکو طوئی نہ قمری کری صنوبر پر

ہنسی کا نام نہین ہر ہمی ہے تیور پر
ہم جو لپٹی ہوئی گل پڑی ہین بستر پر

گر اسکا بوجھ ہو کچھ گردن ستمگر پر
سمٹ کے خون مرا قطرہ بنی نہ خنجر پر

وہان ہی سنہین نظر آب پر نہ جوہر پر
مین ہنس رہا ہون کہ خنجر کھنچی ہین خنجر پر

سزا تو چاہیے تھی مجکو خط کے لکھنی کی
اونھون نے پھیر دی اولٹی چھری کبوتر پر

مین اونکی بات کا وصلت مین کیا برا مانون
جو لوٹ لوٹ کے اب تک بہی ہین بستر پر

مین عین ہوش کہون کیون نہ نشہ می کو
گرا بھی اوٹھ کے کوئی مست گر تو ساغر پر

شب فراق ہی گھر سائین سائین کرتا ہے
بغل مین منہ کو مین ڈالی پڑا ہون بستر پر

مضائقہ نہین جھولی صبا کی بھی بھر دو
ملی دلی ہوے کچھ گل پڑے ہین بستر پر

گواہ اسپہ بلندی نالہ ہے شاہد
اوٹھا لیا تھا کبھی مین نے آسمان سر پر

کچھ آج اور ہی آرام خاص کی ہے ادا
گلو نہین دل بھی ہی مرا جو بستر پر

مین ہی نہین شب فرقت مین اک فقط بیدم
شکن بھی صورت میت پڑے ہی بستر پر

غش آئے کیون نہ اونہین کم سنی مین ذبح کے بعد
مرے ہوؤن کا لہو دوڑتا ہی خنجر پر

ہوا یہ رنگ وہ ساقی نے جو محفل مین
ہزار ہاتھ پڑے بڑھ کے ایک ساغر پر

اخیر شب کو تو بالکل نہ تاب حسن رہی
سنبھل سنبھل کے گری اوس اونکے بستر پر

جو بانہین ڈالنا گردن مین اونسے سیکھے تھی
وہ پھول پھول سی لپٹی پڑی ہین بستر پر

شراب چلتی ہی یہ میکدہ مین تنگ ہوا
وہ لڑکھڑا کے سبو پر گرا یہ ساغر پر

ورا سے سن مین وہ ترجیح کسکے حسن دین
فلک پہ نجم ہین جگنو ہین اونکی بستر پر

سلامتی سے لڑین ہی اور وسپہ یون سوئین
گہ اپنے فرش پہ ہین گہ پڑے ہے بستر پر

لبون سے اونکے جو ملکر پھرا ہی محفل مین
دھرے ہے پیالے شیشہ بھی منہ کو ساغر پر

یہ جنکا سن ہے ہمین خط کی ہی طلب اونسے
جو پڑ رہی ہے تہہ ہین جھڑ رہی کبوتر پر

ہوا ہی سرد مین وہ بام پر جو آ کے لیٹے
بلائین لین مرے بدلے گلون نے بستر پر

جنونکی جو شمین کھلتی تو ہین مری فصدین
لہو کی دھار سے نشتر پڑے تھے نشتر پر

ہوا بندھی ہی یہ وصلت مین کیسر باتونکی
وہ لوٹی جاتی ہین گل ہنس رہی ہین بستر پر

کھویہ قمریون سے دل مین کھوئے بیٹھا ہون
نہ سامنے مری کوکو کرین صنوبر پر

گلونکی ہاتھ سے ملکر جگر پہ آئے ہین
وہ پیاری پائی ہی کیمی کسیکی بستر پر

بہار آتی ہوئی راہ مین رکی ہے کہین
کہ رکھی ہین کئین خو ان وگل کے بستر پر

گران ہی آئنہ رویونکو وہ بہی واہ ری بخت
بھرا ہے روکے جو پانی سا جسم لاغر پر

اوسی اثر سے شرر آجتک نکلتے ہین
کبھی جو حسن کی بجلی گری تھی پتھر پر

سوا تبونکی نظر رنگ زرد کی ہوکسی
طلا کا طلتا ہے کھوٹا کھرا تو پتھر پر

وہ بنکے آئنہ آیا ہے سامنے سبکے
جو پانی پڑ گیا تھا تربت سکندر پر

اوٹھے نگاہ کہ ہم دیکھنے سی باز آئے
کھنچے جو دار پہ آئے وہ آپکی گھر پر

تمھو جبس سی ہو حاصل قدم کو اوسکی چھوڑ
نکل کے ملتے ہین آنکھین شرر بہی پتھر پر

سلامتی کی طلب ہے تو گھر بنائے رکھو
فلک گراہی شکست صدف سے گوہر پر

کرو نسیم سے پھولونکو اطلاف کردی
ستارے ہی ٹوٹ ٹکے لوٹ ٹیکے اونکے بستر پر

ستارے بھی سمت آتے ہین اوتنی ہی جدھین
بچھائے جاتے ہین جیتے پھول ونکی بستر پر

نسیم چلتی ہی ہی پھررہی ہین تازہ دہ
ملا رہے ہین اشارے سے پھول بستر پر

| غزل ۳ | نمود دیکی مٹاتی ہین سمت دل ماہ مہر<br>شرر کی ساتھ ہی دوڑتی ہو خاک پتھر پر | شعر نہم |
|---|---|---|

## ردیف اللام

دشمن کا دل جلاکے بڑھا اعتبار دل
جوہر بنا جو تیغ کا نکلا انجار دل

کب قید بند دل مین ہی میر انجار دل
پکڑی ہی آسمان نے زمین دیار دل

دشمن سمجھکی آہین پی کارزار دل
ہی ہر دم دو نیم مراد و الفقار دل

کیون سوز غم مین ہو برا حال زار دل
سر پیچ شعلہ نی نفس تا بدار دل

تصویر رنگ دادہ ہون دیکھو قرار دل
رکی ہی دوڑتی ہوئی خونکو وقار دل

سمجھو سبک کچھ نکرو اعتبار دل
تم دلمین ہو سبی ہی ذرا سا وقار دل

نکلے دھوئین کی لپکی ہماری شرار دل
ہوہین سہی نکل تو گیا کچھ بخار دل

ہر گام پر ہی چال سی اونکی فشار دل
ہین نقش پای راہ کہ میری مزار دل

ہین صبا حبیب بھری زیب کنار دل
پردہ نہ اوٹھکی چھوڑدے کیونکر غبار دل

کہتا ہون نزدیکی دم احتضار دل
لے اپنا دل دیا ہوا پروردگار دل

کیون دل کی چال سی نہ سمجھلو تمھین اپنا وقت
ہر آبلہ ہی ساعت یک غبار دل

یہ کہکے مین نے پھینکدیا اونکی گود مین
دل ہی مجھی ہی لی جسکو ہین اختیار دل

دل کی مرنگیا ہی جو سینہ مین اکطرف
خون دوڑ دہوپین ہی یہی کاروبار دل

اے زخم قلب اتنی امیدونکو کیا کرون
سو تین ہین ایک ہی میرا مزار دل

مقبلوں کی آبلونکو جگہ دلمین کیون نہ دین
سمجھے ہین جام نقرہ کا ل عیار دل

سنبھل گیا ہر گو نکا بہی فریاد کیلیے
تربت مین پیر کے ساتھ ہوا یون فشار دل

اونکا تو ذکر کیا کہ مجھے بہی خبر نہین
کچھہ یون نکل رہی ہی مری جان نزار دل

دنیا کی حد کو چھوڑ دین جتنی ہین اہلِ دل
تڑپونگا مین بہی ساتھ کہ ہی احتضار دل

پیدا ہوا اوسی سنی مین سے طبق تمام
بیٹھا ٹھہر ٹھہر کے جو میرا غبارِ دل

کہتا ہون تارے دیکھہ کے فرقت کی شب کو مین
اللہ تا فلک گئی میری شرارِ دل

مثلِ نسیم آئے جو وہ وقتِ سوزِ جان
تارون کی چھاؤن بن گئی میری شرارِ دل

ہات اونکی آگیا ہی حقیقت درد کچھہ نہین
دل کی خبر لے لے مری پروردگار دل

شبنم لحد تک آکے فلک کو پلٹ گئی
یہ اضطراب خاص ہی کیا قرار دل

دیکھہ مژہ پہ آگیا ہو شکستہ بال
کانٹے کی ہی کھٹک ہی دمِ احتضارِ دل

کیونکر نگاہ ناز نہ اب بیچ مین پڑے
افشان سی لڑ رہی ہین ہماری شرار دل

ای بیخودی بنی ہی مری جان پر یہ کیون
ہے گی تو نزع روح ہی اور احتضار دل

مٹی عجب نہین دلِ مردہ کو اب ملے
ایسا ہی کام ہی جو اوٹھا ہی غبارِ دل

نکلی جو شکل شیشۂ ساعت تو خوش ہون کیا
دل ہی نکل کی آ گیا دل مین غبارِ دل

نا قدریون سی پھیر ہی دیتی تو خوب تھا
کہدی کو کیسے آیا ہی امیدوارِ دل

یہ بھی خدا کی شان کہ جو چاہو تم کرو
مختار جو ہوا اوسکو ہون اختیارِ دل

لے لے کے کر مین سی کہتا ہون ہجر مین
دلکو ہوا ہی کیا مری پروردگارِ دل

جس رگ کو جانتی تھی رگِ گل سی نرم ہم
کانٹا وہی تنی ہی دمِ احتضارِ دل

مالک نکل کھڑا ہوا بگڑی سب انتظام
پہونچی سقر مین کچھ جو ہماری شرارِ دل

اوس دل کے آبلے درِ غلطان نے تمام
جس دل کو تھی مری خبرِ انتشارِ دل

جس دل مین خود ہو کہد نزاکت سے پھیر دی
تم پر تمہارا بوجھ بھی ہی ناگوارِ دل

رک رک کی اشک بہتی ہین لی بیخودی مرے
کیا جانین اضطراب سے یہ یا قرارِ دل

اشکون مین ملکی آنکھون سی آخر نکل گیا
یون دوڑتا تھا خون نہ تھا جب قرارِ دل

دشمن تھی جنکی تم نہ رہین جیتے جی وہ اب
دیکھو اٹھا ہوا ہی کہین تو دیار دل

فرہاد و قیس مٹ گئی پیچھی بچا کے جان
کھینچا تھا جنمین نے دایرہ حال زار دل

نکلی دھوان نہ دل سی شب ہجر کسطرح
شیشہ کو توڑتا ہی ہمارا بخار دل

احسنت و آفرین دل پر آبلہ تجھے
اتنی دلومین اک کو نہین انتشار دل

باقی رہی نہ فصل زمین آسمان کا
بیٹھی گر اتفاق سی میرا غبار دل

تنکا اوتارنیکے جو جان سی دے
وہ دل ہو کسطرح سی کسی دل کا بار دل

خاک اوڑ رہی ہی دیدۂ ہر مژہ تو پش مین فلک
کیسا بقدر شیشۂ دل تھا غبار دل

پتلی مین آ کے ٹھہر گئی اوسکی شبیہ سی
اتنا تو تمکو دیکھے کیا انتظار دل

دشمن نے دکھ پہ دکھ جو دئی خود ہوا ہلاک
دو زخم سے ملگئے تو ہوئی ذوالفقار دل

پھٹ جائین دفعتہ تتق گرد کی طرح
شیشو مین بند ہو جو ہمارا بخار دل

لو خوش ہو غم کا سر مین یہی ہو نے لگا گذر
جاتی ہی آسمان پہ زمین غبار دل

مٹجاؤں اپنی جا پہ کیونکہ مثل نقش پا ‖ تابوت جب اُٹھی کہ کسیکا ہون بار دل

مانند نقش پا تو زمین گیر کر دیا ‖ لاشہ بھی اُٹھنی دیگا ہمارا وقار دل

ملک غنا بھی چھوڑ دین اہل فنا تمام ‖ جائی عدم مین گر ہر اخذ غبار دل

ہوتی اگر زبان تو یہ کہتا دم ازل ‖ دل تو نہ لونگا ای مری پروردگار دل

اب اور کیا دکھائیگی تیغ نفس برش ‖ ذرّے تڑپ تڑپ کے بنی ہین غبار دل

اس کہنی کو فقط گل بازی بنا وہان ‖ یہان بھی نہین تو ہوگا کہان اب قرار دل

کہتا ہون موج بنگی خدا سی دم ازل ‖ تڑپا لے دل ندی مری پروردگار دل

شعلے زبان بنگئے فریاد کیلئے ‖ دوزخ مین جا گری جو ہمارے شرار دل

کس کسکو کمسنی مین وہ سمجھائین کیا کرین ‖ مجکو ادھر ہی نزع ادھر احتضار دل

سوفار تیر آتی ہین ہنستی ادھر سے پھر ‖ منھ کو کبھی لگا تھا جو خون شکار دل

کس آتشین جمال نے دیکھا تھا حسن کو ‖ جوہر بنی ہین آینہ کے خود شرار دل

مین تو بستر ہون چین تجہی کسطرح نہ آئے — شیشہ بہی سرد ہو جو نکالے بخارِ دل

مٹھی سے زر کو پھینک کے کہتی ہی ہر کلی — دل ہی نہ منتشر ہو تو کیا انتشار دل

ہوتا ہی عیب بہی کسی جامے مین جا کے حسن — جوہر ہے آئنہ کا یہی انتشار دل

مرتے کے ساتہ کوئی بہی مرتا ہی دہر مین — مین کیون تڑپ رہا ہون دمِ احتضارِ دل

جوہر بہر آئنہ کی پہرین ہین رچونکی طرح — میری طرح اوسی بہی ہو گر انتشارِ دل

شبنم فلک سے حلق مین ٹپکا رہی ہی آب — اللہ ری تشنگی دمِ احتضارِ دل

غلطان گہر ہون کیون نہ کفِ دست پر مرے — جو دل لون ہاتہ مین وہی ہو انتشار دل

ای بیخودی خیال تو آتا ہی یاس مین — بستی تہی خوب نام تہا جسکا دیار دل

مین اسطرف تپان ہون عرق و جگر اودہر — کس کی جان لیگا مرا احتضارِ دل

کافی تمام حشر کے مجمع کو ہے وہی — خالی کرے جو گوشۂ دل انتشار دل

کہتا ہون یہ تپک پہ ہر اک آبلی کی مین — دل کتنی دیگا ای مرے پروردگار دل

جبتک ہی صبر و شکر جبھی تک ہے غم بھی شیر
منہ کھولدین گر کین تو بنین ذو الفقارِ دل

مجروحِ دستِ دشمنِ جان ہی ہو تو سہی
شیشہ ہون سیر اسہل نہین ہی فشارِ دل

کیا حسرتونکا دم تہا خدا مغفرت کری
کیسی چہل پہل تہی میانِ دیارِ دل

نکلی برنگِ وحشتی شعلہ قید سی
شیشہ مین گر بہرون کبھی رنگِ بہارِ دل

بیدردِ دہر حیف ہی یاران کہین اوسی
منہ تکی آسمان سی جھٹکی بخارِ دل

ہمت سی مین بہی خوشہ پروین ہون ای فلک
اک دل کی لاکھ ہون تو نہو انتشارِ دل

پہلی نشانِ داغ یہ سمجھے اور ہی گمان
اب رو رہا ہون یہ کہ یہین تہا قرارِ دل

پشونکی طرح اوڑنی لگین جوہرِ حسام
فولاد کو ہو گر مرضِ انتشارِ دل

اب اسجگہ سی دوسرے عالم مین جا نیدو
سینہ سے ہاتھ اوٹہاو کہ جائے قرارِ دل

مینائی نیلگون فلک ہے اوسیکا نام
شیشہ جو لی اوڑا تہا ہمارا بخارِ دل

آٹھون بہشت کی ہو فضا مجتمع وہین
جس جا جھٹکدون دامنِ رنگِ بہارِ دل

ناخن سے ابروؤنکو خدا ہی جدا کرے
کھنچتے ہین پاؤن ورنہ ہی ہم اختصار دل

سیماب ضرب خوردہ کہون کیون نہ ہم سے خوش نہو
اکدل کی لاکھ دل ہین خریدار انتشار دل

غزل ۳۸

ماہر نفس کے ساتہ نکلتی ہوا عمر
جاتا ہی باگ ورکہا ہوے شہسوار دل

شعر ۱۸

ٹپکی عرق وہ خاکپہ آے جو سوئی دل
کاش آبلوںمین ڈوب مرا آبروئی دل

لی اپنو نام دوست کہ ہو آبروئی دل
جو آبلہ ہی حوض ہی بہر وضوئی دل

آبیٹھا ہے کوئی تو مری دل مین نازسی
خون آج دوڑ دوڑ کے آتا ہی سوئی دل

پہچاون آنکہون آنکہون مین کسطرح اونکو مین
مملو ہی جسطرح مئی جان ہی سبوئی دل

ترشا ہو جگر کا ہو ٹکڑا ہر ایک لفظ
منہ سی جو آپ کے سنین گفتگوئی دل

حسرت نکالکر بہی پڑا رہا ہون تیغ کیون
نکلی ہے دم کی ساتہ مری آرزوئی دل

سینہ مین ہر جگہ ہو نہ رہ رہ کے کیون کہٹک
پہر پہر کے ڈہونڈہتی ہی تمہین آرزوئی دل

کیا ساتھ اسکو لیلی کسی شب کو سوئے تھے
ہر عضو نازنین سے جو آتی ہے بوئے دل

اوس وقت کیا عجب نظر آئے جمال دوست
ہو آبِ آئینہ سے اگر شستشوئے دل

بے صورت ملال کھلینگے نہ اہل درد
منھ کو بغل مین ڈال کے حسن گفتگوئے دل

اے ضعف کیا پسینے کی ہمراہ بہہ گیا
آتی ہے عضو عضو سے کیون آج بوئے دل

کیون پسلیان نہ ہجر کی راتو مین ٹوٹ جائین
پہلونکو مانگتی ہے تمہاری ہی خوئے دل

سینہ بلند دیکھ کے کہتی ہے آرزو
اللہ اسجگہ ہی کبھی ہوگا روئے دل

مایوسیونکی عہد مین حسرت یہ ہے مجھے
دم توڑ دین ادھر تو ادھر آرزوئے دل

یون ہی تڑپ تڑپ کے نہ نکلی کسیکی جان
جسطرح مر گئی ہے مری آرزوئے دل

آئے تو واہ کب مین مرتا ہوا اسطرف
دم اوسطرف کو توڑتی ہے آرزوئے دل

سینہ پہ اپنی ہی ہاتھونکا پھیرنا
دیکھو اسطرح سے بگڑتی ہے خوئے دل

کیون بادہ خوار ہستی مین ماہر مست ہون

خود روح کے بھی منھ سے لگا ہی سبوی دل

| غزل ۳۹ | ردیف المیم | شعر ۲۸ |
| --- | --- | --- |

ایسی خلوت مین بھلا کسکو بلائین ہم تم
شرم آئے تو پسینے مین نہائین ہم تم

وصل کا لطف کبھی ان لبی اوٹھائین ہم تم
دل لگین عشق مین اگر ہمسخن آئین ہم تم

عکس آئینہ صفت راز چھپائین ہم تم
منھ چھپا لے اپنے دل کے نہ بتائین ہم تم

تم ہنسو پھولون سے بلبل کو مین ہلکے چھیڑون
باغ مین آکے کوئی گل تو کھلائین ہم تم

جھک کے پہلو مین یہ کہتا ہون مین خود بھی
آئینہ مین بھی تو اک جا نظر آئین ہم تم

رشک سے بھی ہوتی ہین نگاہین حایل
آج سے غیر کی صحبت مین نجائین ہم تم

رنج مین رنج ہی شاید سبب تسکین ہو
آؤ روتے ہوئے دل کو تو رلائین ہم تم

یا کبھی سونگھتے تھے عطر کے شیشہ کیطرح
یا اسی دل کو کبھی منھ نہ لگائین ہم تم

شب ہجر آئے بلا نیکے نہ دہوکے ہین کہین
شمع کو ہاتھ سے اپنے نہ بجھائین ہم تم

ٹھوکرونمین ہی دل راہرونکے آئے
نازسے گودیوین جسکو کہلامین ہم تم

شمع و پروانہ مین ہوتے ہین کرشمے کیا کیا
دیر سے دیکھ رہے ہین جو ادائین ہم تم

لاش کا بوجھ بھلا کس سے اوٹھیگا میرجان
پھول رو رو کے سو ہم مین جو اوٹھائین ہم تم

دردمین درد ہونیکی ہی حسرت نرہی
آؤ دکھی ہو دلکو تو دکھائین ہم تم

دل ہی ہاتھون سے گیا ہے یہ ہین پالا پالا
دوڑ کر کیون گل بازی نہ اوٹھائین ہم تم

جسطرح آئینہ مین شکل ہی داخل خارج
آرزو ہی یوہین جا مین سمائین ہم تم

حق ہی ہم دونونکی گردنپہ گر انصاف کرو
آؤ روٹھی ہوئی اب دلکو منائین ہم تم

دل ماہر تو یونہین راہ مین پامال رہی
گل بازی ہو تو آنکھونسی اوٹھائین ہم تم

غزل ۱ — ردیف النون — شعر ۱۶

ناتوانی کب فقط ہی میری جسم زار مین
ہی سخن تکیہ پہ تکیہ بات کو گفتار مین

پرتوِ رخ سے صفائی ہے یہ قصرِ یار میں
دیکھتے ہیں آئنے کی طرح منھ دیوار میں

خلد کیوں ہمکو نظر آئے نہ قصرِ یار میں
دور بیں ہے صاف جو روزن ہیں اسکی دیوار میں

رو رہا ہوں میں خیالِ صبحِ روئے یار میں
خطِ ابیض کا ہے پرتو آنسوؤں کے تار میں

ذکرِ حق نے جب جگہ پائی دلِ کفار میں
بن گئی تسبیح کا دانہ گرہ زنار میں

کفر دنیا میں ہر اک کافر کی دم کے ساتھ ہے
صورتِ تارِ نفس پھر کیوں ہنوز نار میں

یہ لہو پانی ہوا ہے آہ ایک رونے سے مرا
خونِ دل آیا ہے ملکر آنسوؤں سے نکلے تار میں

رہ گئی ہیں کچھ الجھکر یہ نگاہیں خلق کی
کب ہیں تارِ عنکبوت اوس روزنِ دیوار میں

ناتوانی میں برنگِ بو نکلیوں اڑتا پھروں
ہے ہوائے برگِ گل آندھی مجھے گلزار میں

ہوتی ہیں زردار باغِ دہر میں اکثر بخیل
بند ہے غنچوں کی مٹھی دیکھلی گلزار میں

ہو گئیں آتش وہ قدم آیا جو گلگشت جب
شمع کا شعلہ ہر اک غنچہ بنا گلزار میں

پڑھ نہ لوں باہر سے کیوں میں کتابِ روئے یار
صورتِ عینک ہے جو روزن اوس دیوار میں

ہم کس سے کہین انکو پابندی کیونکر ہو — نکلا پانو کہی تا قاتل تری تلوار مین

دین سے مطلب ہو تی بت پرستی رہبری — اسقدر رخامی عشق رشتۂ زنار مین

دشتِ وحشت نے سمجھا یادرزدہ میر کبھی — آبلے پا کے نہ پھالے زبانِ خار مین

غزل

کسطرح رونے مین اے ماہی مین دیکھون روے یار — آنسوؤن کے تار الجھے ہین نگہ سے کرتار مین

شعر ۲۴

سفر کے رنج کو سینہ فگار سمجھے ہین — غبارِ راہ کو دل کا غبار سمجھے ہین

عدم وجود کو عبرت شعار سمجھے ہین — خطِ جبین خطِ لوحِ مزار سمجھے ہین

جہانکو قبر تری خواستگار سمجھے ہین — فراغتونکو یہان کی فشار سمجھے ہین

چمن جو اپنا دلِ داغدار سمجھے ہین — نفس کو موجِ نسیمِ بہار سمجھے ہین

حزین وہ ہون جسے سب عالم کدورت مین — غبار آئینۂ روزگار سمجھے ہین

وہ ناتوان ترین روزگار مین ہم ہین — جو تن پہ سایۂ اشجار بار سمجھے ہین

[illegible]    ہر ایک [illegible] کو دم کا [illegible] سمجھے ہیں

نگاہ [illegible] وان فلک    جو اشک کو گہر آبدار سمجھے ہیں

عدم سے آئے ہیں جائینگے پھر عدم اکدن    اسے ابتدا کو انجام کار سمجھے ہیں

ریاض دہر میں حال جنہیں ہے رنگ سواد    خزاں کو فصل کتاب بہار سمجھے ہیں

جو دیکھتے ہیں نہالی سے برگ تن کو    وہ راہ معرفت کردگار سمجھے ہیں

مکان دوست ہے دل حال دل ہے جو پیہ عیاں    نہاں جو ہے وہی آشکار سمجھے ہیں

ریاض دہر میں جو دل گرفتہ ہیں بلبل    وہ ایک رنگ خزاں و بہار سمجھے ہیں

جہان قیام نہیں گھر سمجھتے ہیں اوسکو    مکان اصل کو نادان مزار سمجھے ہیں

وطن سے دور ہوں ہم محال ہے گردوں    کہ دود دل کو سواد دیار سمجھے ہیں

کیا ہے ضعف نے باریک ہم ہیں ایسا    کہ آبلوں کو کف پا کا خار سمجھے ہیں

بڑھے ہی تو جاتی ہیں آگے یہ قافلے والے    تھکے ہوؤں کا بھی کچھ حال زار سمجھے ہیں

وسیع جتنی نگاہین ہین بحرِ عالم مین
ہر اشک کو وہ یم بیکنار سمجھے ہین

یہ بھول ہی کہین دیکھی نہین عدم والو
تمہاری سہو کو ہم یادگار سمجھے ہین

بیان ہستی بنیاد قصرِ تن کیا خاک
حباب تجھی ہین استوار سمجھے ہین

نہان وہ نظر وہ ایسے سمجھے ہین جو کہ بینا ہین
وہ کور ہین جو تجھی آشکار سمجھے ہین

وہ ناتوان ہون کہ ٹوٹا نہ مجھسے اشک کا تار
نظر جو کہتی ہین وہ حالِ زار سمجھے ہین

جہان مین غور سے دیکھا تو ہین قیدی ہی لوگ
جو ایک تنکے کی جا انکو بار سمجھے ہین

غزل ۴۲

عنایتین ہین یہ احباب کی فقط ماہر
کہ خام فکر کو بھی پختہ کار سمجھے ہین

شعر ۱۶

بیخودی سا بھی کوئی دہر مین دمساز نہین
غم نہین عیش نہین سوز نہین ساز نہین

سوز دل کب ہے جو فریاد کا دمساز نہین
شعلہ ہی وہ نہین جسمین کہ کچھ آواز نہین

گردشین چشم کی کہتی ہین کہین جاگے ہو
سونیوالونکی تو آنکھونکا یہ انداز نہین

دل کو برباد کیا آرزوؤن کو نے گھر
تم سا عالم مین کوئی خانہ بر انداز نہین

کیون نہ غنچون کی چٹک شوق سی گلشن مین سنو
ٹوٹتی قلب کی آواز تو آواز نہین

کسکے چھپتے ہوئے پی محفل کی بہکی ہی نوبت
دم نہین چنگ مین طنبور مین آواز نہین

ہان اسیطرح چل اوراہ کے چلنے والے
دل پہ گر پاؤن نہین چال مین انداز نہین

دلبر و جانکے تو مجھسے نہ پوچھو کوئی بات
دل ہی سینہ مین نہین جب تو کوئی راز نہین

کان پہ ہاتھ رکھین لوگ نہ کیون نالون سے
یہ صدائین ہین مری آپکی آواز نہین

آپکی حدِ خوشی کو کوئی کیونکر سمجھے
مسکراتے ہین صدا ہنسنے مین آواز نہین

چاک پردہ کی نہ کسطرح سی آنکھین چھپ جائین
سبکو دیکھا ہی مگر تم سا نظرباز نہین

عکس آئینہ پہ بھی طعن ہی اُف رے دیدے
اسپہ یہ بات کہ صورت پہ ہمین ناز نہین

کوئی تو باغ مین دیدی مری نالون کا جواب
منہ مین کھلتی ہوئی کلیونکی ابھی آواز نہین

باغ مین آکے اسیرانِ قفس کیا بہلین
سب ہوائین ہین ہوا پر پرِ پرواز نہین

ہی یہی تازہ اسیری میں پھڑکنا جو مرا ‏/ یا قفس آج نہیں ہے پر پرواز نہیں

غزل ۱۴۷

مدح احباب جو کرتے ہیں عنایت ہی فقط
نظم ماہر کی ہی جادو نہیں اعجاز نہیں

کب الگ دل سے داغہای غم مری تن میں نہیں ‏/ ہوں وہ گلچیں رنگ جاوت جسکی گلشن میں نہیں

لوٹ جو ملت سے بری ہیں جنکے دامن پاک ہیں ‏/ چھینٹ بھی بلبل کے خون کی گل کے دامن میں نہیں

گر طلب ہے آبرو کی تو نکل بہر سفر ‏/ دیکھ قدر گوہر نایاب معدن میں نہیں

خود بخود آراستہ رہتا ہی داغوں کا چمن ‏/ باغبانکا کام ہرگز میرے گلشن میں نہیں

ہی تعدد بھی تو بونکا اوسکی وحدت کی دلیل ‏/ کب خدائی کا سماں دیر برہمن میں نہیں

آہ سوزاں سے حفاظت میں ہیں دل کے آبلے ‏/ برق بھی دہقان کچھ کم میرے خرمن میں نہیں

قتل ہونیکو مرا دل سمجھتی ہیں شہید ‏/ طوق منت کے ہیں خط تیغ گردن میں نہیں

ملا ہی رنج کا یا ہی یہاں ترک وطن ‏/ ولفگاری کا الم گوہر کو معدن میں نہیں

کیون اے غم دنیا مین کرے گی گنہ آلودہ تو
دیکھے اشکون سے ترتی کب تیر ہی دامن مین نہین

کیون نہ حاصل ہو برنگِ گل مجھے نشو و نما
طایر رنگ چمن ہی خون مرے تن مین نہین

صبح صادق کی کاذب کیون نہ ہون اے خورشید حسن
چھاؤن ہی چہرے کی تیرے روز روشن مین نہین

قتل ہو کر تیری کشتہ کی بر آئی ہی مراد
ہین گل امید خون کی داغ دامن مین نہین

گرمیِ سوزِ درون سے شمع اوٹھی کسطرح
موی آتش دیدہ ہی تارِ نفس تن مین نہین

## غزل ۴۴

ہی عجب سرگشتگی سی اپنی ماہر بعد مرگ
گردش سنگ فلاخن لوحِ مدفن مین نہین

شعر ۲۲

شمع وحدت کا مین بزم دہر مین پروانہ ہون
ہی جنون عین خرد جسکا مین وہ دیوانہ ہون

ہی مجھی پستی سی نفرت اوج کا دیوانہ ہون
خوشہ ہی عقدِ ثریا جسکا مین وہ دانہ ہون

شمع قدِ گلرخانِ دہر کا دیوانہ ہون
جسکو کہتے سکتے ہین بلبل ہی مین وہ پروانہ ہون

روح باعث ہی سیہ رکی کا میری مین ہر جا
شمع سی جس گھر مین ہی اندہیر مین وہ خانہ ہون

| | |
|---|---|
| کیسی ہی الجھی مضامین ہون سلجھ جاتی ہین صاف | زلف پیچان سخن کیواسطی مین شانہ ہون |
| درہمو نمین داغ کی قلب پلدر کا ہی نعل | گنج فی شایان دیا جسکو مین وہ ویرانہ ہون |
| چشمک مژگان اشک آلودہ پہ پروین دے | خاک بھی مجھ پر نہین تہ غم شمع پروانہ ہون |
| حسن قدرت کا تری ہی جلوہ گر تن مین مرے | ہون ترا عاشق جو اپنا آپ ہی دیوانہ ہون |
| قابض ارواح کیا آئین تن پر سوز تک | پر فرشتی سکے جہان جلتے ہین مین وہ خانہ ہون |
| سوز غم مین مرکے نکلا مین لحد سی روز حشر | بعد جلنے کے ہوا پیدا جو مین وہ دانہ ہون |
| وہ مرا سینہ ہی دار العلم کہتی ہین جسے | قفل ابجد قفل ہی جسکا مین وہ کاشانہ ہون |
| زیست کے دن پورے کرکے نکلی میرے تن سی روح | جسکو بھرنے نے کیا خالی مین وہ پیمانہ ہون |
| ناتوانی سی تو ہی سرگشتگی پر مین رہا | آسیا کو پیس ڈالا جسنی مین وہ دانہ ہون |
| ہین تل سی میری گل مین جا اشک آب روان | سیل سی جسکی بنا قایم ہی مین وہ خانہ ہون |
| فقیر ہون بھی دل ہی دولت سی توکل کے غنی | گنج ہون باطن مین ظاہر مین گو ویرانہ ہون |

الفت دندان دلبر سی بھرا ہی دل مرا | آب گوہر جس مین مملو ہی مین وہ پیمانہ ہون

سنگ اسود ہی سویدا دل جگہ اصنام کے | شان کعبہ کی ہی پیدا جس سے وہ بتخانہ ہون

داغ عشق ساقی کوثر کا ایما ہے یہی | دست دل سی جس مین چھپتا ہین وہ پیمانہ ہون

عشق ہی آل رکن ہی میر مکان تنگ کا | جو ستون آہ پر ٹھہرا ہی مین وہ خانہ ہون

نسبت ہو کیونکر نہ عشق ساقی کوثر پہ دال | قد خم گشتہ سی مفہوم خط پیمانہ ہون

گھر سی تیرے قابض ارواح کیونکر خوش نہ جائی | جان دیدی جنسی مہمانکو وہ صاحب خانہ ہون

غزل ۴۵

سنکی ماہر تجکو جاگ اوٹھتے ہین اہل بزم سب
جس سی نیند آئی ہوئی اوڑتی ہی وہ افسانہ ہون

شعر ۱۲

کب تنقش فقط ابنائی زمان رکھتی ہین | گرد ہٹجاتی ہے ہم پاؤن جہان رکھتی ہین

بی سبب قبر پہ کب سنگ گران رکھتی ہین | سختی راہ عدم کا یہ نشان رکھتی ہین

کیا کمی ونکی جب سوز نہان رکھتی ہین | اشک بے ربزی کے لیئے دل کا دہوان رکھتی ہین

بس وہی شستہ و رفتہ ہمی یار کہتے ہین
موج کی طرح جو پاکیزہ زبان کہتے ہین

بعد مردن بھی یہ حس ہی کہ سمجھا تا ہون
بات تربت پہ اگر فاتحہ خوان کہتے ہین

کام ہر ایک کا یہ خوبی تقریر نہین
جوہرِ حسن بیان بستہ زبان کہتے ہین

ہین جو محتاط وہ کہتے نہین خار کو بھی خار
ڈر یہ رہتا ہے کہ وہ بھی تو زبان کہتے ہین

کثرتِ ضعف مین کرتی ہین اشارے سے کلام
بات کر نہین تب ہم بند زبان کہتے ہین

مرجعِ آتشِ غم کیون نہ کہین سینے کو
کُرہ نار کا ہم دل پہ گمان رکھتے ہین

چپ ہین جبتک کہ نہین اہل سخن کو کچھ کد
بات آ پڑے تو کب بند زبان رکھتے ہین

نقدِ دل دیکے مجھی ملتے ہین داغِ حسرت
پھول کیسے ہین یہ قیمت بگران کہتے ہین

غزل ۴۶

نظمِ اشعار مین بھی حسن بیان ہی ماہر
جسکو کہتے ہین بیان ہم وہ زبان کہتے ہین

شعر ۱۳

کرے ہین ضعف سے پرگرم ہین روانی مین
چلی ہین سایہ کی ہم چال ناتوانی مین

ضعیف و زار ہین یہ ہم جہان فانی مین
بنی ہین تار نظر چشم ناتوانی مین

چھپے ہین ضعف سے زندان دار فانی مین
عدم بھی جا نہین سکتی ہین ناتوانی مین

وہان یار کی ہستی کے جو ہوے قائل
کمال تھا او نہین لوگو نکو غیب دانی مین

یہ عرق شرم ہین اوسکی دہان و دندان سے
نہان ہی دُر تو صدف مین صدف ہی پانی مین

خزان نہو جسکی ایسی کوئی بہار نہین
لکھا ہے ہر ورق برگ بوستانی مین

شفق نہین ہی نمایان نظر مین مستونکی
شراب سرخ ہی مینائے آسمانی مین

بجھی نہ آتش گل قطرہ ہائے شبنم سی
خدا کی شان ہی روشن ہی آگ پانی مین

ہے جس طرح سے کہ زیور عروس کی زینت
بیان نکے حسن سے یون حسن ہی معانی مین

ضعیف وہ ہون یقین ہی خیال منزل سی
اوٹھین نہ پائی تصور بھی ناتوانی مین

سفر ضرور ہی جاہین جو قدر اہل صفا
ہزارون در ہین کہ بی آبرو ہین پانی مین

وہ ناتوان تہی اگر ساتھ قافلے کے چلے
تو دب کے رہ گئے ہم گرد کاروانی مین

| شعر ۹ | نہ دل لگائیو ماہر یہان کسی گل سے<br>وفا کی بو نہین باغِ جہانِ فانی مین | غزل ۷۴ |
|---|---|---|

مرنے پہ ہے جو وصل تو ہو کچھ مزا نہین
پایا تو کب تجھے کہ جب اپنا پتا نہین

جو آئینہ ہی وہ ترا صورت نما نہین
یکتا وہ تو ہی جسکا کہین دوسرا نہین

فصلِ بہار آئی ہی صیاد رحم کر
قیدی کوئی قفس مین ہماری ہوا نہین

ہٹ بیٹھی آپ کیون مرے پہلو سے کیا ہوا
سینے سے سانس آئی نہین دل ہلا نہین

نافہ کی بو دماغ مین آتی ہی زلف سے
اب منہ سے کہدین یہ شک تو میری خطا نہین

پیری مین کیون فلک نے دیے مجھکو داغِ دل
گھر مین چراغ ذوق سے کبھی جلا نہین

صیاد نے قفس مرا رکھا ہی باغ مین
وہ عندلیب ہون آج چمن مین رہا نہین

غالب نکیون ضعف ہو زمانہ ہمین پہ زور سے
پیری سے کونسا ہی جوان جو جھکا نہین

**ماہر** ہزار کچھ ہو مگر دل ہی اوسکی پاس

| غزل ۱۴۸ | فرقت مین بھی مین دوست سے اپنے جدا نہین | شعر |
|---|---|---|

مری صفائی باطن کا ہی جواب کہین
خبر مجھی ہو جو ٹوٹے دل حباب کہین

فریب گاہ جہان کا بھی ہی جواب کہین
کسی جگہ یہ دریا ہے اور سراب کہین

فلک نے اشکونسی گہر ہو ترا خراب کہین
روان ہوئی تو گری ہی سیل آب کہین

یقین ہی جوش تحیر سی سنگ ہو وہ بھی
جو دیکھ لے دل نازک مرا حباب کہین

پس فنا بھی ہین وون یہ ذرہ ہی
برس پڑی مری خاک پر سحاب کہین

دل شکستہ کو نایاب کیون نہ مین سمجھون
کسی نے دیکھا ہی ٹوٹا ہوا حباب کہین

مقابل آکے تو ہوتا ہے دیدہ تر سے
گناہ سے نہو تر دامن سحاب کہین

| غزل ۱۴۹ | یہ لہر رونیکی کہتی ہی ولیل ای ماہر<br>تڑپ رہی ہی تری غم مین موج آب کہین | شعر |
|---|---|---|

کسی وقت جوش بکا چاہتے ہین
نگاہون سے آنسو گرا چاہتے ہین

مژہ سی کایہ وشش کیا چاہتے ہین
اب اشکون کے عقدے کہلا چاہتے ہین

نہین ہے کوتن مین بموجب موون کی
جو بوئے تھے کانٹے اوگا چاہتے ہین

اُمنڈ آئے ہین میری آنکھون مین آنسو
حبابون سی دریا بہا چاہتے ہین

ڈہل آئے ہین آنکھون سے مژگان پہ آنسو
جہازونکے لنگر ٹہرا چاہتے ہین

نظر شمع پر ہے دمِ فکر میری
مضامینِ روشن ڈہلا چاہتے ہین

## غزل ۵۰

سمندر مین طوفان ہے آہونسے ماہر
جہازونکے بیڑے گرا چاہتے ہین

شعر ۱۳

آہ کی مضمون سراسر ہین مری تحریر مین
کسنے باندھی ہی سوا میرے ہوا زنجیر مین

حال ہے میرے ضعف کا او سدم مصور پر کہلا
عکس بہی جب گرکے کہنچا کاغذ تصویر مین

تجکو دینے کو دیا تہا ورنہ تو کیا مال تہا
غیر کی قسمت تہی او منعم تری تقدیر مین

ہی زمین کو سبکی جو بی اختیارانہ رجوع
سُرمۂ تسخیر کیا خاک ہی تاثیر مین

کس عالم مین تلاشِ منزلِ مقصد نہین — گرد اوڑتی ہی ہوائے دامنِ تکبیر مین

دستِ گلچین مین ہوا پژمردہ ہون ایک یک پہول — شمع کا گل جسطرح افسردہ ہو گلگیر مین

شغل نالہ جنکو ہے ویرانے مین آباد ہین — بیکلی مین رہتا ہی غل پر خانۂ زنجیر مین

اہلِ غفلت کا گذر کب ہوشیارون مین ہوا — نیند آتی کسنی دیکھی دیدۂ تصویر مین

ہین جو آہن دل اثر صحبت انہین کرتی نہین — آگئی کسدن گدازی شمع کی گلگیر مین

قید مین بہی فیض بخشی کی رہی پابند ہم — نیل پا اونکا ہی سرمہ دیدۂ زنجیر مین

سرکشی کا عیب بے اصلون ہی مین ہوتا نہین — کب بگولی اوٹہتی دیکھے وادیِ تصویر مین

رہنما ہی جنون سے طی ہوئی وحشت کی راہ — تہی ہزارون پیچ ورنہ کوچۂ زنجیر مین

ہی اسیری آبروداران عالم کی محال — موجِ دریا کب پہنسی ہی دامِ ماہی گیر مین

قبر مین پہونچی تہی میت آئے جو نزدِ کفن — گھر پہونچنی پر تہا لٹنا قسمتِ تکبیر مین

گنبدِ افلاک سی گذری ہماری آہِ دل — کس ستم کا زور تہا یارب ہوائی تیر مین

ناتوانی مین ہوئی ہین اپنی آنکھین تر بہ آب
ڈبڈبا آئے ہین آنسو دیدۂ تصویر مین

کشت داغ آہ ہری ہوتی ہے مجھ سے سحر
ابر باران سے نہین کم اشک کی تاثیر مین

ہین بہم گشتہ تہی قسمت نکلتی ہاتھ سے
ہی سوا گردش کے کیا گرداب کی تقدیر مین

روشنی شمع ہی محفل مین یار رنگ بہار
پھول ہی منقار بلبل مین کہ گل گلگیر مین

شیب مین ہوتا نہ انسانکو جوانی کا جو غم
آہ کی صورت نہ ہوتی خم عصای پیر مین

سخت ہے راہ جنون کی دلیل اسیری ہے
نقش پا ہوتی نہین ہین کوئی زنجیر مین

ضعف ہے میرا ترقی پر جو دنیا ہے تو دے
تاب بار رنگ ہی باقی ابھی تصویر مین

وہ زمانہ اور تھا قبضہ مین جب تھا ملک و مال
اب ہی خرد و گز زمین کیا ملک عالمگیر مین

خاکسارون کی روابط کا نہین ہے اعتبار
گرد کب جمکر رہی ہی دامن رہگیر مین

بی سہارے غیر کے چلتی نہین ہین خاکسار
خود بخود کب ہی روانی سایۂ رہگیر مین

راہ چلتے انکو نہ ساتھی جانیو اپنا دلا
راہزن ہوتے ہین اکثر پردۂ رہگیر مین

بی سلونون سی جہا نہین خاک ہوا امید فیض — چھین پایا کسی نی تھک کر سایۂ رہگیر مین

خاکسارونکا سلوک اعجاز سی خالی نہین — پی چلی جادہ رہا ہمراہی رہگیر مین

جان ڈالے قالبِ بیجان مین گر قدرت تری — رنگ دوڑی خون بنکر پیکرِ تصویر مین

شکل کھینچوا کر ہوا ابر شکل نادم اسد — روغن تازہ پسینہ بنگیا تصویر مین

غزل ۵۱ — شعر ۱۹

فیضِ رحمت نی کیا آ مہر عذاب و نیرِ جرام
تھی جو داخل مجرمانِ واجب التعزیر مین

مرد غیرونکی لئی دل کو جلا دیتے ہین — صاف آئینۂ آتش پہ صدا دیتے ہین

داغِ دل شمع مین کیون میرے ضیا دیتے ہین — نیند کیوقت تو شمعونکو بجھا دیتے ہین

تالی آواز کب اشکو ہمین سنا دیتے ہین — قافلہ جاتا ہی چاوش صدا دیتے ہین

قبر پر داغِ دل آوارہ دکھا دیتے ہین — غول صحرا بھی منزل کا پتا دیتے ہین

نالے کب خوابِ جوانی سی جگا دیتے ہین — شب ڈراتی ہی نگہبان صدا دیتے ہین

پردہ رکھلی یہ ہین ستار گنہ کا اسکے
چادر اسواسطی میت کو اوڑھا دیتے ہین

قافلہ خیر سے پہونچیگا گنہگارونکا
زنگ اشکونکی یہی صاف صدا دیتے ہین

راہ لیتی ہین یہی راہبر ملکِ عدم
چار ملکر اونہین جس راہ لگا دیتے ہین

ساتھ آہونکے ملے کیون مجھے داغِ سوزان
آندھی آتی ہی تو آتش کو بجھا دیتے ہین

کب عبث دیتی ہین آواز گداکوچون مین
خیر جس گھر مین ہی وس گھر کو دعا دیتے ہین

ہان چلی آؤ یہ ہین سامنی وہ منزل ہی
پاشکستونکو یہی زنگ صدا دیتے ہین

قلتِ سوز جگر مین نکرون کیون آہین
بجھنی لگتی ہی جب آتش تو ہوا دیتے ہین

دوستو رنج کی وسعت کو نہ مجھسے پوچھو
زخم دل دامنِ محشر کا پتا دیتے ہین

قطع ہوگا یہ ہین اک روز کفن بہی میرا
چاک ہونیمین یہی خشت صدا دیتے ہین

ہچکیان نزع مین آتی ہین تصور ہی ترا
تو سنے یا نہ سنے ہم تو صدا دیتے ہین

سرکشی چھوڑ سمجھکر یہی تو پیری مین
صاحب جرم و خطا سر کو جھکا دیتے ہین

زنگ کیطرح بہی دیتا نہین آواز کوئی
فاتحہ خوانون سے کیا قبر مین نالان ہین

لاکھ ہم قافلہ والونکو صدا دیتی ہین
نیند جب آتی ہے یہ لوگ جگا دیتی ہین

غزل ۵۲

نظر دوست سے بہی حفظ کر اپنا ماہر
کبھی پروانے بھی شمعونکو جھپا دیتے ہین

شعر

رحمت کا قبر مین بہی تو پیدا نشان نہین
اللہ خیر کیجیو دل کی شباب مین
سوئی عدم بہی قافلہ بوئی گل روان

جور زمین بہی گر ستم آسمان نہین
تاریک شب ہے اور کوئی پاسبان نہین
بانگ جرس ہے نالہ برگ خزان نہین

غزل ۵۳

اک رنگ کی سخن پہ نہ ماہر کو کیون ہنوز
یہان غنچہ سان زبان کے نیچے زبان نہین

شعر

ہوتی ہین خوش ضعیف جو فرضی شباب مین
ہو قدر عاشقون کی جہان خراب مین

ہستی ہے بلبلی کی جو ہمسر حباب مین
اونکا بہی دل جو ہے کسی انقلاب مین

گردش نہین حباب مئی لعل تاب مین
پھرتی ہین آسمان بھی دورِ شراب مین

انسان کا اُف رے کربِ فراقِ شباب مین
تھمتا نہین ہی رعشہ یہ رنگِ اضطراب مین

دو اشک ملگئی مری جیبِ اضطراب مین
بیٹھے ہوئے جہاز ابھر آئے آب مین

بندھتا نہین ہی ریش پہ فصلِ خضاب مین
پیری چھپی ہی ظلمتِ شبرسی حجاب مین

حیران ہون جا کے دور پھر آیا شباب مین
نکلی ہوئی شمیم در آئی گلاب مین

ٹپکے جو دل کے آبلے کیفیتِ شراب مین
انگور پک گئی طپشِ آفتاب مین

کب محوِ دل کے داغ ہین کیفِ شراب مین
تارے غروب ہو رہی ہین آفتاب مین

بدلا نہ رنگِ حسن کسی انقلاب مین
موجین ہی صورتِ رگِ گل ہین گلاب مین

کب سرخ می ہی ساغرِ آئینہ تاب مین
روشن ہی آگ جادوِ ساقی سے آب مین

آخر کو ریش کھلگئی فصلِ خضاب مین
گھل ملگئی بھی شیب کی گذری شباب مین

جاگی ہین رات بھر وہ اسی اضطراب مین
وہ دیکھتا نہو مری صورت کو خواب مین

جب کچھ کھلا نہ حال طلسمات دہر کا
موجین کلید بنگئین قفل حباب مین

مضمون تیغ کے لکھکے مجھے خوب بن پڑی
غصہ نکالتی وہ خود آئے جواب مین

غش کے بہانے نے مجھے مارا ہے وصل مین
جی جاؤن گر زبان ہلا دین جواب مین

رکھے رہین غیر ہات سرے چہر سینہ پہ کسطرح
عادت ہی پیار کی کسی خانہ خراب مین

دنیائے منقلب کا مین قایل ہون کسطرح
سیدھا ہوا افلاک نہ کسی انقلاب مین

بیچے نکہر دالکے جو خلق ہو واسطے
رشش سنی نہ لفظ شراب انقلاب مین

کہتی ہین میری لاش سی بچپن تو دیکھئے
کیا ہو گا گر زبان ہلیگی جواب مین

آنکھین ہین خوب چیز مگر صاحبان عشق
اشکونکی لڑ لگا گئی چشم پر آب مین

تا حشر اہل قبر نے منھ سی نہ بات کی
اتنا مزا ملا تھا سوال و جواب مین

آبہی چکین لحد مین مری منکر و نکیر
مین ایک ہون وہ دو ہین سوال و جواب مین

بیخوف اسلیئے مین چلا ہون سوئے جحیم
رحمت نے تیری دیکھی سکیگی عذاب مین

بیدرد اونسی کون ہی بڑہکر جہان مین
بلبل کے خون کی چھینٹ نہین ہی گلاب مین

اللہ ری شرم آئی جو تصویر بہی مری
آنکھون پہ ہاتھ رکھدئی فرط حجاب مین

کشتہ ہوئی ہی کونسی تو ایسی ہی آرزو
آنسو ٹپکتی آتی ہین چشم پر آب مین

بوسہ مینی جھپکی لیا جب تو یہ کہا
عادت ہے یہ فقط اوسی خانہ خراب مین

شاخین بلا ہین لیتی ہین جہک جہک کے بار بار
عالم ہے کسکی نیند کا سبزے کے خواب مین

کھائے لمر جھونک جو کبھی تو رو کی لوٹ
[illegible] زلف [illegible] مین

برہم تو میری دیکھ ہین آفت زرچھپا
آنکھون پہ اپنی ہاتھ رکھی ہین حجاب مین

اوٹھی وہ یون کہ مٹ گئے ہی کیا نہ میری
کیا جانے مین نے کہدیا کیا اضطراب مین

رورو کے فرط شرم سی آنکھین سو جاتی ہین
اک بد نظر نے دیکھ لیا ہی جو خواب مین

خانہ نشینیون کی منافی نہین ہی سیر
عزلت گزین نکلی ہی بو ہی گلاب مین

دیوانہ وار پھرتی ہین غواص بحر مین
کشتی صدف کی بیٹھ گئی ہی جو آب مین

سوتی ہین ہی خیال جو رہتا ہے آپکا
آنکھین مری کہلی ہوی رہتی ہین خواب مین

تڑپون ہین وقت نزع نکیون لیکی ہچکیان
گھٹ گھٹ کے رو رہے ہین مجھے وہ حجاب مین

رضوان دیکھ سیر اثر تیرا جسم مین
رحمت تری جو دیکھ سکے اضطراب مین

ہی صبح شام وصل تو پر سیر طرح
پہنچون ستی ہو مر کجان پاس رہین زمین

قاصد نہ چھپنا ہی یہ بہت ہے یہ عذر وصل
سب حرف مفردات لکھی ہین جواب مین

رحمت ہے گر نہ مے کو تعلق ہو واعظو
بارش نہی نہ لفظ شراب انقلاب مین

بخشے گئی اونکا سیاہ تابوت نہ ہی گن پر نشاہ
پر رب گئے ہے یہ ستے برق مجھے دہ این

مٹی چلو کسیکو اگر دی تو کیا ہوا
تم بھی شریک ہوگئے کار ثواب مین

قاصد کے ٹالنے کا او نہین بسکہ ہی خیال
خط لکھکے رکھدیئ ہین بہت سے جواب مین

عالم مین کوئی وردسی خالی نہین کہین
ہی منتشر جو درد مرا اضطراب مین

دے قاصد گھومے جاتے ہین اللہ ری نازکی
بل کھا رہی ہے زلف جو اک پیچ و تاب مین

لکھتی نہ مجھکو سخت نہوتی نمود خط
بھیجا خدا نی خط مرے بدلے جواب مین

رحمت کو اضطراب ہی نالان ہین اہل حشر
یون سر کو خم کیے مین کھڑا ہون حجاب مین

شیشی ہی کیون نہ جام پہ اب قہقہی کرین
رہتی نہین ہی پنبۂ ہانی حباب مین

لوسہ تمنے مجھکو لیا جب تو یہ کہ [illegible]
شیشے یہ فقط اوہم خانہ شراب مین

کیون گردش جہان نہین مست مضطر
شیشی ہی خون الٹتی ہین انقلاب مین

جب سے پیون تو کیون نہو زخم جگر رفو
سوزن ہی میرے زخم کا کانٹا شراب مین

مت [illegible] سری دیکھی ہین رنگ [illegible]
شیخ یہ ذلی [illegible] اتہ کہ [illegible] حجاب مین

گنتے ہین پھیر کے دانہ تسبیح وقت ذکر
کچھ ہو نہ نکلے ہاتھ سی دل انقلاب مین

دعوی مین سرقہ آئیگا شرمائینگے حضور
کچھ یوں پچھئے نہ مجھسے جو دیکھا ہی خواب مین

قطع امید عفو نہ اب ہوگی ای کریم
مجرم جو کچھ کہون تری رحمت کے باب مین

عارض کے پاس لائے جو وہ سونگھنی کو بو
ساری چمن کی بو سمٹ آئی گلاب مین

| غزل ۵۴ | مجمع ہی اک خدائی کا ماہر کے دفن مین<br>تم بھی چلو شریک ہو کارِ ثواب مین | شعر ۷ ۵ |
|---|---|---|

پرتو حسن ہو عاشق مین بھی تعجب دور نہین
روئی پروانہ پہ کس شمع کا کچھ نور نہین

بصر آنکھون مین نہین نورِ سرِ طور نہین
کون شی ہو مریجان پاس نہین دور نہین

کیون مصور کی طلب ہے جو وہ مغرور نہین
آپ اپنی ہی کھنیچ جائین تو کچھ دور نہین

عذر بیکار کے ہین قبر تو کچھ دور نہین
لاش اوٹھا نا ہی مریجان تمہین منظور نہین

جلوہ اونکا ساہی تا بندگی نور نہین
آپ اپنے پہ گرے برق تو کچھ دور نہین

جذبِ دل وان متؔر ہو یہ مقدور نہین
نارکی ہی تو مری قبر بڑی دور نہین

قطعِ رہ مین مین دمِ ضعف بھی معذور نہین
گر کے رہجا ئے کہین سایہ کا دستور نہین

مے پری کب ہے گر افشردہ انگور نہین
اتنی آنکھین نہین رسیلی ہون تو پھر حور نہین

کسکا دل سوزِ غمِ دوست سے رنجور نہین
شمع جلتی ہی تو ٹھنڈا دلِ کافور نہین

اتنی جا نین پی مے کو ن مجھی منظور نہین
خون دل لو نکا ہے یہ افشردہ انگور نہین

وصل کی صبح کا یہ قول ہو تو دور نہین
باتون باتونمین ابہی اوڑ جاوے کافور نہین

سچ ہی گم کر کے مری للکو نکیون ہو غافل
کہونا معمول تہا اور نہ تمہارا دستور نہین

لاکھ کوئی کہی تپلی کی ادائین ہین گواہ
نشہ آنکھونمین جوانی کا ابہی مخمور نہین

چلتی تلوارونمین چار ابرو و نکی ہے تمنا
مرد میدان کہو آئینہ کو گر سور نہین

کیا وہ نادان ہین حیا کرکے صفت اک کہوئین
آنکھین اولٹی ہوئی نیچی ہون تو مغرور نہین

جور گردون ستم دہر گوارا یہ سب
ناز یارون کے اوٹھانا مجھی منظور نہین

سرمگین اشک نے ڈالا ہی غضب کا لنگر
نیچی آنکھین ہوئین اب اولٹی ہوئی تو دور نہین

محتسب کو نکرین مست عبث ہی بدنام
کونسا شیشہ ہے نشہ مین جو خود چور نہین

دیکھیے اسکو سمجھ بوجھ کے دیجیے گا فشار
دل پر آبلہ ہے خوشہ انگور نہین

درد خود اوٹھکے اوٹھاتا ہے مری میت کو
بار احباب جو ہوتا مجھے منظور نہین

منھ سے پاؤنگی نہ چھٹ جائیگی جلیبی دوگام
آپ بھی پاس ہین بہت بھی مری دور نہین

دیکھ ساقیونکا تجمل سے مین کہتا ہون
شیشہ ہی ہی یہ کچھ دانہ انگور نہین

گر نہ پڑتے سے عکس آہی آجاوے کبھی
پھر ہی کاغذ تصویر سے کچھ دور نہین

اپنے ہی سے لپٹو نہین نکیونکر شب ہجر
آنکھ سے دور ہون سے تو مرے دور نہین

کوئی ہی دل مین مرے آگ لگانے والا
آپ سے آپ جلی شمع یہ دستور نہین

نازکی نے وہی کی اک حرکت گر پڑے
عکس رہتا ہے اب آئینہ مین تو دور نہین

جس سے دن وصل کا منجاے مرے ہجر کی شب
سحر وہ نرگس جادو کو بھی منظور نہین

کیا مزا کہ مین مزا درد کی لذت نہین
کیا وہ انگور کہ جو زخم کے انگور نہین

دیکھکر سلک گہر کیون ہو تسکین مجھکو
کونسا قلب ہے جس قلب مین ناسور نہین

نامرادونکی مراد آئی تو کیونکر تب وصل
غش بھی نزدیک ہی ور نیند بھی کچھ دور نہین

پتلیان گردش سے یہ مقصد کہتی ہین
آنکھ مین حسن بھر کیا ہے جو مخمور نہین

بادہ نوشی سی بھرون زخم جگر مین کیونکر
خود ہی ناسور سی خالی دلِ انگور نہین

لاش مفلس سی کہتی ہی ہوئے عالم
بوی کافور تو موجود ہی کافور نہین

درد کہتا ہے کہ تڑپا کے نہین چھوڑونگا تجھے
مین یہ کہتا ہون کہ کرو بھی تو منظور نہین

کوئی خود دار مصور سی کھنچا بیٹھا ہے
اپنے کاغذ پہ گری عکس تو کچھ دور نہین

اونکی تصویر کو یہ چھیڑ کے کہتا ہی قلم
بیٹھنا چین سی بیچین کا دستور نہین

پاؤن ماردجو زمین پر نکل آئے پانی
ہم تو ہین قبر مین اور قبر بھی کچھ دور نہین

گر خطا ہو گئی ہو کوئی تو بخشو اسکو
نازپروردۂ غم ہے دلِ رنجور نہین

لن ترانی ہی ہی کچھ دیکھنے والونکی لئی
ارنی گو نہین جب طور نہین نور نہین

چپکی چپکی بھی جلا عود تو یہ پوچھو ٹ
دل ہوا خاک یہ کسطرح کہ مشہور نہین

یون تو کچھ نام کو سینے مین ہے لیکن ابی ہیچ
کھوئی بیٹھا ہون جسے وہ دلِ رنجور نہین

رحم دل کہتی ہین مفلس کو اوٹھائینگی ضرور
لاش مچلی ہی کہ اوٹھنا مجھے منظور نہین

اوڑنی تصویر کا کیون رنگ نہ رہ رہ کے اوڑے
چپکے بیٹھین کہین بیچین یہ دستور نہین

استخوانونکو مری پھینککے کہتی ہی لحد
ایسے نااہل کا رکھنا مجھے منظور نہین

ہم شکستہ تھے کہ دل ایسکے کر گئے صناع
کھو دیا یون کہ نشان دل رنجور نہین

برق بنی سی مرض ضعف مین بس تو ہین خوش
ورنہ دشمن کو بھی گر نامرا منظور نہین

ہر جگہ ڈھونڈھ چکا دلکو مین اب تجھ تو اوٹھو
زیر زانو ہی نکل آئے تو کچھ دور نہین

ضعف سے ہون ہمہ تن صورت تصویر خیت
رنگ کے ساتھ خود اوڑ جاؤن تو کچھ دور نہین

نازبرداریونکا بوجھ وہ اٹھا رہا کیا
یہ کہو لاش اوٹھانا تمہین منظور نہین

کثرت جرم کی نظر و نہین ہی عفو میری
تہ آفت سی بھی چھپا ہون تو مستور نہین

مجھکو تصویر جو بھیجی تو یہ مین چلی ڈرا
وصل تو شاق تھا اب ہجر بھی منظور نہین

جنکی تصویر مرا یار ہے کہدنا اونسے
آپ ہی اپنی سی تم دور رہو ہم دور نہین

زخم مین کر کہین کہتی ہوئی تھی دیکھی
مین پکارا کہ مری قلب مین ناسور نہین

خدا ہی راس لائے دیکھیے اس بط مین کیا ہو — اولجھتا ہی یہان دل وہان گرہ پڑتی ہی گیسو مین

یہان بتقصد اوٹھکر ہاتھ دلبر کے سر آتا ہے — وہان چلنی مین رکتا ہے جو شانہ اونکی گیسو مین

معاذ اللہ اب مین کسطرح زلفین یہ چھوڑون اونکی — بلائین شانہ لیتا ہے تو بل پڑتے ہین گیسو مین

ذرا دیکھے کوئی اس ضد کو دیدے کی صفائی کو — لگاتا ہون مین جب سرمہ بہا دیتی ہین آنسو مین

غزل ۵۶

خدا بخشے کہا اور دل کا اپنے خاتمہ سمجھا
لہو سا کچھ نظر آیا جو ماہر مجھکو آنسو مین

شعر ۲

کی نظر بازی تو سب وصلت کی راہین ملگئین — ملگئے دل بھی جو دم بھر کو نگاہین ملگئین

تیری نظارہ مین عالم کی نگاہین ملگئین — یون الگ تھین جا کے منزل پہ سب راہین ملگئین

غزل — وله — شعر ۱۷

جنبش ہی شعرِ اشک سے عرش آلہ مین — سچ ہی بڑا اثر ہی یتیمونکی آہ مین

بیکل ہے جان و دل جو ہی راہِ گناہ مین — مضطر ہی ناخدا بھی جہازِ تباہ مین

کیونکر پھراؤن آنکھ محبت کی راہ مین
برچھی گڑی ہی اونکی نظر کی نگاہ مین

آتا ہے محوِ ناز کوئی سیرگاہ مین
آنکھین بچھائین نقش قدم کیون نہ راہ مین

اُٹ رہی تباہیان ہر سمت الفتین جاہ مین
صورت جو دل کی تھی وہی ہی دودِ آہ مین

کمند ہا قرون نہ آسکی ادہر
رہزن بھی لٹ چکی ہین محبت کی راہ مین

کافی ہی مجکو ضعف ہی قطعِ طریق کو
اوٹھتے ہین پاؤن گر کے اوٹھنے سی راہ مین

ہی کون مجھ غریب کی آئے آکے خبر
پھیلا کے پاؤن سوتے ہین جا ہی بھی راہ مین

دیکھو نگاہ غلط سے تیری ہی شوخیہ و
دنیا اولٹ ہی جائیگی ترچھی نگاہ مین

کیون جان بھی نہ پڑتی نکلتی ہ حسن سے
پامال مین ہوا تہا حسینونکی راہ مین

پلکین بلائین لیتی ہین کیسی جاہ پیار سے
صورت وہ پھر رہی ہی جو میری نگاہ مین

سیراب آبلون سے کسطرح مین کرون
جادے زبان خشک دکھاتی ہین راہ مین

آئینہ دیکھنی سی ہوئے خود بھی سبزہ رنگ
زہر اسقدر بھرا تہا بتونکی نگاہ مین

گر حسن ہو تو آئینِ خود بیداز غیب سے
[illegible] رات بھی لٹتے پاؤں

ہر روز سرفراز تو کرنا محال ہے
اوسکو کبھی [illegible]

تھکتے ہیں جب قریبِ وطن جا کے ناتوان
آتے ہی [illegible] کی گلی میں [illegible]

## غزل ۵۹

ماہر وہ تیرہ بخت نہیں خوش نصیب ہی
ہر مہ نظر سے جسکی ہی چشمِ سیاہ میں

شعر ۱۵

تاثیر دردِ ہجر ہے پچھلا پہر نہیں
دل کی مری چمک ہی طلوعِ سحر نہیں

کٹتی شبِ فراق کٹی ہی خبر نہیں
بگڑی ہوئی گھڑی ہی فلک کی قمر نہیں

وہ نازکی نہیں کہ جو غفلت اثر نہیں
[illegible] افزانِ کمر نہیں

جوہر کا وصف جسمیں نہیں نیشتر نہیں
اسکی نہ بات پہ قصہ [illegible] جگر نہیں

تاثیرِ اشک شور ہے پچھلا پہر نہیں
کچھ رنگ شب کا ہے بیاضِ سحر نہیں

بیدار دیکھیں کھول کے آنکھیں تو کچھ کھلے
فرقت میں رنگ اوڑا ہی طلوعِ سحر نہیں

بیچین کی ہی جو چال ردا پر نظر نہین  
کسکی خبر او نہین ہو جب اپنی خبر نہین

سمجھا نکوئی دہر مین برق و شرر نہین  
سچ ہے تڑپتے دلکی کسیکو خبر نہین

پھیلائے پاؤن سوتے ہین تکیہ پہ سر نہین  
کیا کر رہی ہی کسکی نظر کچھ خبر نہین

سینہ کھلا ہوا ہے ردا پر نظر نہین  
کیا جانے دل پہ کسکی ہین جنگی خبر نہین

سانس اولٹی پاؤن پھرتی ہے تابِ نظر نہین  
کیا ہے جو غیر حالتِ قلب و جگر نہین

وہان اپنی اپنی کام مین کسکی نظر نہین  
وہ سو رہی ہین یون کہ کچھ اپنی خبر نہین

اپنی تو ہی یہ رائی تمہاری خبر نہین  
انگڑائیو نکین جو نہ کھنچی وہ جگر نہین

آنکھو نکین پھیر رہے ہو جو دل مین گذر نہین  
کس سمت ہو کہان ہو کدہر ہو کدہر نہین

مژگان پہ اشکِ چشم بھی ہین لختِ دل بھی ہین  
ان کی نصیب ہم ہین کہ زانو پہ سر نہین

تصویر کو بھی اہلِ دل دیکھتے نہین  
کتنا کھنچے ہین خلق سی اتنی خبر نہین

کہتے ہین رو رہے ہو دل شام ہجر کے  
میلی سی چاندنی ہی ضیائی قمر نہین

مژگان کی صف مین دل ہی لٹا آئی ہی حسن سے
افسردہ ہوا ہے اپنے طفلِ نظر نہین

جلتا ہے عود اگر کا بھی دل تیری چال پر
کھولے ہے بال قبر پہ کوئی چنور نہین

جاگے ہوؤنکی چشم کا ہی عکس چرخ پر
آنکھین جھپکتے ہی ہین یہ نجومِ سحر نہین

پلکونکی بھی بلا وہ آتی نہین کبھی
جس نیند کا حضور کی آنکھونمین گھر نہین

تصویر کھینچ رہی ہی نزاکت ہین ستا ہین
کھنچ کر چلے کہانسے کہان کچھ خبر نہین

کیون نیند بند کر نہین کرتی ہی اہتمام
وہ چشمِ نیم باز اگر بابِ شر نہین

کرتا ہون چین پا کے جو آنکھونکو بند مین
کہتی ہے موت اب تو وہ دردِ جگر نہین

کیونکر تڑپ کے نہ رہیا دن ہجر مین
جسکو مین ڈھونڈھتا ہون وہ دردِ جگر نہین

کی وشنی ہی نہ آکے عیادت مری کبھی
کیا نیند کو بھی ہجر مرض کی خبر نہین

کاندھا بدلتی آتی ہین آنسو بھی سو چشم
جاتی ہی لاش قبر مین لختِ جگر نہین

مثلِ حبابِ شیشہ ہون کبھی تو رو رون لب
آنسو بھرے ہے ہین مگر چشم تر نہین

جراح بھی چھیڑے تو مین کہ نکلیر ٹپکا بولن
اونکی ادائین ہین یہ زخم جگر نہین

آئی ہی ڈھونڈھتی ہوئی اٹکی اونکی سلفن
سچ کہتی ہین کہ جسم مین اونکی کمر نہین

صیاد چھٹتی چھٹتی چھٹینگی وہ راتین
کے دن ابھی ہوے کہ گھر بال و پر نہین

وہ محوِ خوابِ ناز ہین نکلا ہی آفتاب
دکھلا رہا ہے آئنہ گردون سحر نہین

اچھا نہ آئے تھے تو سمجھتے ہی میری قدر
کیا آپ مین ہی آنیکو اذن کمر نہین

نازک رگین تڑپ رہی ہین برق کیطرح
تعویذ کا تو آپکے بازو پہ اثر نہین

سچ ہی کہ سب ہین صاحب جنازہ کے دم تلک
گر دل نہین تو جان نہین ہی جگر نہین

کچھ ایسا پڑ گیا ہے محبت مین تفرقہ
دلکی ہمین تو دلکو ہماری خبر نہین

کچھ حسن اتفاق سے یون لگ گئی ہی آنکھ
آئینہ منھ پہ منھ کو لیے ہے خبر نہین

سنکر صدا گدا کی نہ رکھ ہاتھ کان پر
سو در کھلے ہین باز اگر ایک در نہین

زلفین دبائے آئی ہین کیون اتنی دور سے
گر دشمنون کو آپکے درد کمر نہین

سوز و گداز شمع مین گرچہ ہی ہو اثر
کافور کا بھی خلق مین ٹھنڈا جگر نہین

تھمتی نہین نظر رخ تابان پہ ہے حضور
پارہ نہین ہے برق نہین ہی شرر نہین

وہ ابرو کسیکی سامنی ہی سر سرمہ سا نگاہین
ہیکل کا ہے یہ بوجھ کہ اونچی نظر نہین

اینٹھی ہین ہاتھ پاؤن تشنج کا حال ہی
تعویذ کا جو آپ کے بازو پہ سر نہین

کیون نیم باز رہگئی ہین خواب ناز مین
آنکھون مین میری نیند کا بھی گر گذر نہین

آئینہ لیکے ہاتھ مین گہتے تھے ہنسکی بیل
اس نازنین پہ چشمۂ داؤد کی نظر نہین

آنکھین اٹھ لگئی ہین جوانی کے نشہ مین
اے شرم یہ سبب ہے کہ نیچی نظر نہین

اعضا پہ چلے جب کہ کھنچگئے تو بولا مین نزع مین
جاتے ہو تم کہان ابھی میرا سفر نہین

کیون حلقین پڑ گئی ہین دو چشمون آپکے
مل دل کسیکے دست نگہ کی اگر نہین

دوڑی ہی تیر سا ادھر ادھر چلی ہین دیدہ
سچ ہے کہ دل لگی آہ مین کیونکر اثر نہین

کیون اسکی روشنی مین نکلی بدن سے دم
اتنی ہی گر چمک نہین درد جگر نہین

[illegible] چتا کو اڑائی بہت
یہ شمع کے ہین اوٹ پتنگونکے پر نہین

ہیرے دلون سے چپکتی ہو کیون اوتار کے
ہیکل کی تختیان ہین یہ لخت جگر نہین

ٹکسین پڑی ہوئی ہین دوپٹہ مین کیون وہان
کھنچتی ہوئی رگونمین مری گر اثر نہین

آئینہ مین عکس ہی اک چشم صاف مین
حیران بیٹھی ہین کہ کدھر ہین کدہر نہین

اپنی جہبرکا کو دلکی غریبی کو دیکھئے
دعوہ پہر اوسپہ کہ مین بیداد گر نہین

ایڑی کی تیغ لاتی ہین چلنی مین کس لیئ
گر ہونمین آنچلونکی جو لخت جگر نہین

تربت پہ بھی سکوت شب وصل یاد ہے
اب تم پکارتے ہو ہمین کچھ خبر نہین

آئینہ لیکے ہاتھ مین غیرونپہ طعن ہے
خودگر بڑی جو حسن پہ اوسکی خبر نہین

نازک جو تھے قلم کے اشارے مین کھنچ گئے
تصویر کا تو نام ہے اپنی خبر نہین

لڑ بھڑ کے کس سے سوئی ہین کس سے بگاڑ ہی
کون اونکی لے رہا ہے بلائین خبر نہین

مجھ بگڑے دل کی ہو تم پرچے ہین نام ہے
بن ٹھن کے لٹنے کی کسیکو خبر نہین

دل اسکے جھوٹ موٹ کا نالے جو سوتے ہین — یون مسکرا رہے ہین کہ جیسے خبر نہین

ایسے بھی لب ہین کہ سنین شمع اور آہ رات — کچھ دل پہ بار تا ہے کہ اونکو خبر نہین

## غزل

کٹنا شب فراق کا ماہ محال ہے
کچھ کیفیت چاندنی نے کیا ہی سحر نہین

شعر ۲۵

غضب ہے سبزۂ رخ کہ کی اوسکو مٹاتے ہین — نگاہون کی جو پڑتے ہین نشان کچھ پائے جاتے ہین

کوئی اونسے کہی جو ساتھ ہر دفن ہوتے ہین — مبارک ہو زمین عشق ہی عاشق سماتے ہین

عبث کیون دوستو مجھ پر بار احسان دہاتے ہین — جو خود اوٹھی جہان اوسکا لاشہ کیون اوٹھاتے ہین

ہزارون حسن آپ اوسکی جامے مین سماتے ہین — اوسی بالیدگی ہی آئینہ مین بال آتے ہین

نہین حاجت اونہین کچھ شمع کی جو دل جلاتے ہین — خود اپنی روشنی مین تا عدم پروانے جاتے ہین

نزاکت اون لبون کی کیا مصور آزماتے ہین — قلم کے اک اشارے مین جو کاغذ تک کھینچ آتے ہین

بشریت کو بھی تا دسترس اپنی ستاتے ہین — بگڑ جاتی ہی جب صورت تب آئینہ دکھاتے ہین

وفا پروانونکی دیکھو عجب کب لپٹے جاتے ہین
سیاہی صبح والی شمع کے منھ کی چھڑاتے ہین

دہن مین وہ زبان دیتی ہی جب یہ پاس آتے ہین
نکھارے کیا پتنگے شمع سی باتین بناتے ہین

قیامت ہے غضب ہے بیٹھے آنچل سے مٹاتے ہین
نشان آئینہ مین کس کے نفس کے پائے جاتے ہین

رہین آباد و شادان جسم جو شمعون پہ کھاتے ہین
وہی ٹھنڈا ابھی کرتی ہین آخر جو جلاتے ہین

نہین معلوم جلنی مین وفا کیسی دکھاتے ہین
زبان شمع پر کچھ نام پروانونکی آتے ہین

جلانیوالے تو تجھ ہی سے ذکر اونکا جانیدو
دل اونکی موم کب ہین شمع روشن جو بجھاتے ہین

نزاکت اونکی کام آتی ہی میرے مثل آئینہ
ذرا سی جنبش ہوتی ہی وہ دل مین در آتے ہین

نگاہونکو بچا کر شمع بھی لے لیتی ہی بوسہ
پتنگے جلنے مین کچھ یہ سے یون منھ کو ملاتے ہین

ہماری اضطراب دل کی حالت یہ پہونچی ہی کہ
نہین جمتی ہزار ابھی قدم آنسو جماتے ہین

رگین کیونکر نہ مثل موئے آئینہ مری وحشت
کہ جو ہر سیکڑون ٹوٹے ہوئے نشتر دکھاتے ہین

مثال عکس آئینہ تمہاری ساتھ ہم بھی ہین
چلو تم جاتے ہو گھر سے ہم بھی نکلی جاتے ہین

ہماری ناتوانی کام آتی ہی تو منزل مین
غبارِ رفتہ اوٹھا اوٹھا کے ہمکو قدم اپنی اوٹھاتے ہین

نزاکت سے جو غنچہ کیون نقاہت مین شرارے ہین
نسیم صبح کی جھونکے مرے کاوے اوڑاتے ہین

ذرا آنسو جو مژگان سے ٹپکتے ہین کہ تسکین ہووے
شرر کو جب جگر کے گنج سے لیکر اوڑاتے ہین

قیامت کی جب آنکھین نظر آتی ہی دیوانو کو
زمین سے چلنے مین کھنچا ہوا آہن اوٹھاتے ہین

گلہ ہو آپ کی بیرخی کا خنجر مین کیونکر
ہماری ہاتھ پاون جب تمہین آکے اٹھاتے ہین

پتنگے صدا دیتے ہین اشکِ شمع کافوری
جلین دل اونکے جو عشق کا کم بجھاتے ہین

## غزل ۱۶

سلیقہ مثل ماہی بات کرنیکا نہین جنکو
مثالِ عکس آئینہ وہ خالی لب ہلاتے ہین

شعر

یہ حباب آکے سرِ آب خبر دیتے ہین
دم جو لیتی ہی زبانین وہ سبب دیتے ہین

سچ سہتے ہین خوشی سے دنی خلق مین زر دیتے ہین
چوٹ جب کھاتی ہین تیغ ستمگر دیتے ہین

شمع کہتی ہی کہ پروانونکا احسان کیا ہے
جان لیتے ہین تو ہم خود بھی تو سر دیتے ہین

اونکو گلہای سپر جانکی منظور کرو
ہات پر رکھکے تمہین نذر جو سر دیتے ہین

ہین بخیلان جہان بہی کوئی غنچہ شاید
ٹکڑے دل ہوتے ہین مٹھی سے جو زر دیتے ہین

زخم کیطرح کبھی ہنس کے کبھی رو دہو کر
ہم خوشی آپکی ہر طرح سے کر دیتے ہین

وہ سلامت رہین یارب کہ اگر کیصورت
دفن جو مجکو مری خاک مین کر دیتے ہین

کوئی تو نکتہ ہے جانباز یو تمہین خامونکی
لوگ لکھ لیتے ہین جسوقت یہ سر دیتے ہین

غزل ۶۲

شورش شکوہ نکاہین کیونکر سنون آماہر
کچھ خبر دلکی مجھے دیرہ تر دیتے ہین

شعر ۲۸

ہم اون گلون کا قفس مین خیال کرتے ہین
ہوائی ترم سی جو منھ کو لال کرتے ہین

قدم کے نقش سے کیون اپنا حال کرتے ہین
وہ ترتبین بہی تو ہین پائمال کرتے ہین

چھری کو روک کے بیجا ملال کرتے ہین
یہ عنی ذبح کے ہین یون حلال کرتے ہین

اونہین کے عشق مین ہم انتقال کرتے ہین
ہٹا ہٹا کے جو زلفین جلال کرتے ہین

خوش ہون وہ کہ جو دیدِ ہلال کرتے ہین
فلک سیکو چھُری سے حلال کرتے ہین

ہر اک سی رنج ہر اک سی ملال کرتے ہین
وہ اپنی شان کا کچھ بھی خیال کرتے ہین

عدم نہ منہہ کو کھو تو ملال کرتے ہین
کہانکی بات کہانکا خیال کرتے ہین

لباس خون کی چھینٹون سی لال کرتے ہین
حلال کر نہین آتا حلال کرتے ہین

کسی طرح تو سی بی سخن ہون وہ مشہور
زبان پان ہی کھا کھا کے لال کرتے ہین

اب آفتاب بھی پانی مین کیون نہ ڈوب مرے
وہ آج آئنہ مین دیکھ بھال کرتے ہین

بلائین لیتی ہی بار زلف چہرے کی
کچھ اس ادا سے وہ مجکو حلال کرتے ہین

کوی ڈرے ہوی لو گو نسی کہدنے ذبح کے وقت
یہی جھجکتے سے تو پھر کیون حلال کرتے ہین

قفس کی خیر منا مثلِ غنچہ اے صیاد
اسیر صحن چمن کا خیال کرتے ہین

کیسی لوگ ہین یا رب فرشتگانِ لحد
کہ جانکر ہمین بیجان سوال کرتے ہین

زبان نکی ہزارون دعائین دیتا ہے
کچھ اس ادا سے وہ دل پائمال کرتے ہین

ہماری قبر مین منھ کا بھی پھیرنا تھا ضرور
جہانمین یون ہی کسیکو حلال کرتے ہین

فرشتگان لحد چھیڑنے سے کیا حاصل
جوابدہ ہمین ہم بھی سوال کرتے ہین

کشیدہ کون ہو تیر افگنان عالم سی
کھنچی کمانکی یہ گوشمال کرتے ہین

خیال خاطر نازک تھا عفو ہو تقصیر
جگر کو تھام ہی اب عرض حال کرتے ہین

مژہ کی ہاتھ ہی کہتی ہین اوٹھکے اوسکی طرف
فقیر اوسکے وہی آسے سوال کرتے ہین

وہ لوگ ہی ہین جو ہین دور چشم کے کشتہ
چھری سی ہمکو تو ڈورے حلال کرتے ہین

کسے نہ تم نظر آئے پناہ موسی سے
کہ دیکھکر ارنی کا سوال کرتے ہین

جو شامت آتی ہی پھولونکی اونکی ہاتھون
وہی ہمارے کلیجے کا حال کرتے ہین

عوض جواب کے دیتے ہی تجکو بنتا ہے
ترے فقیر غضب کا سوال کرتے ہین

ہوئی ہی باغ کی پھولون سے جب کچھ چشمک
وہ جاگ جاگ کی آنکھونکو لال کرتے ہین

نہ جا صدائے فقیران آسیا خو پر
یہ جتنا سیر ہو اتنا سوال کرتے ہین

جناب عیسی عمران پناه دیدہ سے | آپکی دید کا حضرت سوال کرتے ہین

غزل ۶۴ | اونہین کے عشق مین ماہر کی جان جاتی ہے<br>بچے ہوئے جو لہو سی حلال کرتے ہین | شعر ۴۴

جرّاح دردِ زخم سے روُون خو یہ نہین | دل مین رہا ہے بخیہ تارِ رفو نہین

اب کیون ترک گدا کا سفر مشکل ہو نہین | حسرت نہین مراد نہین آرزو نہین

اب کیا کہون کسی سی کوئی آرزو نہین | حسرت ٹپک رہی ہی جگر کا لہو نہین

ناقدر دردِ غم کے نمونے سے شاد ہین | مین یہ تڑپ رہا ہون کہ دل کیون لہو نہین

یون جبس دم کئے ہین قفس مین اسیرِ باغ | شاخون مین پھول اک نہین گلون مین بو نہین

پروانون کو جلا کے دکھا شمع کا نہ دل | اب بھی کہو سفید جان کا لہو نہین

سینہ پہ ہاتھ رکھکے کبھی پڑھ دو فاتحہ | میت ہے یہ بھی ایک مری آرزو نہین

دھبا لگا یا آپ مین کس احتیاط پر | اتنا بھی ہو نہ شوخ تو دل کا لہو نہین

آرام پاکے کہتے ہین دل سی مری وہ یہ
ناحق گلہ تھا ہمین بُری کوئی خو نہین

مستون بغیر بزم مین کیا دل لگی مرا
شیشہ نہین ہی جام نہین ہی سبو نہین

رُوٹھی جو دل مرا تو کوئی اوسنی یہ کہے
پھر کیون خفا کرو جو منانیکی خو نہین

کہتے ہین رنگ اوڑا کے حنائی کسیکے ہاتھ
جو چلّو ون نہ روز گھٹے وہ لہو نہین

ذرہ ہے میری خاک کا دامن پہ جا پڑی
ای دوست میری اور کوئی آرزو نہین

شاید کہ مر گیا دلِ نالان مرا کہین
چپ چپ سی شہر مین ہے وہ غل و بگو نہین

مجھ تک تو عادتین تہین جگانیکی رات بھر
سونے نہ دی اونہین یہ مرے دلکی خو نہین

پرتو پڑا ہے دلکی چمک کا مرے ضرور
بجلی مین بے سبب یہ تڑپنے کی خو نہین

کمسن ہین گیسو نہ چال مین اولجھین تو کیا کرین
گرنیکی عادتین ہین سنبھلنی کی خو نہین

اب کس امید پر مجھے ناوک لگائین وہ
رنگت پکارتی ہی کہ دل مین لہو نہین

کہتی ہے دل مین ڈال کے روزن مرادِ دل
اس در کی جو فقیر نہین آرزو نہین

دہار ونکا زور دیکھکے ناوک لگائی
اولٹی پھرین نہ تیر تو دل کا لہو نہین

کہتا ہون تمکو دیکھکے حسرت زدونکو مین
سُن رکھیں سب کہ مجکو کوئی آرزو نہین

دم ہو خفا تو ہجر مین دل ہی نہ تنگ ہو
معشوق کب ہے جسمین بگڑنیکی خو نہین

کیون مست خونِ دلکو نہ سمجھین شراب سُرخ
مَی کی نہ چھینٹ ہو تو لہو بھی لہو نہین

کہتا ہے دل جلاکے مرے درد کا مزا
وہ دل نہین کباب کی کچھ جسمین بو نہین

دل بی بساط ہو تو ڈرو اور ظلم سے
چُھٹکی سا ہو جو خون وہ لہو کیا لہو نہین

مستونکو کیون نہ درد ہو ٹوٹین جو ایسے دل
ہی کون جسمین شرکتِ خونِ سبو نہین

خنجر کا منہ بھی زنگ کے پردہ مین ہے نہان
دیکھو سمجھکے تم بھی تماشا لہو نہین

دل مین ہی سمجھکے وہ سہتے دین اپنے تیر
غیرونکی آرزو ہی مری آرزو نہین

پیکانمین زنگ پاکے مکدر نہ اتنے ہو
جو خشک ہو گیا وہ لہو کیا لہو نہین

وہ تیر پر لگا رہے ہین تیر اسلیئے
کہتا ہے جوشِ خون کہ ابھی دل لہو نہین

دنیا مین اتنی عمر پہ ہی ای شفق یہ حال
مین بھی تو ایک ہون کہ مرا دل لہو نہین

گر درد زخم دل کا سنو گے تو ہو گا کیا
چھوٹی سی منھ کی بات بڑی گفتگو نہین

ظلم ہوا گلون پہ ہی بلبل اسیر ہے
کیا ہو رہا ہے اب خبر رنگ و بو نہین

تولید خون نکی مردہ دلی ہین عبث ہے فکر
جو دلکی جان تہا وہ لہو اب لہو نہین

ایسے غریب دل کو نہ چھاتی سی کیون لگاؤن
خصلت یہ نہین ضد و نکی مچلنی کی خو نہین

جلاد روئینگے دل زخمی کے حال پر
باتن شکست بخیہ تار رفو نہین

زخمی دل سیے ہوئے لب کی صدا سنین
ٹانکو نکا ٹوٹنا ہے مری گفتگو نہین

جلاد سب جلتے خون کا ادنی یہ حال ہی
بجلی زمین پہ لوٹ رہی ہے لہو نہین

برعکس یون سے عکس کے الٹی ہین کیا نصیب
آئینہ اونکے آگے ہے پھر رو برو نہین

تفریح اوس سے ہو یہ روائے جہان کو
غنچے کے دل مین بہی مری حسرت کی بو نہین

رنگت تو کہہ رہی ہی مرا طور ہی برا
ہمت پکارتی ہی ابھی دل لہو نہین

| | |
|---|---|
| اتنا تو کھوئے دل کا نشان مجکو یاد ہی | عشق کی ہی عادتین ہین تڑپنے کی خو نہین |
| یہ کیا کہ میرے پاس تھین سو دلین حسرتین | اب اونکی پاس ہے تو کوئی آرزو نہین |

| | | |
|---|---|---|
| غزل ۶۴ | گل دیکھی کیون خموش ہو ماہر یہ شمع بزم<br>پھن جائے منھ کی بات تو کچھ گفتگو نہین | شعر ۳۴ |

مجھے اس شرط سی دی ہی جگہ گردون نے گلشن مین

گرے بجلی تڑپکر گر ہلے تنکا نشیمن مین

رگ جان مین سوز غم نہ کیونکر ہو مرے تن مین

گل آتش ہو وہ بھی خس جو ہو شعلہ کے دامن مین

نصیب طبع کی تاثیر یون ہے شعر کے فن مین

عوض شیر دہنکے جیسے بو رہے شیر دہنکے مسکن مین

قدم ڈالے نکیون دل ہر طریق صاحب فن مین

اسد جاتے ہین ہیشہ کی طرح غیرون کے مسکن مین

کوئی دم دے رہی ہے تیغ دستِ تُرک پرفن مین

رگون کو اپنی کچھ بھڑکا ہوا پاتا ہون گردن مین

کوئی تو پوچھ دے باغبان سے مجھکو گلشن مین

وہ کھٹکے آنکھ مین کیونکر جو تنکے تھے نشیمن مین

معاذ اللہ کیسی منتین بانکی لڑکپن مین

غضب ہو جائے نیچا سر ہو پہنین طوق گردن مین

پھر آمد غم کی ہے دلین آلہی خیر امیدونکی

اسد مایوس ہو کر صید سے آتا ہے مسکن مین

بندھین باندھی کسیکی اہلِ وحشت غیر ممکن ہے

ہوا کیا گر پڑی زنجیر رشتہ پائے سوزن مین

ترس کھا ہمصفیرون پر بھی جو ساتھ آئے ہین
مین جس مٹھی مین ہون گلچین چھپا لے اوسکو دامن مین
ہوا کے دم سے اتنا بھی اگر ہے تو غنیمت ہے
مرے بدلے مرے پر آتے جاتے ہین نشیمن مین
اگر ہے طالبِ قطعِ سفر رہبر کے پیچھے آ
اولجھکر رہگیا رشتہ بڑھا جب راہِ سوزن مین
کسیکا رازِ افشا کر نہ اپنی بیحجابی سے
کہ عریانی پہ عادت پردہ پوشی کی ہے سوزن مین
خبر اونکو نہین باتون مین یون بیٹھے ہین تربت پر
بلائین سر سے پا تک لے رہا ہے کوئی مدفن مین
یہی تو ہین ادائین قتل کرتے ہین جو محفل کو

کہ خود بیٹھے ہین اور تصویر پوشیدہ ہے دامن مین

زبان سے کام کم لے گر بقائے دم کا خواہان ہے

کہ عمر رشتہ گھٹتی جاتی ہے رفتار سوزن مین

سمجھکر مال اپنا لیگئین اشکونکو بھی نظرمین

وہ رزق برق تھا دانہ جو کچھ تھا میرے خرمن مین

کبھی اونکی لحد کی سمت بھی ہو کر نکلجاؤ

نگاہین جنکی جالا بنگئی ہین چشم روزن مین

کبھی گرتے ہین جب دشمن تو مین سنکر یہ کہتا ہون

انیلی چال چلتے ہین اولجھ جاتے ہین دامن مین

مری اک قید نے حالت یہ کی ہے ہمصفیرون کی

بھرا ہے خانہ صیاد سناٹا ہے گلشن مین

تعجب کیا جو پھالے کی طرح دل بھی نکل آئے

لیئے بیٹھے ہین وہ مٹھی چھپائے ہین جو دامن مین

نظر مین کیون نہ اونکی نشہ آتا اونکی آنکھون کا

گرے مستون کے ہاتھون ہی ہی گر پڑتی ہی دامن مین

عجب کیا اس بلانے سے چلا آئے اگر قاتل

اشارون کی ہے صورت جنبش رگہائے گردن مین

بدی غیرون کے آگے ہو رہی ہے کب سے تربت پر

ہمین دیکھو کہ ہم چپکے پڑے سنتے ہین مدفن مین

رہے قطرہ نہ باقی ہان دم شوق شہادت ہان

بدن بھر کا لہو کھچتا چلا آتا ہے گردن مین

دوبارہ ہون نکیونکر قتل یہ کہکر جو وہ رودین

بدن پر سر نہین ہم ہاتھ ڈالین کسکی گردن مین

جدائی انہین بہی کیا تیغ سے ہونے کو ہے قاتل
گلے ملتی ہین آپس مین رگین جتنی ہین گردن مین

اب اس سے بڑہ کے کیا شوق شہادت ہوگا ای قاتل
رگین کہنچتی ہوئی ساری سمٹ آئی ہین گردن مین

فلک کے دور مین انسان رہے ثابت قدم کیونکر
دم گردش تو پتھر بھی نہین تہمتا فلاخن مین

خبر پائی ہے شاید قتل کی اے بیخودی کوئی
بدن سے خون جو دوڑا ہوا آتا ہے گردن مین

اوتر کر زلف نے اوسکی جگہ روکی ہے شانہ پر
کبہی مین نے جو بانہین ڈالدی تہین اونکی گردن مین

محبت مین بھی اونکے قتل کا ہے اک نہ اک مطلب

جھکا کر سر دیا مین نے تو ڈالا ہاتھ گردن مین

کوئی اس سن کو تو دیکھے عوض مین کچھ چڑھانیکے

لحد کے پھول بھی چنکر لیئے جاتے ہین دامن مین

| غزل | بشر ہو کر فلک کی گردشین ماہر سہے کیونکر<br>کہ چکر آتا ہے پتھر بھی جب آتا ہے فلاخن مین | شعر ۱۶ |
|---|---|---|

کہ صفت اضطراب مین ہون جہان ہون اک انقلاب مین ہون

میان خشکی بھی آب مین ہون مین آبرو سے عذاب مین ہون

نکیون مین ساکت حساب مین ہون تری ہی داد و داب مین ہون

خموش بس اس حجاب مین ہون مین آور گویا جواب مین ہون

بے سدہ اوٹھکر عذاب مین ہون محاسبے کے خطاب مین ہون

مین خاک گویا جواب مین ہون کہ اونکے سن کے حساب مین ہون

مگر مین سبزہ خطاب مین ہون کہ رہرو وُنکے سذاب مین ہون

کہون تو کیا کس حساب مین ہون زمانہ رو تکے مین خواب مین ہون

لحد عجب اضطراب مین ہون صدمے آ اونکی عذاب مین ہون

مین اپنی فکرِ عقاب مین ہون وہ جانتی ہین کہ خواب مین ہون

گناہ پر بھی ثواب مین ہون خموش رحمت کے باب مین ہون

کفن کے اس پیچ وتاب مین ہون مین سحاب اور حجاب مین ہون

ہمیشہ آباد ساقیا تو نہ کیون ہو مینا کی طرح اچھو

اودھر ہون تا حلق اپنی ملوا ادِھر گلے تک شراب مین ہون

برنگِ بوُئے چمن جو کھویا مین بیٹھ کر دلکو خوب رو یا

ہوا بس آتش مین کوئی گویا کسیکے رُخ یا گلاب مین ہون

نکیون لگی آگ جسم و جان مین سوز کہتا ہے استخوان مین

کبھی ہو نمین بغضِ عاشقان مین کبھی مین سیخِ کباب مین ہون

نہ ڈھونڈے مجھسا بھی کوئی بیکل کہ سارے دریا مین اک ہی ہلچل

اوبھر رہی ہے زمین سے ریتی غضب کے مین اضطراب مین ہون

بیان ہو کیا حال قلبِ مضطر پھڑک رہا ہے اوٹھا اوٹھا کر

جہان مین تھیلے نہ درد کیونکر شبِ فراق اضطراب مین ہون

سفر مین کیا جی یوہین مین ہارا کیا تھا شعلو نے کچھ اشارا

مین دستگیر و نکو یون پکارا چلو چلو مین عذاب مین ہون

لحد کے دکھ تو فلک نے ڈالے نہ منہ سے پر یہ سخن نکالے

چلین نہ اسطرح چلنے والے قدم کے نیچے مین خواب مین ہون

اثر دکھائے جو قلبِ مضطر تو سر پھری صورتِ مقدّر

نکیون ہون غلطان مثالِ گوہر غرق خود اپنے آب مین ہون

سُنادے حکم ای حساب والے سقر مین جائین عذاب والے

جواب دینگے جواب والے کریم مین کس حساب مین ہون

| | | |
|---|---|---|
| غزل ۶۶ | نہ خوش ہون ماہر ستا کے دشمن جو ہون مین گردش سے خشت آہن<br>زمانہ بھی تو ہے فلاخن جو دم کو ہین انقلاب مین ہون | شعر ۶۹ |

صاحب بساط قدر سی خالی کہین نہین
تکیہ وہ کونسا ہے جو مسند نشین نہین

ہی دُور کون دست دو جو میرے قرین نہین
سینہ مین ہی وہ دل جو کم از دوربین نہین

احسان نہ لے تو مثل ترا بھی کہین نہین
اکسیر ہے وہ خاک جو دامن نشین نہین

کس سے ہی نامِ عشق کوئی نازنین نہین
مجنون تو ہین بھی لیلی محمل نشین نہین

ای چرخ کا ملو نکی جگہ کیون کہین نہین
تکیہ سے بھی یہ کم ہین جو مسند نشین نہین

کیا آنکھ مڑ کے دیکھتی ہی کیا کہین نہین
دنبالہ سرمہ کا ہی کوئی دوربین نہین

مٹ جائے شکلِ حزن تو جانو حزیں نہیں
تقدیر کا لکھا ہی چھپے جب جبیں نہیں

عاشق تو نکلی شکل تو خود نازنیں نہیں
عکس انکا جسکے رخ سے نہیں نا وہ حسیں نہیں

پینے میں مجھ سے سب کو یہ کیوں ہی نہیں نہیں
شیشوں کا ہی یہ خون مئے آتشیں نہیں

کیونکر مکاں ہی عشق زیب مکیں نہیں
بجس میں پہن ہے صرف جو کرسی نشیں نہیں

نے روئے کیوں نہ روئے کہ مجھسا حزیں نہیں
آنکھو نیہ آستیں ہے چھپیں جبیں نہیں

بچ سے پناہ سہر خلوں سے کہیں نہیں
یہ آب زیر کاہ ہیں حسن حسیں نہیں

کیا اہلِ نام چھپیں ہیں اپنے گھروں میں سو نہیں
جب آشنا زمیں سے پشت نگیں نہیں

ہو لامکاں تو اہلِ فنا سے کرو نہ ناز
گر تم کہیں نہیں ہو تو یہ بھی کہیں نہیں

جامہ میں یار کے ہیں جو زہرِ جنوں سے ہیں
انکی ہے کے تن کا پوست یہ ہے آستیں نہیں

گر ہو نہ صنف ذات تو شہرت سے کیا حصول
اک نام ہے چراغِ مکاں نگیں نہیں

سے کے غیر قتاں یہ کیوں نازنیں خفا
شاید لیا ہو خواب میں مجکو نہیں نہیں

نامی جہان مین گر ہے تو کسب حیا ہی کر
گر آنکھ ہی مین آب نہین تو نگین نہین

مین اک فشارِ قبر کا شکوہ کرون تو کیا
دنیا مین کسکی خون کی پیاسی زمین نہین

زورِ جنون مین قیدِ جامہ ہو نہین کیا
ہاتھون کی ہتکڑی شکنِ آستین نہین

ہے صاحبِ وقار تو کر ترک بانکپن
گر کج کلاہیان ہون تو حسنِ نگین نہین

کبتک چھپے رہوگے دکھا ہی چکو جمال
کیا خوب سب تو سامنے ہین اک تمہین نہین

کر صاحبِ وقار پہ تہمت نہ طنز کی
چشمک زنی پہ میلِ مزاجِ نگین نہین

طبعِ نفیس مائلِ مالِ جہان ہو کیا
فاسد غذا صدف کی ہی درِ ثمین نہین

ای چرخ خانہ زادون کی اور اتنی آبرو
قابل صدف کے گوش کے درِ ثمین نہین

تکرارِ نفیِ وصل مین اتنا رہے خیال
اقرار ہو نجائے تمہاری نہین نہین

پرتو دکھا دیا تو سراپا دکھا چکے
اب تم مری نگاہ مین پردہ نشین نہین

کھو جاتی ہو تم آنکھون ہی آنکھون مین کسطرح
آنسو نہین ہو سرمۂ چشمِ حسین نہین

جلتی زمین پہ کیا مرے وادیکی آئی وہ
ہین موم خام شمعِ غزالانِ چین نہین

ہون آتشین لباس گُل شمع کی طرح
شعلہ نہین اگر تو مری آستین نہین

ہون عکس آئنہ تو نہ کھلواؤ منھ مرا
گر مین حسین نہین ہون تو تم بھی حسین نہین

ہے غرقِ مالدار کا باعث بہا نمین مال
کشتی صدف کی کون ہے جو تہ نشین نہین

اولٹی نہ باتین ہون جو زمانیکی طرح سب
ہان سی بھلی لگے نہ تمہاری نہین نہین

ایسا بُرا ہو نہین کہ ہی جیمین جسکا عکس
صورت نما مرے ہے نہین تو خود حسین نہین

کہتی ہی ہر کلی کی قبا چاک کرکے بُو
جسمین نہ دستِ غیب ہو وہ آستین نہین

پروانی پوچھتی ہین اشارونمین کچھ جو بات
کہتی ہے شمع سر کو ہلا کر نہین نہین

نامی ہی انتظار اجل مین مرینگے کیون
پتھرائی جسکی آنکھ نہین وہ نگین نہین

ای ضعف دردِ ہجر مین رونیسی کام ہی
ابرو تو آنکھ پر ہی اگر آستین نہین

ڈھونڈھ آیا ہر طرف دلِ بیتاب بھی مرا
ای دوست تیرے درد کا درمان کہین نہین

پروانوں کو قریں نظر آتا ہی کیوں عدم ‏ شعلہ جو شمع کا صفتِ دور بیں نہیں

یوں گر نہ آئے دیکھلے ارمانوں ہی کو آؤ ‏ یہ کیا یہ سب تو دلمیں بسی ہیں تمہیں نہیں

لاکھوں ہی حسرتیں ہیں تمنائیں سیکڑوں ‏ بستی جو ہے یہ سیر دلمیں بسی ہی کہیں نہیں

دیکھو خرامِ ناز سے دبتا ہی دل مرا ‏ پھر یہ کہوگے ہمسا کوئی نازنیں نہیں

رسوائے خلق ہی ہوے منہ پر بھی آئی بات ‏ وصلت میں اور کیجیے مجھسی نہیں نہیں

کھوئی ہی خلق آپ کا پتا کسطرح ملے ‏ گر تم کہیں نہیں ہو تو کوئی کہیں نہیں

نامی جہاں کی دور میں محتاج کیوں نہوں ‏ دیکھے ہر اک کا ہاتھ نہ جو وہ نگیں نہیں

پرتو سے شکل دیکھنے والوں نے دیکھ لی ‏ سمجھے تھے تم کہ یہاں کوئی باریک بیں نہیں

بیہوش لوگ دلکی نگہ سی ہوں کیا نہاں ‏ یوں چھپکے آج بیٹھے ہیں چھپی کہیں نہیں

ظاہر کے خاکسار و ہمیں عیب ہیں بھی ضرور ‏ پانی مرے نہ جسمیں وہ کوئی زمیں نہیں

آنسو یہ پونچھینگے کاہکشاں ہی شبِ فراق ‏ عریاں تنوں کی آنکھ پہ گر آستیں نہیں

سایہ بھی ہو نہ پاس تو کس کا کرون گلہ
ہین اپنا آپ ہجر کی شب ہمنشین نہین

جو جا ہو اپنی منھ سی کہو مین نمانونگا
ہر جا ہو میتر جان تو کیونکر کہین نہین

آوارگی کے لطف کو سو رنج سے پوچھیے
لاکھون بنا گھر مگر اک ہین مکین نہین

پھر پھرکے میری نیند کو ڈھونڈہین پتلیان
گر آنکھ ہین یہین تو جہان مین کہین نہین

جادو سے یہ بھی دیکھنے والے سمجھ گئے
ظاہر کے سب حجاب ہین پردہ نشین نہین

اولٹی ہوئی آنکھ ہی نیچی تو کیا کرین
بیکار کی ہی بات کہ وہ شرمگین نہین

کی تھی نہ پیسکے قدر تو یہ کیا ضرور تھا
یون کھودیا کہ دل کا ٹھکانا کہین نہین

کہتے ہین جاگے آنکھ کے پردے پڑے ہوئے
یہ آنکھ وہ ہے اسپہ بھی جو شرمگین نہین

اولٹو نقاب منھ سی دکھا بھی چکو جمال
ایسا نہو کہ لوگ کہین تم حسین نہین

آنکھون کی آگے لاؤ تو دیکھو جہان کا حال
دنبالہ سرمے کا بھی کم از دوربین نہین

تھا جا بجا آنکھون کھو کھٹکین میری ہائے لوگ
ای نیند تیری جسے وہ پی کہین نہین

تو ہمین کہین چہپی بیٹہی ہو میری جان
یہ بہی کہین ہوا ہے کہ ہوا اور کہین نہین

کر خاک نفس کو تو ہو عاشق تری ہی خلق
جسپر مرین سب کے ئی ایسی زمین نہین

صاحب ہنر ہو نہین تو سے قدم لگا ہی نام
حسن خرام کلک سے نقش نگین نہین

کیا چلتے پہرتے لوگونکا شکوہ ہو ای فراق
بیٹہا ہوا جو دل تہا وہی ہمنشین نہین

ای بیخودی کر اپنے کا آج کیا سبب
سینے مین دیکہو درد تو ہے پر کہین نہین

ای کہوئے دل یہ سینے مین کیا ہو رہا ہے اب
کیا چیز کسکو ڈہونڈہتی ہین کیا کہین نہین

بیمار پڑکے لوگ تو اوٹہ بہی کہڑے ہوئے
اللہ میری درد کا درمان کہین نہین

| غزل ۱۶۷ | بیٹہو گے لاکہ ہٹ کے جو تم مہر سی ہو گا کیا<br>مژگان پہ آکی اشک کم از دوربین نہین | شعر ۱۱ |
|---|---|---|

## ردیف الواو

رلوا دیا ملائک عرش آلہ کو
کیا دل دوکہا نہین یہ طلوا ہی آہ کو

عمرِ روان سی دُور رکھ ای دل گناہ کو
ہے قہر قرب کوہ جہازِ تباہ کو

اشکون سی کچھ سکون ہے مجھ پُر گناہ کو
تھا بنا ہے لنگرون نے جہازِ تباہ کو

کہتی تہی چھڑکی آہ یہ عرشِ آلہ کو
دیکھین ملک بہی آج مری دستگاہ کو

دیکھا فلک کو توڑکے عرشِ آلہ کو
کیونکر کہو نمین تیرِ ہوائی اب آہ کو

کیون اشک ہون ضرور نہ مجھ پر گناہ کو
لنگر سے روکتے ہین جہازِ تباہ کو

دیکھین بشر جو چشمِ بصیرت سے اکثر را
ہر رگ دکھائے معرفتِ حقکی راہ کو

درویش طبع جو ہین گذرگاہ دہر مین
چلنے مین چھوڑ دیتے ہین وہ شاہراہ کو

ای آہ دلکو پھینک تنِ بےسکون سی تو
لنگر سے کام کیا ہے جہازِ تباہ کو

کیون وہ دلِ ستم نہ دل مضطرب کو ہو
ہے بادبان قہر جہاز تباہ کو

| شعر ۲۴ | ما ہر یہ غفلت کفن و قبر تا بہ کے<br>اب چھوڑ بہی جہانکے سفید و سیاہ کو | غزل ۶۸ |
|---|---|---|

سوزِ غم آہوں سے میرا تیز تر کیونکر نہو
آتشِ سوزاں ہوا سے شعلہ ور کیونکر نہو

اشک سے ہیں بیب مژہ لختِ جگر کیونکر نہو
آب دیں جس نخل کو وہ بارور کیونکر نہو

داغِ غم پیری میں میرا جامہ در کیونکر نہو
چاک دستِ مہر سے جیبِ سحر کیونکر نہو

سخت جانی میں مجھے سوزِ جگر کیونکر نہو
سنگِ خلقت ہوں تو باطن میں شرر کیونکر نہو

شیب میں لو سے ہر داغِ جگر کیونکر نہو
گل چراغِ ماہ ہنگامِ سحر کیونکر نہو

داغِ دل وقتِ جوانی جلوہ گر کیونکر نہو
ضو فشاں ہنگامِ شب نورِ قمر کیونکر نہو

دل سے پایا پھل نہ میں نے گر تو اسکا کیا عجب
جو شجر اک سرو ہو وہ بے ثمر کیونکر نہو

ہے شبِ کوتاہِ وصلت میں گذشتہ کا بیاں
ذکر طولِ شامِ فرقت مختصر کیونکر نہو

عکسِ داغ سینہ سے چمکے نہ کیونکر دل مرا
تابشِ خورشید سے پختہ ثمر کیونکر نہو

اوّل و آخر عدم ہے مبتدا واحد ہوں میں
مبتدا جو ہے وہی میری خبر کیونکر نہو

تن کی تاریکی سے گھبراتی ہے روح فرطِ غم
داغ قندیلِ درِ زخمِ جگر کیونکر نہو

پڑھ چکا ہو جو کتاب قصۂ زلف دراز
پھر مطول وسکی آگے مختصر کیونکر نہو

مجھپہ تنہا کٹ رہی تھین ہجر کی راتین فلک
گرم پہلو کر نیکو داغِ جگر کیونکر نہو

جب کمال اوج سوز آتش فرقت کو ہو
شعلہ سرکش نگاہو نمین قمر کیونکر نہو

ختم کردی عشق جب مجھپر زمانکی انقلاب
دوست دل سا دشمن بیداد گر کیونکر نہو

جب قیامت کا ہو پیدا واسطے تمکو حصول
دشت محشر دامن زخم جگر کیونکر نہو

وار پیہم جب چلاین گردنکی مجھپر زیست مین
پھر مری تیغ اجل آخر سپر کیونکر نہو

خانمان برباد ہو کر مجکو مرنا ہی فلک
میتر بجانب سے زمین دلمین گھر کیونکر نہو

داغ فرقت جا بجا ہین دلسے لپٹے سوز جگر
یاد لطف وصل کا آخر اثر کیونکر نہو

بسمل شمشیر طول شام فرقت ہون فلک
میری نظر و نمین شفق خون سحر کیونکر نہو

جز و آفات سما دیکھی نہ ہون گل کسی کیون
شاق تر مجکو یہ دردِ نیم سر کیونکر نہو

فتح یاب عشق [illegible]
آہ [illegible] کیونکر نہو

| غزل ۶۹ | یاد میں آہوئے چشم یار کی نکلا ہے دم<br>مرگ ما ہم کی خبر وحشت اثر کیونکر نہ ہو | شعر ۱۹ |
|---|---|---|

کہاں تاب کسافت صفائے طبع مصفا کو
کہ دست صاف ساقی سے ہی قے آئی ہے مینا کو

کیا ہے یاد کن مستوں نے ساقی آج صہبا کو
کہ ہنگامۂ شور قلقل ہچکیاں آتی ہیں مینا کو

لگا اتنی تو آگ داغ آتش فرقت سراپا کو
سپند آسا اڑا دوں مجمر دل سے سویدا کو

پلا دوں کیوں نہ آب آبلہ وحشت میں صحرا کو
زبان خشک سمجھا ہوں میں ہر نقش کف پا کو

ملا خلقت سے خوں کی لطف وہ قلب مصفا کو
مئے گلرنگ سے حاصل ہو کیفیت جو مینا کو

بصیرت سے کبھی دیکھے جو مجنوں نے لکی صحرا کو
نہ سمجھے خیمۂ لیلیٰ سے کم داغ سویدا کو

یہی حسرت ہے اے دست جنوں مجھ وحشت پیما کو
مثال گرد بیٹھے دیکھ لوں دامان صحرا کو

طمانچہ موج کا آخر پڑا مونھ پہ حبابوں کے
گرہ میں اور باندھیں منہ پہ لے آب دریا کو

سوئے گلشن جو نظر پڑتی کبھی مستی میں
سمجھتا خوشۂ انگور میں عقد ثریا کو

فلک اوسکی ہین شمعِ بزمِ الفت کا ان ہو پروانہ
کیا ہے سیر فرشِ انجمن جسنی کہ وہ صحرا کو

کمی ہی گریۂ غم کی آنسو نکلین کیون ہو قلت
کہ ساحل کا تو گھٹنا نا بڑھتا دیتا ہے دریا کو

اگر انکا بھی تو طیران چاہے صورتِ مرغ
پر پرواز تیر کا ان اوڑاتی ہے گردِ صحرا کو

پیادہ چلتی اولیلی تو رتبہ اور بڑھ جاتا
سمجھتا آج سجدہ گہ مجنون نقشِ کفِ پا کو

بہن سکین نے وقتِ غرق آ پسر کھینچی
حباب اوٹھے ہین سر پر سب ردائے آبِ دریا کو

نکیونکر سمجھا یہ دامنِ یوسف پکڑ لیتی
گریبان اپنا اکدن چاک کرنا تھا زلیخا کو

ترقی خواہ نورِ حسن اتنی ہی تو ہون عاشق
اندھیرے سے نکلیہ کم تھی تجلی چشمِ موسیٰ کو

تری بیمار کو دم توڑتی گر دیکھ لیتی وہ
مثالِ نبض تڑپین عمر بھر تیری مسیحا کو

تڑپکر ہجر کی راتین کٹین جب قیدِ یوسف مین
ہنسی آئی ہی کیا کیا اپنی رونے پر زلیخا کو

| شعر ۱۴ | کسیکے ناخنِ نازک جو یاد آئے ہین ماہ ہم<br>گرہ ہر اشک کی کھل کر خجل کرتی ہی دریا کو | غزل |
|---|---|---|

اچھا یوہین سہی شبِ فرقت بسر تو ہو — یون رنگ ہو سفید کہ طالع سحر تو ہو

مانندِ شمع خلق مین سودا سر تو ہو — ہر جسم پر رہا نہ رہے تاجِ زر تو ہو

کم ظرف کے آبرو ہو تو خیر اسقدر تو ہو — دریا سی تشنگی گھٹی تو بقدرِ گہر تو ہو

ای چشم اونکی عکس کا پتلی مین گھر تو ہو — پھر دیکھین باہر آنکھ کی تل بھر نظر تو ہو

اشکون سی کچھ نہ اور ہو حفظِ نظر تو ہو — جب گھر لٹی فسانہ کا گھر قفلِ در تو ہو

ای عشق دل مین آرزون کا گذر تو ہو — سچ ہے کسیطرح مرا آباد گھر تو ہو

مرجائی دل جو سینہ مین نالان جگر تو ہو — جب لاش گھر مین ہو تو کوئی نوحہ گر تو ہو

وحشت کا عکس قیس مین پیدا اثر تو ہو — پھر دیکھین آئینہ کی نہ دیوانہ در تو ہو

گردون نے یہ سمجھکے دیئے مجکو اشکِ چشم — لنگر سفینۂ صدفی کا گہر تو ہو

کام آئے دل نہ جنبشِ ابرو مین کسطرح — تلوار جب چلے کوئی سینہ سپر تو ہو

ہین سخت جان قیس سوا آسیا سی کیا — کوئی مرض نہین ہی تو دورانِ سر تو ہو

گر ہمنشین کچھ بھی نہین واقف نہین سہی
آگاہ دردِ دل سی ہماری جگر تو ہو

گویا اگر نہین تو نہون یہ بہی اک ہی بات
سب کچھ سہی بتونکی خدایا کمر تو ہو

دلکی جلا دکھاتی ہی ماہر جمال دوست
ہمسا کوئی سکندرِ آئینہ گر تو ہو

| غزل ۱۷۱ | وله | شعر ۲۰ |
| --- | --- | --- |

تیغ جفای چرخ کا کوئی اثر تو ہو
چھوٹا بھی داغ ہو تو بقدر سپر تو ہو

آئینہ لیکے جاؤن نکیونکر مین سامنے
اونکی کسیطرح سے ادھر کو نظر تو ہو

اب دلمین گڑ گئی ہی مثالِ سنانِ تیر
وہ دن تھے اور آج سی ترچھی نظر تو ہو

باغِ جہان مین اہلِ ہوس ہین بہ رنگِ گل
ہون داغ دل مین پاتہون مٹھی مین زر تو ہو

عنقا صفت کے عشق مین اتنا تو ہو اثر
شیشہ جو ٹھیس کھائے تو دلکو خبر تو ہو

بوی اثر تو کچھ ہو محبت کے رنگ مین
بلبل فغان کرے تو گلون کو خبر تو ہو

کتنا ہی پھیل پھیل گئے یہ دودِ دل مرا
اتنا فلک گھٹے کہ گلِ نیلوفر تو ہو

صیاد ہوش بھی اوڑین گے تو کیا عجب
مجھسا ریاضِ دہر مین نئے بال و پر تو ہو

بلبل کو اسقدر تو ہو صیاد عشقِ گل
چٹکی کلی چمن مین تو دلکو خبر تو ہو

غش آگیا کلیم کو یا دیکھ ہی لیا
کھلجائیگا وہ نور کہین جلوہ گر تو ہو

کٹتی نہین جو یون شبِ فرقت مری فلک
کافورِ زخم اوڑ کے طلوعِ سحر تو ہو

رنگین خیالیان نکرون کیون قید مین
آخر کسی طرح سی قفس مین بسر تو ہو

سب چل بسین گے دل سی بڑھاپے مین حسرتین
نکلیگا قافلہ بھی سر اسی سحر تو ہو

عشاق کو ہو صحبت معراج کیا پسند
پردے کی گر ادھر نہین کوئی ادھر تو ہو

سچ ہی نہ بدلین بزم مین پہلو وہ کسطرح
دنیا کسی طرح سی ادھر کی ادھر تو ہو

جاگا ہوا تھا ہجر کا آتا ہون تھم ذرا
اے حشر قبر مین مری سیدھی کمر تو ہو

یہ بات اور ہی ہے قبولو نہ بزم مین
کچھ دل کے کھوئے جانے سے تم باخبر تو ہو

چھاتی سی اوسکو بھی اسیطرح سی لگاؤن
دلکی طرح کوئی مرا سینہ سپر تو ہو

اوروں سے عرضِ حال کا تو امتناع ہے ای دوست میرے درد کی تجکو خبر تو ہو

غزل ۶۲

ما ہر امیدِ عفوِ گنہہ عشق مین کہان
تر دامن اور ہو گا ذرا چشم تر تو ہو

شعر ۱۳

مسکن کسیکا مثلِ حبابِ رواں نہو
نکلے بدن سے سانس تو گھر کا نشان نہو

یون کہنہ گھر کسیکا میانِ جہان نہو
لو شمع کی ہلے تو ہمارا مکان نہو

طے کرکے راہِ سخت قدم کیون روان نہو
تلوار کیا ہو تیز جو سنگِ فسان نہو

مجھسا نحیف و زار کوئی ناتوان نہو
مین بہی نہ ہل سکون جو کوئی رگ طپان نہو

وہ ناتوان ہون سینہ سے منہہ تک نہ آسکی
لیکر عصا آہ جو نالہ روان نہو

یا بس مزاج سنی تواضع کی رکھہ امید
جان اوسکو خشک چوب جو جہک کر کمان نہو

بحرِ جہان مین ہو نمین ہوئے تہ حباب
گر مین نہون تو گھر کا بہی میرے نشان نہو

کسطرح اشک سینہ سے انکھو مین میری آئین
پستی سی سوے اوج جو پانی روان نہو

خدمت سے باغ دہر مین ہر شے کی ہی بہار | صحرا ہی پھر چمن بھی اگر باغبان نہو
کہتا ہی سر کو کھینچکے میرا غبار دل | یا مین نہون زمین پہ یا آسمان نہو
دی ہی فلک نے باغ مین مجکو جگہ تو یون | تنکا بھی گر ہلے تو مرا آشیان نہو
کینہ سی متہم ہون نہ نکلے جو دل سی بات | سب عیب ہون بشر مین مگر ناتوان نہو

## غزل ۳۳

چلتے ہوے جو قافلے رکتے ہین راہ مین
ماہر سا پا شکستہ پس کاروان نہو

## شعر ۱۳

دل مرا اب نگہ تند کو بر مانیدو | تیر خالی جو گیا دور کرو جانیدو
رنگ الفت جو کوئی چیز نہین جانیدو | اک کلی دل ہی ہی مرجھا تو مرجھانیدو
ذکر بحرین تو ٹتا ہی سنا کر مجھکو | خیر آنکھون سے ہی دو اشک نکلجانیدو
او بھرے سینہ پہ شکنجا سا یہ کیا کھینچا ہی | ولولے دل کے جو نکلین تو نکلجانیدو
شاید اونکو مری رونیکی نہین ہی ہو خبر | ٹوٹے تارونکو کسی گھر کیطرف جانیدو

نزع مین بھر وہی باتین وہی جھوٹے وعدے
دل کو تم آج تو جی کھول کے گھبرا نیدو

ہو یہ خلوت تو بھلا کونسا انصاف ہی یہ
غش کو مین آنے ندون شرم کو تم آنیدو

نزع مین روتے ہو کیون یاد کرو ہجر کے دن
دل مرا آج بہی گھبرائے تو گھبرا نیدو

تہامنے والو قسم نزع کی اُلجھن کی مجھی
تا لحد جاؤن تڑپتا یوہین گر جا نیدو

مجھپہ تو طعن بھی آیا ہے اب آئنہ کیون
دل جو تنہائی مین گھبرائے تو گھبرا نیدو

سچ عشاق کی قسمت کی برہا ہی گئے اور
کچھہ دنون گیسو نکو اور بہی بل کھا نیدو

چاند سی منھہ کو نہ دیکھونگا ابھی نزع مین
روح کو جسم سی آنکھونمین سمٹ آنیدو

## غزل ۷۴

نرگس مست مین یا ہر ہین کیا شاد دی
نظر آتے ہین چھلکتے ہوئی پیمانی دو

شعر ۲۵

انسان کا دل بہی دو کی دکھہ سی حزین ہو
ضرب قلم جو باعث زخم نگین ہو

رونے سی ہو سکون تو کیون دل حزین ہو
آنسو یہ بہین تو چشم پہ کیون آستین ہو

گر میری حالِ دل پہ زمانہ حزین نہو | چشمِ فلک پہ کاہکشان آستین نہو

صاحب وقار بھی کہین کالکِ نگین نہو | رکھدی یہ جس جگہ قدم اوسنی زمین نہو

غلطان زمین پہ گرکے ہین کیون مثلِ اہلِ نزع | رشتہ جو گوہرون کا دمِ واپسین نہو

روکے ہون اپنی منہ سے ہوئی اشک اسلیئے | بچپن کی روئی آنکھ ہین شرمگین نہو

چہرے پہ زلف آئے تو کہیے نہ منھ سے کچھ | یہ عاشقونکی آہ کی شوخی کہین نہو

اک تھی ہوا کی جسکی ہوس دلمین رہگئی | مین خاک اوڑاؤن گرتو جہانشین مین نہو

کھائی ہین ٹھوکرین سرِ وادی کی سالہا | کیونکر دونیم سُمِ غزالانِ چین نہو

دامن سی پونچھتی ہین جو ہوتی ہین گوشہ نشین | وہ چشم دو دو دل سی مری سرمگین نہو

کیون دل کا حال کہنی مین کاٹین نہ میری بات | منظور ہے شکایتِ قلبِ حزین نہو

دل کا حجاب جاہل ہی باطن کا جانی کون | سب ہے کسی کی آنکھ مگر شرمگین نہو

اتنی مین لامکانیان جاتی رہینگی کیا | دلمین تو ہو مکین مریجان گر کہین نہو

کہتی ہی پھر کے لاش مری اونکی دوش سے
معشوق بیوفا ہو مگر نازنین نہو

آنکھونکو بند کرکے جو لیٹو تو سب سنو
دل کے کرے اپنے کا جو میرے یقین نہو

گر ہون ۂ بادشاہِ اولوالعزم ملکِ نظم
قرطاس کی زمین مرے زیرِ نگین نہو

یہ کیا کہ پھر فقیر سے بدتر ہون بادشاہ
قبضہ مین گر ذرا سی زمین نگین نہو

بند آنکھین لوگ کرتے ہین ہیبت کی اسلیئے
حسرت بھری نگاہ مری شرمگین نہو

کھدر ہینا میون سی گری جب نہ مین عکس
سب وصف ہون نگین کے پہ ظرفِ نگین نہو

نہ تم ادا سکھاؤ نہ قاتل بنے کوئی
تلوار اوگلی کیون جو چڑہی آستین نہو

گر دفن اہلِ درد ہون گرم دشتِ مین
تکمیدِ موم مسُتمِ غزالان جبین نہو

گوہر کو پاکے آب مین کہتی ہین ناتوان
یہ کوئی ڈوبتا ہوا دل تو کہین نہو

پاتا ہون کچھ قرار کی صورت سموم مین
پیچھے مرا کہین نفسِ آتشین نہو

رہ کے سو نہین تڑپتے ہوی دلکو اسلیئے
وہ ہاتھ آئے گر تو کہین کا کہین نہو

ماہر مرے سے درد کی ہمت بڑھی ہی یہ
ہر عضوِ تن جو ہو تو مجھکو نہین نہو

غزل ۵ | ردیف الہاء | شعر ۸

محشر بپا ہے نالۂ آتش فشان کے ساتھ
پھنکتا ہے صور بھی مری شورِ فغانکے ساتھ

دیکھا غبار دلکو نہ اشکِ روان کے ساتھ
کیا دخل گرد ہو جو مری کاروانکے ساتھ

تھم کر چلی ہی نسیم چمن ناتوان ہو نہین
اوڑ جاؤنگا شمیمِ گلِ بوستانکے ساتھ

اللہ آج خیر کرے عندلیب کی
صیاد بھی چلا ہے کہین باغبانکے ساتھ

ساقی مجھی ہی جام دے تاب کبھی تھا مین
لہرا ئی اتبو موج مئی ارغوانکے ساتھ

ہی مستقل مزاج کو تحریک بیجصول
آب گہر بہیگی نہ آب روانکے ساتھ

واماندہ وہ ہون راہ مین ایک ایک گام پر
تھمتا ہے قافلہ مری بانگِ فغانکے ساتھ

گلشن کے بند و بست سے نالان ہے عندلیب
اوڑتے ہین جعش بوئے گلِ بوستانکے ساتھ

تاثیرِ جذبِ شوق شہادتکو دیکھنا
ہر تیر اپنی تن مین ہا استخوانکی ساتھ

اوجہل جو تو نگاہ سے اے ماہِ حسن ہو
یوسف تری تلاش کو نکلے کاروا ساتھ

سالک ہون اوس طریق پر آشوبِ عشق کا
رہزن بھی لٹ چکی ہین جہان کاروانکے ساتھ

اتنا خیال قافلہ والو ضرور تھا
کوئی شکستہ پا بھی ہے اس کاروانکے ساتھ

تحریرِ خطِ شوق مین طاری ہے ضعف طرفہ
چلتا ہے ہاتھ جنبشِ نبضِ روانکے ساتھ

وہ سخت راہِ عشق تھی پہونچے نہ حد تلک
رہبر بھی خاک اوڑاتے رہے کاروانکے ساتھ

زخمی ترے جو پیاس مین دریا پہ منھ لگائین
کھنچ آئے دُر کی آب بھی آبِ روانکے ساتھ

واعظ کے ہوش اوڑ گئے محشر مین غل ہوا
مستون غول آئے جو پیرِ مغانکے ساتھ

تکلیفِ نغمہ قید مین صیاد کیا ضرور
ان چہچہونکا لطف گیا بوستانکے ساتھ

غزل ٧٦

ہے ظالمونسے دہر مین ماہر کسے نجات
ہر شاخ چمن مین خارِ گلِ بوستانکے ساتھ

شعر ٦

## ردیف الیاء

یہ کسکو بزم مین نازِ معشوقانہ آتا ہے
کہ جان اپنی ہتھیلی پر لیئے پیمانہ آتا ہے

پھرین ہمراہ چشمِ مست کیون نظرین محفل کی
ہزارون ہاتھ بڑہتی ہین جدہر پیمانہ آتا ہے

بگاڑی چال کہتی ہین تم منہہ سی کہو اپنی
تمہین طرزِ خرامِ نازِ معشوقانہ آتا ہے

مژہ کو طی کرے کیونکر نہ گردش اونکی آنکھونکی
کہ ہاتھون ہاتھ محفل مین ہین پیمانہ آتا ہے

جو ہو محتاج اپنا اوس سے تو کھینچنا قیامت ہے
کہ شیشہ بھی تو جھکجاتا ہے جب پیمانہ آتا ہے

غزل

صفین اولٹین نہ کیونکر مثل مژگان بزم مین ہر جا
ادہر پھرتی ہی چشمِ مست ادہر پیمانہ آتا ہے

شعر

حد کے نازک ہو سمار اتو ہو چلنے کے لیئے
دل مرا تھام لو اپنے ہی سنبھلنے کے لیئے

اوڑتی منہدی کا اشارہ ہی یہی گر سمجھو
آگ دو ہاتھ سی اپنی مری جلنے کے لیئے

نذر مین پاکے جگر اونسی پینے نے کہا
پنکہیا سیجئے یہ ہاتھ مین جلنے کے لیئے

نزع ہی مر رہی ہین دل کی مرادین دل مین
کھینچتی ہی مرے دم کی نکلنے کے لیے

خدمتِ صاحبِ جوہر مین ہین اعلی دنی
ہاتھہی پاون مین تلوار چلنے کے لیے

ابر مین برق کی یہ جلوہ گری کہتی ہے
لوٹتی ہین یہین ہی پردسی سے نکلنے کے لیے

غزل ۷۸

کہتی ہے ہاتھہ مین اونکی یہ حنا اے ماہر
مہندی ملتے ہین کا بچھہ مرا ملنے کے لیے

شعر ۳

ملگئے ہین آج بی قابو جو وہ تقدیر سے
رنگ کیا کیا کر رہا ہے شوخیان تقدیر سے

تم وہی ہو ہین کے بیچین ہر صورت رہے
نکلنے بیٹھے گر کبھی تو رنگ اوڑا تقدیر سے

غزل ۷۹

طبع نازک کیون نہ کر دے داورِ ہی صورت کا حال
رنگ کچھہ اوڑنے لگا ہی آپکی تصویر سے

شعر ۶

فشار کیا کہ جو سرمہ ہرا استخوان نکری
زمین نے ظلم کیا وہ جو آسمان نکری

وہ کون ہی کہ سینے مین او فغان نکری
مری تو درد کو کوئی کہین بیان نکری

مزا اٹھانا لون کا بھی باغ ہی تک ای صیاد
قفس نصیب کوئی ہو تو پھر فغان نکرے

نہ آب خشک زمین نہی خاک مین پایا
خدا کسیکو مری طرح بی نشان نکرے

کہان دیا کیا خفتگان خاک کے دل
خدا کسیکو تمہاری طرح جوان نکرے

غزل

مسافران عدم یاد آتے ہین ماہر
اوتر پڑے تو کبھی کچھ کاردان نکلے

شعر

آہ وہ ہون کیا اہل صفا گرد سفر سی
ہم صورت آئینہ نکلتی نہین گھر سی

ظاہر ہو پس مرگ کہ تھی حسرت دیدار
سادہ ہین کفن دست مرا تار نظر سی

کیون ضعف سے ہم ہون رہ عشق مین پامال
ہین نقش قدم خاک اوٹھین راہگذر سی

میخانہ مین بھی جائی تو مسجد کیطرف سے
دنیا مین کئے عیب بھی کوئی تو ہنر سی

گل سیکڑون کھائی ہین تلون پہ تمنا کے
نسبت تن داغی کو ہی طاؤس کے پر سی

برباد ہوئی بادیہ گردی مین مری عمر
کیا حق نے بنایا تھا مجھے گرد سفر سی

دیکھی لبِ و دندان جو ترے ملک کی دولت
کیا دیدہ میں دانتونکی ہو سوزِ جگر کم
زینت کے سبب ہوتے ہین اسبابِ بارت
بل سیکڑون کیونکر نہ وہ رفتار مین کھائین

دامانِ نظر بھر گیا یا قوت و گہر سی
بجھتی ہے کہین آگ بجھا آب گہر سی
بی رُو پے وہ تنگ جو گرا نمانہ زر سی
اُلجھی ہین مری تارِ نظر مُوئی کمر سی

غزل ۸۱

کسطرح ہون ماہر ترے اشعار رنگین
سینچا ہوا یہ باغ ہی خونابِ جگر سے

شعر ۱۱

جو شوقِ قتل مین دم تیغ یار سی نکلے
کبھی جو کوچۂ گیسوئی یار سی نکلے
وہ دل جلا ہون جو ہنگامِ قبر بعد فنا
کھلے کسی پہ مرا تا نہ رازِ سوزِ درون
جلایہ خاک نے ہی ہمسی صاف طبعون کی

تو مرحبا کی صدا خونکی دہار سی نکلے
تو بھر نسیم نہو کر تتار سی نکلے
دہوان غبار کی بدلے مزار سی نکلے
کبھی شرارہ سنگِ مزار سی نکلے
کہ بنکے آئنے تختی مزار سی نکلے

اثر بھی جسم کا باقی نہین وہ لاغر ہون
یقین ہے خاک نہ میری مزار سی نکلے

عجب نہین جو گلِ روے یار کی تعریف
زبانِ طایرِ رنگِ بہار سی نکلے

صفاے طبع کی تاکید ہی پسِ مردن
ذرا بھی دود نہ شمع مزار سی نکلے

ہمارے وادی پر ہول سی ڈرے ایسا
قدم نہ آہوون کی پتھار سی نکلے

وہ محوِ رخ ہون عجب کیا ہے خاک کے بدلے
مہ تو جو نور کا میرے مزار سی نکلے

## غزل ۸۲

کسی پہ یار نہ تحد شکر تم ہوے ما ظاہر
بسانِ بو چمنِ روزگار سے نکلے

شعر ۱۴

جہان سی حسرتِ زلف و عذار لیکے چلے
مزار مین بھی یہ لیل و نہار لیکے چلے

پس فنا بھی ہے دلکو رخِ صبیح کی یاد
یہ صبح ہم سوے شام مزار لیکے چلے

خزان ہوے یہ ندیکھا ترا رخ رنگین
چمن کے پھول دلونمین خار لیکے چلے

وہ صید گیر ہے تو گر چمن سی ہو سے نکلے
شکارِ طایرِ رنگِ بہار لیکے چلے

وہ ناتوان ہین گرے لڑکھڑا کے لاکھ جا ہم
صبا جو دو قدم اپنا غبار لیکے چلے

ہزارون بلبلین ہون سیکڑون ہون پروانے
چراغِ حسن جو وہ گلعذار لیکے چلے

شکستِ رنگ سے گل دیتے ہین صبا کو صدا
خزان نصیب چمن ہم بہار لیکے چلے

وہ زار تھا مین کہ جب آئے قابضِ ارواح
سمجھکے روح مرا جسمِ زار لیکے چلے

جو قصدِ باغ کرین شکوہِ قد اندام
چراغِ لالہ چمن سے بہار لیکے چلے

جلا ہی دیکھ کے کیا چرخِ تفرقہ پرداز
لیے ہی ہاتھ مین ہم دستِ یار لیکے چلے

اُتار کر جو وہ گل پھول کان کے پھینکے
صبا وہ بہرِ عروسِ بہار لیکے چلے

لطیف مثلِ ہوا ہمکو لاغری نی کیا
گرا نہ سایہ جدھر ہم جسمِ زار لیکے چلے

وہ عندلیب ہین تنہا جنکی دم سی لطفِ چمن
چلی جو اوڑ کے تو رنگِ بہار لیکے چلے

غزل ۸۴

جہان مین آئے تھے ہم تو تھے سبکدوشی
چلی تو سر پہ گناہون کا بار لیکے چلے

شعر ۲۷

آج میخانہ مین یہ جوشش صہبائی ہی
می گلگون شفق گنبد مینائی ہی

کسکو تقدیر پی عیش یہان لائی ہی
صبح بھی خون شفق تھوکنی کو آئی ہی

دل تو پہلو مین انیس شب تنہائی ہی
ورنہ ہر داغ الم چشم تماشائی ہی

کم یہ کچھ شوخی چشم بت ہرجائی ہی
سرمہ تک گرد رم آہوی صحرائی ہی

ابھی ساقی نی می تازہ جو بھروائی ہی
مثل پنبہ سر شیشہ کف صہبائی ہی

نزع مین آمد عیسی کی خبر پائی ہی
دور بالین سی ہو کیا موت کی تو آئی ہی

سیر جب سے اوٹھین صحرا کیطرف لائی ہی
میل سرمہ مجھی ہر جادہ صحرائی ہی

میری تیغ نظر قہر سی یہ ہی ٹکڑے
دود پر موج سواد شب تنہائی ہی

آنکھین عینک سے مین کیون مانگون ترا فضل ہو جب
خود مری گرد نگہ سرمہ بینائی ہی

صبح مستونکو نکیون یاد صبوحی دلوائے
صاف خورشید فلک پنبہ مینائی ہی

دشمن زار کو کم زور نہ غافل سمجھین
خار کانٹا ہے مگر تن مین توانائی ہی

جو ہین تن پرور و مسرف وہ نہی ہین مشہور
نیکنامی کی عجب خلق مین رسوائی ہی

آنکھ کیا واقعی لڑتی مژہ قاتل سی
نظر شوق ہی مرد صف ہیجائی ہی

کیون رہی اسمین نہ پہر یاد بتان عالم
واعظو شکل ہر اک دلکی کلیسائی ہی

ہر جگہ جلوہ حسینونکا اگر کچھہ ہو نظر
محمل چشم مین ہی لیلی بینائی ہی

کیون نہ مجرم کیطرح دل سی فراری ہو خوشی
خانۂ تن پہ مرے اشکونکی دوڑ آئی ہی

منتظر رہکے ہوئی ہین مری آنکھین وہ سفید
چشم ہر روزن در جسکی تماشائی ہی

جبتک انسان ہی نظر کردہ خلاق حکیم
پردہ چشم ہی خود عینک بینائی ہی

ہاتھ ہٹتے نہین جیبکی سیہ خانہ مین
آنکھ یہ روزن در نے مجھے دکھلائی ہی

کیون نہ چھاتی سی لگائے رہون داغ دم شب
خلق مین سبکو عزیز آتش سرمائی ہی

تیری بیمار بھی ہین رشک مسیحا شاید
جانبری کیلیے اونتک جو اجل آئی ہی

کیا دکھائیگی مجھے بی نگہ لطف کریم
کور چشم آپ ہر اک عینک بینائی ہی

ربط دیرینہ خلقت نے کشش جب کی ہی
خاک دم بھر کو مری قبر پہ بیٹھ آئی ہی

خاک اوڑ نیکی سوا کیا ہو مری تربت کے
گرد بر خواستہ نے چہپاؤنی وہاں چہائی ہی

پیش رو راہ عدم مین ہین جوانون سی سُن
یہان ضعیفی حسی کہتی ہین توانائی ہی

پُتلیون نے مری پہر پہر کے یہ ڈھونڈا ہے تجھی
کہ نظر آنکھون مین جالے کی طرح چہائی ہی

غزل ۸۴

روح کو تن مین نہ کیون سوز الم ہو ماہر
شمع ہر بزم مین جلنی کی لیی آئی ہی

شعر ۱۱

ذات انسان جہان ثانی سے ہے
روز و شب پیری و جوانی سے ہے

گرم اشکونکی گر روانی سے ہے
سب کہین گے کہ آگ پانی سے ہے

فصل پیری مین کیون نہو دھڑکن
دلمین ہیہ ناتوانی سے ہے

اب زمین پر قدم وہ کیا رکہین
یہ زمین پوشاک آسمانی سے ہے

رو رہا ہون جوبین خجالت سے
اشک ہر ایک پانی پانی ہے

سوز دل کا سبب جو ہی گردون
رنگ و ودِ دل آسمانی ہے

سنتے ہوا ے کلیم اونکی صدا
جنکو دعواے لن ترانی ہے

جا ئے کسطرح طنطنہ اونکا
ابھی اوٹھتی ہوئی جوانی ہے

تن مین قوّت بھی آہ نہین سکتی
کسقدر زور ناتوانی ہے

جوشش حیرت پہ کیون نہ حیران ہون
آب آئینہ مین روانی ہے

غزل ۸۵

کسی دریا مین بھی نہین ماہر
جو تری طبع مین روانی ہے

شعر ۳۶

مجھسا بھی کوئی زار جہانکی چمن مین ہے
یہ رنگ جسم کا ہی کہ بو پیرہن مین ہے

مجھسا ہی نالہ کش کوئی دارِ محن مین ہے
دل منھ کو آگیا ہے یا کب دہن مین ہے

عالم مین روشنی ہی وہ تن پیرہن مین ہے
فانوس مین ہی شمع ضیا انجمن مین ہے

سوزش فراق دختر رز سی یہ تن مین ہے
اشک کباب ہے جو پسینہ بدن مین ہے

کب مجھسا ناتوان کوئی دارِ محن مین ہے
رعشہ عروق کی حرکت سے بدن مین ہے

غم دوست اسقدر کوئی دارِ محن مین ہے
تعویذِ دل ہی داغ جو اپنی بدن مین ہے

یہان فقر مین بھی رختِ تکلف بدن مین ہے
اُتو ہی کم نہین جو شکن پیرہن مین ہے

اسطرح یادِ زلف دلِ پر محن مین ہے
بو جسطرح سی نافۂ مشکِ ختن مین ہے

امیدوار ضعف سے اب کس ہنر کا ہون
کیا کم یہ بات ہی کہ تکلف سخن مین ہے

کیون فکرِ رختِ تن ہو انسان کو دہر مین
بی جسم ہو کے روح لباسِ بدن مین ہے

دستِ جنون سے کسنے مروڑا ہی دشت مین
پیچ آجتک جو شاخِ غزالِ ختن مین ہے

مین اب وہ ہون تن ہون چشمِ تصور مین بھی جہان
انداز مردمک کا سوادِ وطن مین ہے

شبنم کے ساتھ گرتے ہین دیوار و بام و در
بوسیدگی وہ اپنی مکان کہن مین ہے

سوزِ الم کا کر نہین سکتا بیان جو مین
شاید زبانِ شمع کا کام اس سخن مین ہے

اخفای عشق سی ہی فغان اپنی بی صدا
سینہ درہی کہ نالہ پر خون دہن مین ہے

خشکی مین مثل قطرۂ آب روان ہین ہم — غربت مین ہی قیام سفر یان وطن مین ہے

کتنا خجل گہر کو کرینگے تمہارے دانت — جاری ہی یہ پسینہ کہ دریا عدن مین ہے

ہی شمع اشک ریز تو شعلہ ہی بیقرار — کیا میرے سوز غم کا بیان انجمن مین ہے

ہی اہتمام پردۂ لیلی جو قیس کو — ہاتھ آہوؤنکی آنکھ پہ دشت ختن مین ہے

شبنم کے بھی عرق نکل آتا ہے جسم مین — گرمی وہ اے ہوا مری بیت الحزن مین ہے

کوچون سے نابلد ہین وہ خانہ نشین ہین ہم — درکار راہبر ہمین اپنی وطن مین ہے

کیونکر نہ وقت نالہ کشی دل ہو بیقرار — جنبش دم کلام زبانکو دہن مین ہے

اچھی کبھی یہ خلعت آخر مین کی فلک — ہاتھ آستین کی جا مرا بند کفن مین ہے

جانا مرا محال ہی مالوف ہونکا جال — زنجیر پاؤنکی ہی جو کوچہ وطن مین ہے

محفل کے انتظام کا کثرت مین کچھ نہ دہیان — حلقہ نجوم چرخ کی کب انجمن مین ہے

غربت ہماری ہی صفت جادۂ طریق — صحرا مین جاکے بھی قدم اپنا وطن مین ہے

یہ ہولناک ہی مری وادی کی سمت بھی
منھ پھیرے ہے ادھر ہرن جو ختن میں ہے

جوش بہار ایکی یہ ہی باغ دہر میں
پھولوں نگار رنگ خونِ جہندہ چمن میں ہے

دندان یار سی جو ہوئی ہیں عرق عرق
اک قطرہ آب کا ہی گہر جو عدن میں ہے

نا آشنا خلق جہان میں ہوں آپکی
رنج سفر نہ مجھکو غربت وطن میں ہے

دیو سفید روز ہی کہدو سمجھکی سائے
کالی بلا ہی رات جو بیت الحزن میں ہے

میں تو کروں نہ دردِ دل اپنا کبھی بیان
ہر آہ کو مگر یدِ طولا سخن میں ہے

بنتی ہی آگ آکے وہاں صورتِ غال
گرمی کے ساتھ حبس وہ بیت الحزن میں ہے

باندھا ہے دوستوں نے یہ کس کر ہر ایک بند
ایذا فشارِ قبر کی مجھکو کفن میں ہے

اے یار تجھسی بزم ہو خالی محال ہے
گر تو نہیں تو ذکر ترا انجمن میں ہے

غزل ٨٦

تصویر گھر میں چھوڑ کے نکلا ہے شہر سے
ماہر سفر میں یوں ہی کہ گویا وطن میں ہے

شعر ١٦

کیون نہ توصیفِ لبِ لعل دہن سے نکلے
بات کوئی تو بھلا اپنی سخن سے نکلے

دل بھلا کیا تری گیسو کے شکن سے نکلے
مشک نافہ کی خطا ہی جو ختن سے نکلے

شک ہی گردشِ گردونِ کہن سے نکلے
جی گئی مر کے جب اس دامِ محن سے نکلے

کیون ہنو قدر سخن کی جو دہن سے نکلے
آبرو پائے گہر بھی جو عدن سے نکلے

باغِ عالم سی عمل دورِ خزان کا نہ اوٹھا
موسمِ گل مین ہی کانٹے نہ چمن سے نکلے

تو عطا نطق کرے گر تو غنا دل کیا مین
بات ہر رنگ کی غنچونکی دہن سے نکلے

پانی پانی ہوئے ہم ضبطِ بکا سی کیا کیا
اشک جب بنکی عرق اپنے بدن سے نکلے

باغِ عالم مین ہے ذلت کا سبب ترکِ وطن
گل رس بستہ ہوے جبکہ چمن سے نکلے

صورتِ دانۂ تسبیح رہی گردش مین
گو سفر ہمنے کیا پر نہ وطن سے نکلے

غیر پھر غیر ہین اپنی جو ہین پھر ہاین
سایہ بھی ساتھ ہوا ہم جو وطن سے نکلے

آبرو تو جو بڑھائے تو بھلا مین کیا ہون
سیلِ آبِ دُرِ نایابِ عدن سے نکلے

تماشا نہ دیکھے [illegible] تھا ذکر
جان آجائی اگر روح بدن سے نکلے

[illegible] نایا چلمن کو اٹھا کے پی سیر وہ اب
لوٹے گل وہ نکلی جو لینے کو چمن سے نکلے

[illegible] وہ اک نقش عجب ہاتھوں پایا
چاک ہو نکہت کافور جو تن سے نکلے

تھا قیام اپنا بہار چمنستان کی طرح
وہ وطن ہی نہ رہا ہم جو وطن سے نکلے

ہی غنچے بہت وہ بلا عاشق چمن میں رنگے
ساتھ بلبل نہ ہوئی گل جو چمن سے نکلے

غزل ۸۷

وصف خال رخ جانان جو بیان ہو ماہر
ایک نکتہ ہو وہ جو بات دہن سے نکلے

شعر ۱۱

غبار قلب کا اشکون میں کیون نشان نہ ملے
یہ بحر وہ نہیں ساحل جہاں رواں نہ ملے

حیات میں نہیں ممکن ملیں عدم والے
نشان اونکا ملے گر مرا نشان نہ ملے

اسیکے جور و ستم سے جلا تھا دل میرا
فلک سے رنگ میں کیون آہ کا دھوان نہ ملے

کھلی جو آنکھ تو تنہا تھے بند مرقد میں
عدم میں بھی ہمیں یاران رفتگان نہ ملے

فروغ دو دن جو بیانکو ہین بزم عالم مین — سوای شمع کوئی ہیرا ہمزبان نہ ملے

مین انقلاب جہانکا ہون دوستو کشتہ — تہہ زمین ہی کہین مجکو آسمان نہ ملے

نہو جو چرخ خمیدہ تو جاے عرش پہ آہ — یہ تیر آور کرے پلہ گر کمان نہ ملے

کلام سخت سے رکھے نہ تا بشر کچھ کام — یہ بات تہی کہ زبانکو جو استخوان نہ ملے

تلاش ہی پس مردن بہی یاد یوسف کی — مری غبار کے کیون گرد کاروان نہ ملے

گری ہین چاہ ذقن مین تری ہزارون دل — یہ چاہ وہ نہین یوسف ہو کاروان نہ ملے

| شعر ٢٣ | فلک سے کوئی یہ کہدے مٹا دے اسکو بہی<br>کہین مزار سے ماہر کا بہی نشان نہ ملے | غزل ٨٨ |
|---|---|---|

جبکہ قطع منزل مقصد مین قسمت رہگئی — ہر قدم پر نقش پا کیطرح طاقت رہگئی

گل ہوئی پژمردہ بسکہ خاک تربت رہگئی — ہو گیا گلشن خزان حیران ہون نکہت رہگئی

سن ہی لینا گر یہ یہان آن ہونکی شہرت رہگئی — تیر کے پرتاب پر آکر قیامت رہگئی

خود صبا کو لاغری پر میری حیرت رہگئی — یون اوڑ ا صحن گلستان سے کہ نکہت رہگئی

دیکھلینا سر در آہونکی جو عادت رہگئی — استخوانِ سخت بنکر شمع تربت رہگئی

کچھ ہوا حاصل نہ مانگے سے نہ ہمت رہگئی — مطلب گردون بر آیا میری حاجت رہگئی

غنچۂ غم سے ہوا آراستہ داغ الم — اس چمن مین باغبان بنکر ریاضت رہگئی

شکلِ مشعل سوز غم سے استخوان جلنے لگی — جب ہوا سے بجھگئے اپنی شمع تربت رہگئی

داغ غم مرجھا گئے جب بھی پھکا جاتا ہون مین — کیا یہ آتش تھی کہ بجھنے پر بھی حدت رہگئی

تب مین سمجھا سعی سے بھی نکلیگی بیشک شکل رزق — گردۂ نان بنگئی جب گردش کی صورت رہگئی

منعمونکی گھر بنانے کا نتیجہ یہ ہوا — آپ سوئے کنج مرقد مین عمارت رہگئی

جسکو ہنگام دعا شغلِ نظر بازی رہا — چشم بنکر قفل در ہائی اجابت رہگئی

فاش پایا جبکہ راز عسرت ارباب فقر — پردہ رکھ لینکو دنیا مین قناعت رہگئی

سوز غم نے ایک شب مین ٹھ یان یون کیا تمام — صبح کو جسطرح گھل کر شمع تربت رہگئی

گھر سی ہم نکلین کبھی تو ہی اک امر محال — یہ بھی وہ حوصلہ غربت دل بیتاب مین رہ گئی

ناتوان وہ ہون جب آئے فاتحہ پڑہنی کو دوست — بہر تعظیم اوٹھکی میری خاک تربت رہ گئی

دن آپہونچے قربت بڑھی بہی کلیم اللہ ہوئے — بن پڑین باتین زبان مین جو تھی گویا رہ گئی

بیخبر پاکر ہمین گھر سی نکالا بیقصور — یہ عزیزون سی ہمین حشر تک شکایت رہ گئی

ناتوان وہ ہون جب آیا دل سی چہرہ تک ملال — چین پیشانی پہ مثل خط قسمت رہ گئی

جب مزاج ناتوانکی صحت کو نکا پڑ گیا — اوٹھکے سو سو بار میری خاک تربت رہ گئی

جب ہوا قائم مزاجی پر بھی اپنی سرور — رنگ بنکر میری چہرہ پر بشاشت رہ گئی

ہون وہ زار و ناتوان نکلی نکلنی کی جو شکل — آئینہ مین بال بنکر میری صورت رہ گئی

## غزل ۸۶

کونسا ماہر گلہ مرکر عزیزون سی رہا
خاک مین ملنی تلک انکی شکایت رہ گئی

شعر ۱۰

مجھسا بھی عندلیب کم اس بوستان مین ہے — تنکے کی طرح جسم نزار آشیان مین ہے

باساز و برگ کیون نہون قائم خزان جہان
ہو خاک دانہ سبز کہ ریگ روان مین ہے

کیون ہو وصال پسند خم ابروان یار
وہ عین راستی ہی کجی جو کمان مین ہے

اپنا ثبات جسم نحیف سے جیان ہو
اُٹھتا ہے جلد نقش جو آب روان مین ہے

مجھ ناتوان کی منھ سی نکلتی ہی اس سی بات
شکل عصائے صاف الف جو بیان مین ہے

یہ سوز عشق چشم بتان مین زار ہون
انداز میل سرمہ ہر اک استخوان مین ہے

بحر جہان سے پار او تر نیکی کیا ہو فکر
تابوت مجکو صورت کشتی جہان مین ہے

معجز بیان نہ کیون ہون دہن تنگ یار ہو
اعجاز سی کلام کا دخل و زبان مین ہے

سمجھون یگانہ کسکو مین باغ جہان مین
بیگانہ مجھسے سبزہ ہر بوستان مین ہے

کیونکر پڑی نہ آنکھ ہر اک کی لباس پر
اشکون سی جسم جامۂ آب روان مین ہے

آہون سے جب ہوئی ہی مشبک تمام سقف
تب فرش دھوپ چھاؤن کا اپنی مکان مین ہے

معنی نکین مین لفظ ہین جیسے ستون ہین رکن
انداز بیت شعر ہمارے مکان مین ہے

وہ چمن میں لب بلبل میں حرارت ہو نہ
آتش ہی صورتِ گل آشیان میں ہے

روزنکی روشنی کا گذر تک محال ہے
وہ تیرگی بھری ہوئی اپنی مکان میں ہے

آندھی کی طرح آتا ہے سینے سے تا دہن
شامل جو آہ دردِ دلِ ناتوان میں ہے

کیون لاغری سے ہو نہ خلش جسمِ زار میں
کانٹوں کا طور اپنی ہر اک استخوان میں ہے

ایسا ہے تنگ اپنا سیہ خانہ ہمدمون
وہ بھی گھٹا ہوا ہے دھوان جو مکان میں ہے

کیا منہ کھلے مراتبِ غم میں پئی کلام
چھالا ہے جو وہ قفل کی صورت دہان میں ہے

غزل ۹۰

شاگردیِ اسیر سے مضمون کی قید ہے
ماہر وگرنہ رنگ بھی اپنی زبان میں ہے

۹۳ شعر

حیرت مجھے روانیِ عمرِ بشر میں ہے
لنگر پڑا ہوا ہی سفینہ سفر میں ہے

کیا محوِ طلبِ ارض کوئی رہگذر میں ہے
پیچھے گی غبارِ طریقِ سفر میں ہے

فصلِ بہار اوج پہ اپنی نظر میں ہے
کب برق ہے یہ خون گل برتر میں ہے

پیری مین بہی تپک مرے داغِ جگر مین ہے
حیران ہون کہ شب کی طرح شمع قمر مین ہے

پرتو جو اوس رخ کا مری چشمِ تر مین ہے
روشن ہے یہ چراغ کہ [illegible] اثر مین ہے

نالی نہ کر زبان دلِ پُر درد بر مین ہے
اچھا نہ [illegible] شکوہ [illegible] جگر مین ہے

اوس کا عکسِ رخ جو مری چشمِ تر مین ہے
[illegible] آنکھون [illegible] نظر مین ہے

کیون سوزِ عشق و شعلہ جانِ عزیز
[illegible] آتش [illegible] ہے

ہی دل مین یادِ قامتِ موزون یار کی
[illegible] ثمر [illegible] ہے

ٹھنڈک ہے زخمِ دل مین مرے رخ کی یاد سی
[illegible] ہی مرہم کا فوراً اثر مین ہے

تصویرِ انقلابِ زمانہ ہون شیب مین
پاؤن مین بہی کمال حرکت عجب سفر مین ہے

ہوتا نہین ہی آتشِ غم سی جو کچھ ضرر
رختِ حریرِ شعلہ مگر میرے بر مین ہے

ہر روز تیری نذر کو ای بادشاہِ حسن
دینار آفتاب کا دستِ سحر مین ہے

سوزِ دل و جگر کا ہے رخ جانبِ دماغ
اس آگ کا کرہ ہی کہ مقر اپنی سر مین ہے

عالی ہے اونکی طبع بہی عالی ہی جنکی قدر
مضمون بلند مطلع شمس و قمر مین ہے

دن زندگی کی کاٹ کے پہونچونگا تا عدم
راہی یہ مین ہون عمر رواں کب سفر مین ہے

کیا جوش فصل گل سی ہی ڈوبا ہے صحن باغ
کشتی کا طور موج نسیم سحر مین ہے

تپ مین ہی اہل فقر کی تبرید خون دل
تعویذ ابروؤنکی گرہ درد سر مین ہے

آئین فقیر خانہ مین سبکی نہ کیون قدم
گھر نقش پا کی طرح سر راہگذر مین ہے

یارب ہوا ہی کونسا یہ سوختہ جگر
رخت سیہ دہوین کا جو شعلے کے بر مین ہے

پڑ جائے جسطرح کوئی ٹاپو میان بحر
اشکون سی یون کدورت دل چشم تر مین ہے

روشن ہی آگ شعلۂ دل کی دماغ مین
یہ پیچ ہی جو بل مری ہر موئی سر مین ہے

کام آئے فرط ضعف مین کیا اور کی ستی
منہ دیکھنی کو آئینہ جب اپنے گھر مین ہے

تیغ قدم سی کاٹونگا وہ تیز رو ہون مین
گو درع نقش پا رہ صحرا کے بر مین ہے

رونے مین دیکھتا ہون بخوبی کتاب غم
عینک ہی آب اشک یہ کب چشم تر مین ہے

دل سا جری بھی ہی سپر انداختہ یہان
کیا آنچ تیغ کی مری سوز جگر مین ہے

نالان جو شام سے ہے مؤذن شب وصال
کیا چاندنی ہی رات لباس سحر مین ہے

محتاج دستگیر عصا ہی ہی راہ مین
سختی نئی طریق کی سیری سفر مین ہے

کیونکر نہ شمع عقل فروزان رہی سدا
کم موم سے نہین ہے جو مغز اپنے سر مین ہے

ساری کرامتین یہہ پریشانیونکی ہین
مین ہون حضر مین اور دل محزون سفر مین ہے

اپنی جگہ سی ہل نہین سکتا یہ ضعف سے
مین ہون مکان مین یا کوئی تصویر گھر مین ہے

بھرتا ہے دفن ہونے سے زخم دل لحد
انسانکا جسم کیا کوئی مرہم اثر مین ہے

بریان ہین سیخ آہ پہ نالے کباب وار
حدّت اپنی آتش سوز جگر مین ہے

پیری مین بھی ہین داغ مری جسم زار پر
فصل خزان مین کثرت گل اس شجر مین ہے

جا مع مقام و کوچ کا پرکار وار ہون
اک پاون ہے حضر مین مرا اک سفر مین ہے

کیا آ گئی تھی فکر مین ماہر خزانکی یاد

## مصرع جو شاخ خشک ہر اک شعر تر مین ہے

حسرت و اندوہ غم کا گھر ہمارے دل مین ہے
دیکھیے جسکو وہ حسب صنا خانہ اس محفل مین ہے

ہاتھ پھیلانے سے اصنع ہی مضمون دل مین ہے
ہین لکیرین یا خطِ مطلب کفِ سائل مین ہے

کون ہے زیرِ زمین مضطر کشش کس دل مین ہے
نبض وہ چلتی ہوئی ہے بادہ جو منزل مین ہے

کب فقط اکراہ غربت سے ہمارے دل مین ہے
گرد بھی خواستہ خاطر اسی منزل مین ہے

سوز غم سے سلک گوہر فرقتِ قاتل مین ہے
آبلہ کہیے اوسے جو اشک اپنے دل مین ہے

راہی ملکِ عدم ہر دم مین ہر کا دل مین ہے
قافلہ خاموش جاتا ہے خطر منزل مین ہے

کب میسر کا گذر اہلِ الم کے دل مین ہے
شمع اشک افشان شب شادی بھی ہر محفل مین ہے

ناز کیا کینہ اگر مجھسے دلِ قاتل مین ہے
اوس گرہ کی کھلگئی قسمت جو اوسکے دل مین ہے

ہاتھ مثلِ موج لرزان ہے نقاہت دل مین ہے
کس تلاطم مین ہی جو کشتی کفِ سائل مین ہے

کسقدر سختی طریقِ الفت قاتل مین ہے
سر بہ بال و دوش ہر رہرو کو اس منزل مین ہے

ہے بجا راہِ عدم سی خوف اگر ہر دل مین ہے
رہ گئے ہین خضر بھی سنتی وہ اُس منزل مین ہے

دیکھیے جسکو اسیرِ لطفِ صحبت ہی وہی
طوقِ گردن سب کا ہی حلقہ جو اوس محفل مین ہے

عشقِ گیسو مین کشودِ کار ہے امرِ محال
ہی گرہ وہ بال کی عقدہ جو اپنے دل مین ہے

دل مین مجھ غمکش کہ ہی دیدون کوئی لبریز چولے
داغ جسمین لگ گیا پھر لطف کیا اوس دل مین ہے

باطن باطن سی کھنا ہو نہین عشقِ یار درست
راہ یہ وہ ہے جو نہان اپنے ہر اک دل مین ہے

ابتو آکر دیکھ جا قاتل دلِ بیتاب کو
دم کو میرے قسم لیتے وہ ان ہر تنِ بسمل مین ہے

گر نہین ہے ارتباطِ دوستان تازہ طلسم
کس لئے پھر دردِ دل یارونکا میرے دل مین ہے

گردشِ قسمت کا نکتہ تاکہ ہو سب پر عیان
اس سبب ہے دورِ خط کاسہ سائل مین ہے

علی عدم کی راہ کرنی مین مسافر کیون ہو شاد
ہی وہی سنگِ نشان سختی جو اس منزل مین ہے

شاخ ناقہ قیس بلبل نجد ہی صحنِ چمن
غنچے مین نکہت کہ لیلی گوشۂ محمل مین ہے

دیکھکر شاید کسی کو ہو مکدر دل کوئی
یہ سبب ہے جو گلی کا نسہ کفِ سائل مین ہے

رنج دیکر آشنا سب چل بسے سوے عدم
ہے غبارِ کارواں نے گردِ غم کب دل مین ہے

ساتھیون سے کہدو ہمین اوسکی خبر ٹک کر ذرا
گو ہم واماندہ ہین نالان جرس منزل مین ہے

کیون نہ روشن طبع پائین آپکی صحبت مین جگہ
کیسی ہی کثرت ہو جاے شمع ہر محفل مین ہے

بحرِ عالم مین نہ پہونچی کیون اثر کے دور تلک
بادبان حرص و ہوا کا کشتی سایل مین ہے

خون کی دھارین نکلکر دیتی ہین اوسکو صدا
اور بھی اک ہاتھ او قاتل کہ دم بسمل مین ہے

موت ہے انسان کی دنیا مین ہو خشکی یا تری
یہ وہ دریا ہے کہ خوفِ غرق یان ساحل مین ہے

عشقِ لیلی مین جو سودائی ہوا دیوانہ تھا
مین تو مجنون اوسکا ہون محمل کی جا جو دل مین ہے

ساکنان قبر سے اتنا تو کوئی پوچھ دے
گھر بھی یاد آتا نہین کیا چین اس منزل مین ہے

حسن کی گرمی سے اونکی سب کے سب بیتاب ہین
شعلۂ جوالہ ہے حلقہ جو اوس محفل مین ہے

ناخنِ تدبیر سے بھی کھلگئے عقدے تمام
عقدہ لاحل ہی وہ عقدہ جو میرے دل مین ہے

کیون نہ مجنون صورتِ بلبل نظر بازی کرے
پنکھڑی غنچے کی ہی پردا اک اوس محمل مین ہے

کیون نہ بھاگین عالم پیری مین مجھسی دوست
شکل دیوار خمیدہ یان قد مائل مین ہے

کونسی صحبت زمانہ مین ہے بے مثل و نظیر
دیکھیے جسکو مثال آئینہ محفل مین ہے

بارش اشکو نکی ہوئی خاطر مکدر جب ہوئی
خاصہ ابر بہاری کا غبار دل مین ہے

ناتوان وہ ہون کہ جبتک ہم مین بیٹھا ہون
فرش بھی صاحب فراش و سست تک محفل مین ہے

کرتی ہی صحبت اثر ظاہر ہو یا باطن مین ہو
لب نہی ہے آواز جو کاسہ کف سائل مین ہے

ہمنشینو نکے کلیجو نمین بہی پھپھولے لگ گئے
کسقدر گرمی الہی اپنے سوز دل مین ہے

قلب ماہیت کا باعث ہے بشر کی فرط فقر
ڈوب مرنے کیلیے کشتی کف سائل مین ہے

کسنے تھک کر راہ کو دیکھا تھا چشم یاس سے
صورت رد نگہہ ہر جادۂ منزل مین ہے

بعد وصلت بہی چھوٹیگی یہ عادت رنج کی
داغ فرقت جو ہی شکل سویدا دل مین ہے

ہاتھ دیکھلا کر اونھون نے قتل کر ڈالا مجھی
کیا دم خنجر لکیر ایک اک کف قاتل مین ہے

دیکھکر حال شکستہ اوسکا یہ کہتا ہی دل
بال کہیی اوسکو جو خط کاسۂ سائل مین ہے

کسطرح اوس قد کا یون نقشہ مجھے اوتر ملی
سرو کی جسطرح صورت قمریونکی دل مین ہے

بحر دیکہ کو ہمی دستِ موج سی جامِ حباب
تشنگی کے جوش سی خشکی لبِ ساحل مین ہے

ہی مزید فقر سے بحر جہانمین خوفِ غرق
کیا تعجب ہے اگر کشتی کفِ سائل مین ہے

آرہا ہی رنگ ہمدردی کا ایس عہد مین
زخم سب ہنستی ہین اور ایذا دلِ بسمل مین ہے

روح اپنے جسم مین کیونکر رہے بعدِ شباب
شمع کو دیکہا تو شب بھر کے لئے محفل مین ہے

کب کثیف الطبع لوثِ عیب سے ہین پاک صاف
دیکھ لے مٹی کا دہبہ دامنِ ساحل مین ہے

تیرے اوٹھ جانے نشستِ صحبت یہ منغص ہو گئی
لوگ کیسی فرش ہی جیسن جبین محفل مین ہے

سوکھ کر کانٹا نکیون ہو جاون باغِ دہر مین
تلتی ہین پھولو نمین جو اونکی محبت دل مین ہے

کیا مسافر اب تلک بھینگے وطن والونکو پھر
صورتِ پردہ یہ کیون گردِ رہ منزل مین ہے

دیکے کچھ اس پیشکش کو کرلے او منعم قبول
آبرو سی چیز کشتی کفِ سائل مین ہے

کونسے بیکس کی ہے تاراج کشتِ آرزو
جسکی غم سی دانہ ہر اک خاک بر سر گل مین ہے

گریوین کانٹینگی روترکی مسافر راہ کو | اگجو جادہ وہ بچایگا جو منزل مین ہی

## غزل ۱۹

غیب ان ماہر کہو انکو جو ہین تیری رازدار
بات وہ کہدیتی ہین منھ پر جو پنہان دل مین ہے

شعر ۳۴

فلک سمجھا یہ کیا برہم جو دم مین صحبت غم کی
او اسی ہی تو رونق تھی ہمارے بزم ماتم کی

دکھاؤن گر روانی بحر اشک چشم پرنم کی
بہی مثل کف دریا سفیدی صبح ماتم کی

تقابل وسس سی کیا دیکھی جو لمین سیر عالم کی
مگر ہان کاسہ سر سی کم نہین تہی آبرو جم کی

بیان قدرت ہو کیا اوس نخل بند باغ عالم کی
ثمر کو دی وہ لذت جسپہ ٹپکے رال شبنم کی

جنو کمین داغ سر زیب ہے یون قد پر خم کی
نگین سے خوشنمائی جسطرح ہوتی ہی خاتم کی

تجھی بھی ہاں دلا زم اس چمن مین شادی و غم کی
فراموشین ہراتی ہین یہان اظہار توام کی

کھلا جب یہ کہ دنیا ہے جگہ ہر صدمۂ غم کی
تو دریا نے بھی دست موج سی کی مشق ماتم کی

گرانقدری کہون کیا اوس سلیمان مکرم کی
کہ بار نام نے جسکے کمر خم کی ہی خاتم کی

مجھے ہوئی ہے آگے قدر کیونکر ساغر جم کی
کر اک جام اسکا دکھلاتا ہے کیفیت دو عالم کی

شکایت پھر نہ رہتی محنت گلزار عالم کی
نظر گر باغبان کرتا عرق ریزی پہ شبنم کی

ازل سی گوش زد ہی ہے ثباتی باغ عالم کی
برنگ گل مری تن پر قبا کیون ہو نہ شبنم کی

دکھایا ساقی مجھی وہ حسن جام مین سیر عالم کی
کہ ٹیکی مرا ل شیشہ کی طرح حسن جام پر جم کی

بہار آ باغبان جو بن پہ ہے یہ باغ عالم کی
کہ گلشن میں رگ گل سی نظر پڑتی ہی شبنم کی

حباب آسا ہوئی لٹ نازک مین ہی فرط ضعف خلقت سے
بھروسا کیا ہی مٹ جاونگا تحریک سے یک دم کی

یہ بیدردی کہ اس گلشن مین شبنم اوسکو سب سمجھے
چمن مین اشک غم سی آنکھ نرگس نے جو پرنم کی

مین ہی وہ آہوے رم کردہ وحشت ہون صحرا سے
کہ جسکے سایہ کی تصویر مین ہی طاقت نہین رم کی

روا رو رہگذار دہر کی ای رہرو دیکھو
ملی فرصت نہ چلنے سے کبھی ہم کو بھی اک دم کی

جھکے کیونکر برنگ چوب خشک ہے خمیدہ ہر سرکش
کمر ٹوٹیگی لغزش سے اسکی تواضع مین اگر خم کی

الٰہی کس ہم خوبی کی فرقت مین یہ حالت ہے
لگی ہے چھت پٹ کو آنکھیں ہیں حباب بحر عالم کی

نفس بے شغلی پیری مین دل بہلاتی ہین میرا — ہوا ہیچ ہے کہ فرحت بخش ہوتی ہے سحر دم کی

برنگ بوئے گل نازک مزاجی مین مین بیٹھا تھا — کہان آکے ٹھہرتی طبیعت میری برہم کی

شریک حال اہل غم نہین کیونکر ہوے گلشن — جب آنسو دیکھ نرگس مین تن تپتا ہی شبنم کی

نہ دیکھو گر تو ہون کمظرف مثل جام جم لیکن — اگر دیکھو تو گنجایش ہی مجھہ مین اک عالم کی

بجز اعجاز حسن دوست اسکو اور کیا کہیے — تمنا مین زیادہ ہی جو کی تو بہت کم کی

تناسب کی رعایت مجکو اسی افسانہ گو یہ ہے — حکایت گر سنون ہی مین تو لب جام کی جم کی

سیہ روزی سی اے گردون سواد آخر شب ہون — فنا ہو جاونگا دیکھی ضیا گر صبح ماتم کی

عرق کی قطرون سے اوس گل کے ہے عرق چشم شبنم — یہ پانی ڈہل گیا ہی چپ آنکھون کا شبنم کی

یہ پیہم پھونکر روئے ہین کسکی آشنائی مین — کہ سوج آئی ہے آنکھین ہر حباب بحر عالم کی

مین وہ ہون حرم دل ہی کعبہ حق دار فانی مین — نہین ہی تاب جسکو دید عوض عین زمزم کی

بنا ہون قدر سوز دل سی عکس برق اے گردون — تڑپ جاونگا مین بہلا تیہ ہی کہ بجلی اگر چمکی

وفورِ ضعف مین اتنا بھی رنج بھی دلکو آفت ہے / ڈبوئیگی مری کشتی کو گرد نقشِ چشمِ پرنم کی

ندامت کچھ تو اسنے سی ما قیا اوس سے اوٹھائی ہے / جب آیا سامنے پیمانہ گردن شیشے نے خم کی

نہ کیونکر اے اجل پھر آنکھ میری بند ہوجاتی / دمِ پیری کی آہین بھی ہوائین تھین سحر دم کی

یہ ادنی سی صفت ہے اوس طلائی رنگ کی اونکے / پڑا جب عکسِ رخ چاندی پہ کندنکی طرح دمکی

کسی شکلِ چمن کے انتظارِ آمد آمد مین / سفید آنکھین ہوئی ہین قطرہ ہائے آبِ شبنم کی

مین ہی تو موجد بتلیے سوزِ جدائی تھا / زمین پر مین جو تڑپا آسمان پر برق بھی چمکی

دکھادے اب تو اسکو اے صنم خوبی جمال اپنا / کہ جان آنکھون مین آئی ہے حبابِ بحرِ عالم کی

بجا یار ہر و اونسے ٹھوکرون سے جب تو ٹوٹا تھا / یہ نوبت ہوگئی مری پہ خود جامِ سرِ جم کی

کٹیگی عمر ہی بس مین یہ جان اپنی وہ بھیجر ہے / مثالِ تار گوہی آمد و شد سینہ مین دم کی

کرین کس وقت کار دین و دنیا کا اہلِ عالم / نہین ملتی ہی فرصت سانس لینے سے کوئی دم کی

دکھائیگا نہ مجھے کوئی نگوئی سانحہ گردون / کہ آنکھین تک جھپک کر رہی ہین مشق ماتم کی

کیے سجدے یہ طماعون نے زر کو دار دنیا مین
کہ آخر آ گئی داغ جبین مین شکل درہم کی

## غزل ۹۲

بنی ہین دیدہا سے منتظر نقش قدم ماہر
زمین بھی ہی یہ شائق مہدی ہادی کے مقدم کی

شعر ۱۴۱

نقش قدم نہ تھا نہ زمین پر جہان سے چلے
سایہ چلا زمین پہ کہ ہم ناتوان چلے

گھٹ ٹہر گئی یون زمین پہ تر خستہ جان سے چلے
سینے مین جسطرح نفس ناتوان سے چلے

یون مجھ بلا نصیب کے اشک روان سے چلے
جسطرح چلیے خوف کی جا کاروان سے چلے

گر کچھ چلی بھی چال تو یون ناتوان سے چلے
اپنی جگہ پہ صورت نبض روان سے چلے

رفتار گر قلم کی ترا ناتوان سے چلے
ہو طرفہ سیر ساتھ قدم کا نشان سے چلے

مجھسا کوئی رفیق طریق آپ کو ملا
سایہ صفت قدم بہ قدم تم جہان سے چلے

سنکے غول آئین تو چاہے ملال زر
ساغر چلین تو پیر مغان کی دوکان سے چلے

ہاتھ اوس سے پہر جدا نہوا شام کی طرح
اکدن عصا جو لیکے تری ناتوان سے چلے

کیونکر نہ بات بانٹین گا ٹو ہر ایک بات
قینچی کیطرح سی جو تمہاری زبان چلے

یون گرد غم مین پہر گیا ہی ہمارا دل
ریتی مین جیسی ہای ریگِ روان سے چلے

دو مست ہون جو ٹھیس شیشی مین لگ گئی
فریاد کرتے ہم سوئے پیر مغان سے چلے

فرقت کی شب مین یون ہے روان کہکشان چرخ
جسطرح سی کہ اژدر آتش فشان سے چلے

آئینہ سان سفر مین بھی نکلین نہ گھر سی ہم
گر ہم چلین تو ساتھ ہمارا مکان سے چلے

بلبل وہ ہون پھڑک کی دکھا دون جو زور عشق
اوڑتا ہوا قفس کیطرف بوستان سے چلے

دامن سی خار اولجھ گئے گل پاؤن پر گرے
صیاد اوجاڑنے جو مرا آشیان سے چلے

پھولا ہون گر ستارون بھری مانگ کو تری
آرے کیطرح سر پہ مرے کہکشان سے چلے

اندھیر اہل بزم کی آنکھون مین ہو گیا
محفل سے میری آپ اگر شمع سان سے چلے

ہون دفن بسمل تپ ہجران جو دشت مین
جادہ ہر ایک صورت نبض روان سے چلے

مارا جواب دینے پہ اوسنے رقیب کو
سچ ہے کسیکا ہاتھ کسیکی زبان سے چلے

اولٹی چلی خزان مین ہوا جب تو باغ کی ‏ مثل طیور اڑتے ہوئے آشیان پہ چلے

لپٹین جو بو کی باغ سی نکلین ہوا سی ‏ بن آئی راہزن کی جہان کاروان پہ چلے

ای داغ دل جنون مین تبہ ہی یہ ایکی دہن ‏ اوس ملک مین چلو نہین تیغ سکہ جہان پہ چلے

بدگوئی رقیب سیہ رو کو کیا کرون ‏ گر قطع ہو تو اور قلم کی زبان پہ چلے

ہم وہ حزین ہین یو تو نجانا ہوا کبھی ‏ پھولونمین بلبلونکے سوی بوستان پہ چلے

وانہ جو تیرے خال کا بھولا ہون مین کبھی ‏ چکی کیطرح سر پہ مرے آسمان چلے

یاد آئی گل کو آہ و شد عندلیب کی ‏ پھر کر جو آشیانکو پر آشیان پہ چلے

مثل نسیم صبح مگر آپکی ہی چال ‏ غنچونکے پاس پاس ہوئے دل جہان پہ چلے

وہ گل چلا جو باغ کی نظارے کے لیے ‏ طایر سمٹ کے سب طرف بوستان پہ چلے

رکھدون کبھی جو بار غم اپنا اوتار کے ‏ جھک کر جہا تمین پیر کیسیو جوان پہ چلے

کی بعد مرگ جو کشش وحشت نے کشش ‏ صحرا کو ٹھوکرون سے مری استخوان پہ چلے

بلبل وہ ہون پھرون جو قفس مین گلو نکا دم | اوڑکر شمیم گل کیطرح بوستان سے چلے
یون باتین کرتے ہین دیوانے ہجر مین | جسطرح سے کہ گنگ کے منہہ مین زبان چلے
جیتی وہ ہون کہ تھک کے گرے سایہ کیطرح | تن بھی جو میرے ساتھہ دم امتحان چلے
آخر ضعف سے عالم پیری کو دیکھتا | سایہ بھی پاس ساتھہ چلا ہم جہان سے چلے
خالی کمان جو رکھی قاتل کے ہاتھہ مین | تن سے نکل کے صورت تیر استخوان سے چلے
بلبل وہ ہون کہ قتل کو صیاد جب بڑھا | باہر چمن کے روتے ہوئے باغبان سے چلے
پچھلے سے مست بیٹھے ہین اس انتظار مین | بچکولے شفق تو جام ارغوان سے چلے
یون شوق مین ہے غم مرے دلکی طرف روان | جسطرح سے کہ طیر سوئے آشیان سے چلے
دیکھا یہ انقلاب ترے لطف و قہر سے | تنکے چٹے جو بید تو جھک کے جوان سے چلے
صیاد کی تسلیون کا اعتبار کیا | کھڑکی کھلے قفس کی تو کہو کہان چلے

ماہر کو قہر بیتی ہی یا ابو تراب

| شعر ۲۲ | جلد آئیے فشار ہوا استخوان سے چلے | غزل ۹۳۰ |
|---|---|---|

بسر طور اچھی بسر ہو گئی ‏ گئی آبرو تو گزر ہو گئی

خجل جب نہ حرص بشر ہو گئی ‏ ہوا انسو دپ سینے مین تر ہو گئی

مرے اشک شور آئے فقر مین کام ‏ کسا رنگ تب جب سحر ہو گئی

یاد انکی پھری دل مین سب مجھسے آنکھ ‏ کہ شب بھی ادھر کی ودھر ہو گئی

فقیری قناعت کا باعث ہوئی ‏ بری بھی تو اچھی بسر ہو گئی

بڑھاپے مین تختہ ہی تن قبر کا ‏ مری ٹیک کے سیدھی کمر ہو گئی

مرا دل وہ لیکر یہہ کہنے لگے ‏ کہو ہے یہ ادھر کی ادھر ہو گئی

قدم رک کے جب سر سے خوش ہون پر ‏ مہم تھی جو یادنکی سر ہو گئی

سب اچھے رہے مر گئے جب فقیر ‏ گدائی فقط دربدر ہو گئی

عجب رنگ مین رنگ الفت کھلا ‏ شب وصل گھس کر جگر ہو گئی

سیہ خانہ میرا وہ تاریک ہی
شبِ ہجر جس مین سحر ہو گئی

مرے خشک تن سی ہوئی یہ خجل
یبوست پسینے مین تر ہو گئی

نہ ٹھہریگی بو غنچۂ گل مین پھر
خبر اوسکی گر مشتہر ہو گئی

وہی میری پیری ہی ای آسمان
سحر مین جو شیر و شکر ہو گئی

یہ دیوانے ہی کیا تجھے غنچہ کی بو
چلے جب تو دیوار در ہو گئی

مجھے خوفِ تیغِ ہوس پھر نہین
یہی نانِ جو گر سپر ہو گئی

بلا گرد سر میرے پہیا نتک پھری
کہ آخر کو دستارِ سر ہو گئی

تری مردمک کا پڑا جسپہ عکس
وہی دیکھنے کی سپر ہو گئی

یہ سمجھی دمِ ضبطِ سوزِ درون
گھٹا دودِ دل کی جگر ہو گئی

جوانی سے بہتر وہ پیری ہی چرخ
جو کافورِ زخمِ جگر ہو گئی

تمھین بھی رہا تیغ ابرو کا ڈر
جبھی مردمک بھی سپر ہو گئی

سوکھا یا کسی گل کی فرقت نی یہ — کہ کانٹا ہر اک شاخ تر ہو گئی

بتون نے کرم کی جو پھیری نظر — خدائی ادھر کی ادھر ہو گئی

اوڑا شب ہجر کافور زخم جگر — کہ بیدرد سمجھے سحر ہو گئی

نہ کہتا مجھے صاحب راز عشق — جگر کو جو دل کی خبر ہو گئی

پڑی بحث جب کفر و اسلام مین — ادھر بت خدائی ادھر ہو گئی

مجسم گنہ نے یہ آخر کیا — کہ دل کی سیاہی جگر ہو گئی

بدلتے ہی کروٹ کے اے آسمان — شب وصل ادھر کی ادھر ہو گئی

دیا ساتھ مشکل مین فوراً امرا — اگر بیکسی کو خبر ہو گئی

مجھے خوف طول شب ہجر کیا — اوڑا رنگ رخ جب سحر ہو گئی

نہ اوتری فقیری کے اعجاز سے — کلاہ گدا تن پہ سر ہو گئی

مقدر کی گردش سے آخر بلا — یہ لپٹی کہ شال کمر ہو گئی

سخن سی نکیون ہو نہ عین راس الرئیس | زبان شمع کے تن پہ سر ہو گئی

غزل ۹۴

بڑھاپے مین ما آہرنہ چل راہ جرم
ٹھہر جا کہ اب دوپہر ہو گئی

شعر ۳۶

مجکو مہمان سی مروت بھی حیا بھی آئی
جان لیکر گئی گھر مین جو قضا بھی آئی

جان لینی کا جو تہا کام قضا بھی آئی
بی ہوس پاس ہمارے نہ ہوا بھی آئی

میرے کہنے پہ ہوس کیا کہ ہوا بھی آئی
دم ذرا سا جو دیا ہمنے قضا بھی آئی

وای غفلت کہ نہ کچھہ اونکو صدا بھی آئی
در کی زنجیر مری آہ ہلا بھی آئی

آج کچھہ نکہت گیسوئے رسا بھی آئی
مرض عشق بڑہا جب تو دوا بھی آئی

مین جو آیا تو زمانے مین بلا بھی آئی
بزم مین شمع کی آتے ہی ہوا بھی آئی

مجکو اوس وادی پر ہول مین لایا ہے جنون
قافلہ کیا نہ جہان بانگ درا بھی آئی

ہاتھ مین آئنہ و شانہ وہ لیتی ہی رہے
بگڑی لفظونکو مری آہ بنا بھی آئی

عذر رو رو کے مرا غیظ مین وہ کہتے ہین
تجھکو گڑھی کبھی بات اپنی بنا بھی آئی

مجکو تھی بوالہوسی سے یہ جہا نمین نفرت
حرص سمجھا اوسی گر پاس ہوا بھی آئی

رنگ سیو صم مین کھلا اسکی محبت کا مجھی
رنگئے دست صبا پھول اٹھا بھی آئی

مینجیدار ایسے ہین کوچے ترے ٹھہر کے آید و ت
ٹھوکرین کھا مین جو فکر شعرا بھی آئی

خلوت یار مین بیگانونکا آنا کیسا
سر دھنا شمع نی گر پاس ہوا بھی آئی

اب تن زرد مین کس منھ سے دکھاؤن اونکو
زعفرانکو جو ہنساتا تہا ہنسا بھی آئی

بیان نسیم سحری ٹھوکرین کھاتی ہی ہی
تیز دست آہ مری ونکو جگا بھی آئی

اپنی تنہائی سی مضطر وہ صنم نزع تہا مین
ستم کیا دل مرا جسو وقت قضا بھی آئی

مین نہین اک ترے گھر دور کے سب آتے ہین
سانس بھولی ہوئی تہی جبکہ ہوا بھی آئی

طاعت حق پہ نہ بگڑین یہ سمجھکر اصنام
تجھکو بھولے سے کبھی یاد خدا بھی آئی

مجکو تعجیل اوسی جان کے لینے مین ہے دیر
لو وہ آکرتی ہوئی مجھسے قضا بھی آئی

تنکے چننے لگا مین زردی تن اپنی — عشق مین لو کشش کا ہُنر یا بھی آئی

قتل سے تمنے جو کیا قتل کے مشتاق تو تکو — اس جفا سے ہین کھنچے ہوئی وفا بھی آئی

مجکو بیخود دیہ خطِ شوق کے آنے نے کیا — نامہ بر کا ہوا ہو کا جو ہوا بھی آئی

نا ز و غمزہ دہی کو دنیا مین تمہید ہوئی — سامنا جب کے قضا کا جلوا بھی آئی

ہر سلو نکو ہو نکیون خوف دمِ قہرِ فنا — سب تو تجہ اسے محبوب خدا بھی آئی

صند تری کونسی دنیا کی ہے شئی رکہ لی — پاؤن پہیلائے جو تو تو خدا بھی آئی

مثلِ شبنم چمنِ دہر مین رو لی ہر شے — ایک کرنکو لہو یا نی خدا بھی آئی

رنگِ حاجت چمنِ دہر مین پہیلا تا یو ہین — سب تو سب دیکہنے کو تا تہ خدا بھی آئی

جا کے اب دیکہ لئے پردہ اونہین جو حجاب — آہ آنکہونکا حجاب اونکی ادا بھی آئی

اب مری لغزشِ پا کا بہے مزا ہے ساقی — دیکہہ لے جہومتی گردون پہ گھٹا بھی آئی

اب سکندر سی کہو صنعتین سب ہین بیکار — میری حیرت اونہین آئینہ دکہا بھی آئی

یون ہی کیا کم تھی وہ ہاتھہ اور حنا گل پھولا
شاخ مین شاخ لگانیکو حنا بھی آئی

تھا یوہین رنگ اسیری کا ہمین کیا کم
ہاتھہ بندھوانیکو دنیا ہین حنا بھی آئی

تیز دستی یہہ ہی ہیکلی تھی نہ وہان آنکھہ ابھی
آہ پر دود مری سرمہ لگا بھی آئی

رغبت دل سی مری نزع مین آیا نکوئی
فرض ادا کرنیکو آئی جو قضا بھی آئی

باغ عالم یوہین جلتا تھا تو نکے ہاتھون
آگ مین آگ لگانیکو حنا بھی آئی

غزل ۹۵

اسقدر بھی کوئی تربت نہ ٹھہرا ماہر
کچھہ اگر ہی سے ہمین بوئے وفا بھی آئی

شعر ۲۱

عبث جہانمین کیب زلزلے ہین آئے ہوئے
تڑپ رہے ہین لحد مین ترستے ہوئے

نہ پوچھو کچھہ یہ کون آتے ہین نہائے ہوئے
یہی ہین جنکی ہین یہ ہم خاک مین ملائے ہوئے

عوض مین آہ کے ہنستے ہین منھہ بھرائے ہوئے
نئی ہین لوگ جنازے پہ پھیر آئے ہوئے

تم اہل بزم مین سے ایک کو تو دو بوسہ
فقیر بیٹھے ہین سب آسرا لگا ہوئے

طریق عشق مین آتی ہی یہ صدا مجکو
خطر کی راہ ہے رہرو قدم اوٹھائے ہوئے

عصائے شیشہ وہ ہے ساقیا کہ زاہد کیا
سنبھل گئی ہین شیشے بھی لڑکھڑائے ہوئے

رقیب پر ستم و ستان ہو گر تو کیا ہوگا
نری جھلکیون سے ہم ہین ہار لگائے ہوئے

ندا ہی حشر مین دستار قاضیون کی بچائے
مغان کے ساتھ ہین مستون کے غول آئے ہوئے

نہ اوٹھ سکی بیان سے کسطرح تیغ او قاتل
ہماری قتل پہ ہے آستین چڑھائے ہوئے

یہ کون لیگیا سیلو سی کیا ہوا یا رب
ابھی تو دیر ہوئی تھی نہ دلکو آئے ہوئے

مین ہی نہین ہون تمہی شمع رخ کا پروانہ
چراغ شام ہی سے تجھسے لو لگائے ہوئے

ہیں شکل اونکی دم صبح شام صلوت سے
نگاہ نیچی ہی بیٹھی ہین سر جھکائے ہوئے

صدا یہ ہچکیون سے دی کہ مر گئے عاشق
جنازہ لاؤ وہ گھبرائے ہین آئے ہوئے

وصال کا تو بھلا ذکر کیا ہے فرقت کا
وہ داغ ہے جسے چھاتی سی ہون لگائے ہوئے

بہے وہی مری آنکھون سے اشک بن بنکر
جگر کے زخم تھے پانی جو کچھ چرائے ہوئے

اونکو عاشقونکی سچ تو ہی وہ کیا جانین | کہین ٹپے ہوے ہونگے جلے جلاے ہوے
اوترر ہی ہے گلو مین مثال آب جہری | کچہہ اسِ اداسی وہ سینہ کو ہین دبائے ہوے
نشان و جشیو منزل کامل ہی جائے گا | چلے چلو کسی جانب کو منہ اوٹھائے ہوے
نہ پوچھو عشق نظر مین کہ کیا گذرتی ہے | تڑپ رہا ہون کلیجے پہ تیر کہاے ہوے
اوٹھین کا بوجہہ نہ اونپر جو یہ ڈہتا ہون | وہ لاش اوٹھا ہین و لاش ناز اوٹھاے ہوے

غزل ۹۶ | مثال ورن رخ روشن ہی کسکو اے ماہر<br>چراغ شمس و قمر ہی ہین جھلملاے ہوے | شعر ۲۵

طپان ہون یون تری مژگان سے دل لگاے ہوے | شکار جیسے تڑپتا ہے تیر کھاے ہوے
وہی ہین پھر جنازی پہ آج آئے ہوے | ادھر جو دیکھتی ہین منہہ ادھر پھراے ہوے
ادھر ہے ایک دل زار دیکھیے کیا ہو | مژہ کی صف ہی پرا اوسطرف جماے ہوے
تمہاری زلف کو دل دیکھکر یہ کہتا ہے | یہ ابر آیا ہے بجلی کہین گراے ہوے

گھبراؤنگے یا کے سنا یہ کہ دشمن پلٹن تھا جو کر
مھرا اٹھی کیا جو چلی آئی منہ اوٹھائے ہوئے

عقب مین انکو کئے ہین دل کے ادر آتا ہے
کہ جیسے فوج کو آگے کوئی دبائے ہوئے

پتہ یہ کوچۂ دلدار کا ہے سایے قاصد
ہزارون بیٹھے ہین وہان دہونین رمائے ہوئے

عبث گمان بد اونپر نہین ہے ای قمر
کہین وہ یا نہ کہین بال مین نہائے ہوئے

مناسب آپکو بھی روز حشر ہے آنا
ادھر ہین آپکے سب خاک مین ملائے ہوئے

غضب ہے تو نہین کہاتی ہین دیکھیے کب کے
بڑھے ہین قتل کو وہ آستین چڑھائے ہوئے

ہزار حیف کہ مردہ کہین او بخین بیدرد
کبھی جو سوئین ترا ہجر کے جگائے ہوئے

گناہگار ونکو دیتی ہین غسل کیون پس مرگ
یہ آپ ہین عرق شرم مین نہائے ہوئے

دل و جگر کی تمنائین قتل ہوتی ہین
اوجڑ رہے ہین مری گھر بسے بسائے ہوئے

ادب او بل کے دعا دے رہے ہین شیشے بھی
مغان چلی ہین جو ہر مست کو جھکائے ہوئے

دم وصال کچھہ آیا جو ہے خیال انکو
بدن ہی سرد پسینے مین ہین نہائے ہوئے

دلون مین بعد فنا بہی نگہون کی حسرتین
چراغ شعلۂ خونکی ہین یہ بجہائی ہوئے

نہ دل مین حسرتین اب ہین نہ دل ہی سینہ مین
ہم انکی راہ مین ہین گہر لٹائی ہوئے

یہ گرم صحبت پیر مغان ہی مستون کی
شراب خانہ مین شیشی ہین جوش کہائی ہوئے

اونہین سے کوئی ہماری وفا کا پوچہی حال
جو ذبح کر رہے ہین آستین چڑہائی ہوئے

تقاضہ سن کا ہے اترو نیچی سی راہ چلو
ادا یہ کہتی ہی چال اور بہی بنائی ہوئے

علاقہ قطع نہین گو لیے وہ جاتے ہین
چلا ہے دل ہی تو پہلو مراد پائی ہوئے

دلونکو دیکھ کے ناوک فگن یہ کہتے ہین
اوٹہالو انکو نشانے یہ ہین اوڑائی ہوئے

شب وصال وہ سر رکہکے جسپہ سوتی تہی
تڑپ رہا ہون وہ تکیہ گلی لگائی ہوئے

امید اب تری دیدار کی ہو کب قاتل
گلے پہ تیغ بہی رکہی تو منہ پہرائی ہوئے

| غزل ۹۷ | خفا اونکون سے ملی گر تو خوب ای ماہر<br>ملے شہید وہین خود بہی لہو لگائی ہوئے | شعر ۲۲ |
| --- | --- | --- |

وحشی تجمل ہین پاؤن جو گھر سی نکال کے — شیشے ہین آبلے عرق انفعال کے

بیٹھے ہین ٹک کو پھینک کے مشتاق چال کے — گھر سی قدم نکالیے گا دیکھ بھال کے

ہنگام حشر سامنی ہون ذو الجلال کے — سوچا کہان ہین پاؤن لحد سی نکال کے

وحشت مین کیا ہین چال ہرن دیکھ بھال کے — پردے پڑے ہین آنکھ پہ چشم غزال کے

اوس قبر تار مین تری وحشی چشم ہین — جسپر چراغ بنتے ہین دیدے غزال کے

وقت جنون نہین ہی تری شمع کا یہ جلوس — شیرون کے غول پیچھے ہین آگے غزال کے

سو درد سر اوٹھین ہو جو بوسہ دو کلی ایک — پیچ ہی بلا مین پڑتی ہین جعد کوتال کے

مجرم وہ تھا کہ خوف سے تاثیر جرم کے — بھاگے ملائکہ بھی دو زخ مین ڈال کے

اون مدفنون مین ہی تری وحشی بس فنا — گنبد بنے ہین جن پہ غند غزال کے

بیزنزع جان وہ شے ہے کہ انسان کا ذکر کیا — مر مر گئے ہین شیر زبانین نکال کے

خالق جزا خیر دے مردان عشق کو — دیدی ہے تیغ میان سے اونکو نکال کے

کیون دام آسمان مین نہ عالم اسیر ہو / جنکو نجوم کہتی ہین حلقی ہین جال کے

جا دیکھے نہین ہین وادی آسیب مین مرے / دکھلاتے ہین کوہ زبانین نکال کے

وحشت مین تیری چشم کا جب آگیا خیال / مژگان بنائی پاون کا کانٹا نکال کے

انجم ہین کب عیان شب فرقت مین افلاک / ذرے بلند ہین مری گرد ملال کے

وصلت تو در کنار ہی حجاب قیس ابھی / محمل سے کوئی منہ جو دکھا دی نکال کے

نافے نہین ہین جا بکی وحشی چشم یار / دل رکھ گئے ہین قید مین آہو نکال کے

بی جسمیو نکا جب ترے می آیا مجھی خیال / بن بنکے سب بگڑ گئے نقشے خیال کے

احباب بہی گئی ہین لحد بہی ہوئی ہی بند / اے دوست اب مرے ہین جواب سوال کے

انجام کیون نہ وحشیو نکی غم کا ہو خوشی / بنتی ہین خون خشک سی نافے غزال کے

کھائی ہین سیر دشت جنون مین جو ٹھوکرین / دو ہو گئی ہین پنجے سم ہر غزال کے

اشکون سی دل جو سیر ہو ماہر سمجھ یہ تو

| شعر | دی ہی صراحی چرخ نے شوری مین اچھال کی | غزل |
|---|---|---|

یوسف سے گھر چھڑاتی ہین شعر خیال کے
بو پھیلی ہی گل کو چمن سی نکال کے

وحشت مین کیون نہ چال چلون دیکھ بھال کے
ہین آبلے بھی پاؤن کے دیدۂ غزال کے

کیونکر نہ زلزلے مین ہلین دل جبال کے
زیر زمین تڑپتی ہین طالب وصال کے

ایسے ہین قدر دان ہی ہر اک کمال کے
خود انگلیان اوٹھاتے ہین شایق ہلال کے

آیا نہ کام مین جو کسی خوش جمال کے
پہلو تہی ہی پھینک دیا دل نکال کے

بیکس شہید مے تحمل ہین یہ ساقیا
انگور شیشہ مین عرق انفعال کے

کم تجھ سے نہ وحشیون سے تری چشم مین ہے
کیون گرد باد رنگ تہ نکال کے

گذری ہی آج دل پہ کچھ اے تیغ غم ضرور
انداز آنسوؤن مین ہین بسمل کی چال کے

کیا تیرے رند قہقہہ زن ہین بروز حشر
دستار گرد باد قیامت اچھال کے

عشاق کے سکوت یہ کہتی ہین اے بتو
دیگا خدا جواب تمہاری سوال کے

وحشی وہ ہون کہ جسکی درازیِ دست سی
کوتہ ہین آستین کے بخیے دامن جبال کے

رحمت خدا کی صورت سیل ترا گئی
کچھ یون بھڑک کے مجھسے وہ تمکین ٹال کے

کیون ضبط سوز دل نکرون صورت سپند
معدوم ہونگا سینے مین نالہ نکال کے

ذکرِ غزال کیا تری وحشی کے دشت مین
جادی بھی رکھگئے ہین پانون نکال کے

مجنون دکھے کے دفن مین اتنا وہ دل اوٹھے
کوئی اسی لحد مین آ دیتا سنبھال کے

ہوگا ضرور قتل کوئی آج بیگناہ
خنجر وہ دیکھتے ہین کمر سی نکال کے

دیوانی کیون خزانہ وحشت نہ لوٹ لین
ہین قفل سب ٹوٹے ہوئے سم غزال کے

مشہور ہین وہ جادہ صحرا کے نام سی
پھاڑا ہین وحشیون نے جو دامن جبال کے

دنبالہ سرمہ کا ہو جو منظورِ چشم یار
رکھدین غزال منھ سی زبانین نکال کے

آیا مزہ کا وادیِ وحشت مین جب خیال
تلوون مین پھر چبھو لیے کانٹے نکال کے

یہ عشق چشم یار سی وحشت مین ہین غزال
پانون سی داب لی ہین زبانین نکال کے

کیون ہر قدم زغند نہ وحشی ہی اب بہرن
دہنے کو غول بان کو دیدی غزال کے

غالب نہ یہان سمجھ شوق یہان آیا ہی تا بہ عرش
پر دشمنی کوئی تو دکھادی نکال کے

پوچھی جو مجھسی قیس نی سختی راہ عشق
پاؤن کے خار رکھدیے سر سے نکال کے

چھوڑا اسے دلکو لکھی مین آیا ہوت قبر مین
اوجا بچھوے پاؤن کو رکھنا سنبھال کے

اک عاشقون کی بات تہی اوسکو بھی کھو دیا
موسی ملی جواب ارنی کی سوال کے

| شعر ۳۰ | ماہر اونہین بھی آگئی کچہہ تپ خفیف سی<br>تڑپے مثال نبض جو طالب وصال کے | غزل ۹۹ |
|---|---|---|

مرگئے ہم نہ کہا اک نے قضا آتی ہی
شمع دامن مین چھپاؤ کہ ہوا آتی ہی

حالت جرم مین بالین پہ قضا آتی ہی
مرکے لکھو لو نگانہ آنکھین کہ حیا آتی ہی

بخشدو دل سی اگر آہ رسا آتی ہی
ٹوٹتا ہی کوئی شیشہ تو صدا آتی ہی

کچہہ نکچہہ قیس پہ گذری ہی خبر لے لیلی
گرتی پڑتی ہوئی صحرا مین ہوا آتی ہی

بعد میرے جو نہین کوئی عزادار مرا
قبر پر جا کے ہوا خاک اڑا آتی ہی

ہر سحر کیون نہ چلے قافلۂ نکہت گل
جو چٹکتی ہے کلی بانگ درا آتی ہی

اونکو جب ہوتی ہی منظور نظر خود بینی
میری حیرت اونہین آئینہ دکھا آتی ہی

نیم بسمل ترے کیا خاک سی اوٹھیں قاتل
برچھیان یہ نگہ شوق لگا آتی ہی

دیکھکر تجکو گنہ ہائے کئی رتی یارب
بند کر دی کوئی آنکھین حیا آتی ہی

جنبشیں ابروونکی کہتی ہین کہ تم نہ کہو
تمکو تلوار کی ناشق پہ لگا آتی ہی

ای جوانو کبھی پیرون سی نہو گستاخ
انہین بندون سی خدا کو بھی حیا آتی ہی

گوش دل سی مری آواز کو سنتے ہین ملک
میری ہر دمین پیکی جو صدا آتی ہی

غول بھاگے ہین کہ پیزار ہین بیابان سی غزال
آبلو نکو مرے کیا آنکھ دکھا آتی ہی

دل دکھو نکو نہ ستا اسکین ہی کا او ظالم
انکی وہ آہ ہی جو عرش ہلا آتی ہی

کچھ پتا ملتا نہین ای قافلۂ اشک رواں
دل دھڑکتا ہی کہ آواز درا آتی ہی

حشر مین توڑ رہی ہین ترے وحشی قبرین
نکلو نکلو کی جو کانونمین صدا آتی ہی

مرسلونمین بھی وہم حشر پہ غل ہی تہ عرش
سب ہین امت محبوب خدا آتی ہی

یار واحباب سی تو قبر پہ آیا نہ کوئی
ہان اگر سی تو ذرا بوئی وفا آتی ہی

کہدو اوسنی کہ خبر لین ترے مرد لگی جلدی
آج کچھ رونیکی پہلو سی صدا آتی ہی

نالۂ حضرت مجنون کا اثر ہے اب تک
سامین سامین کی جو صحرا سے صدا آتی ہی

دلمین لیلی تجھی بند آنکھ جو کرتا ہون کبھی
میرے دم سے ترے سونیکی صدا آتی ہی

یاس کسطرح سے مر آکے نہ دم لے قاتل
منزلون سے مری لینیکو قضا آتی ہی

زیر پا خار کو سمجھے نہ رگ گل کیون قیس
ملکی رخسار سی لیلی کی ہوا آتی ہی

قتل کرتے ہین مجھے ضد نکری کیون قاتل
پاؤن پھیلاتی ہین جسوقت حنا آتی ہی

گر شہیدونکا جنازہ نہ اوٹھایا نہ سہی
لاش عشاق پہ ٹھوکر تو لگا آتی ہی

چھیڑتا ہون جو بھری بزم مین کہتے ہین یہ وہ
سچ بتا دی کبھی تجکو بھی حیا آتی ہی

قتل پر میرے جو ضد ہی تو کہہ دو اوسسے
خون پانی نکین ایک حنا آتی ہے

کوئی تو پوچھے نقاش ازل سی اتنا
دوسری شکل بھی تیری سی بنا آتی ہے

وا ہی ونپر کہ جو محرم ہین آوازسی ہی
لن ترانی کی تو وسی کو صدا آتی ہے

| غزل ۱۰۱ | موشگافی سی کہلا ہمپہ عقدہ معما<br>عاشقون پر اونہین زلفونکی بلا آتی ہے | شعر ۲۳ |
|---|---|---|

بنکی معشوق جو عاشق کی قضا آتی ہے
صاف خلخال کی گھنگرو سی صدا آتی ہے

مر دے جی اوٹھتی ہین نیند و نکی قضا آتی ہے
کس ستم کی تجھی او ترک ادا آتی ہے

توڑ کر جب دل بلبل کو صبا آتی ہی
صاف غنچی کے چٹکنے کی صدا آتی ہے

منعمو عالم فانی مین خوشی ہی معدوم
کان بجتی ہین کہ نوبت کی صدا آتی ہے

زاہدو دل مین جگہ دو نہ بتونکو کیونکر
دیکھتا ہون جب انہین یاد خدا آتی ہے

نازنین نے جو اوٹھا تو سنا کیا اسکی
آپکو بھی تو مری لاش اوٹھا آتی ہے

کوئی اوسنے کہے ویران جو دل کرتی ہین — اس زمین پر تہین بستی ہی بسا آتی ہی

برہمن چھوڑ کے کعبے کو ملا کیا تجھکو — دیر مین ہی تو نظر شان خدا آتی ہی

گل نکیون ہجر مین ہوجا مری شمع حیات — دل تڑپتا ہے تیرے یون جیسے ہوا آتی ہی

نابلد مین یہ تحرشی ہی غربائی عالم — دل دھڑکتا ہے تو نوبت کی صدا آتی ہی

باغ مین دیکھکے اونکے گل رخسار کا رنگ — پھول مرجھائین نکیونکر کہ حیا آتی ہی

تجھسے بی پردہ گنہ مین نے کئی تھی یارب — کیون نہ گڑ جاؤن زمین مین کہ حیا آتی ہی

وصل کا کیا مجھے اچھا نظر آئے انجام — دل جو ہنستا ہی تو رونیکی صدا آتی ہی

پیچھے ہٹجاتی ہی محمل مین ادا سے لیلی — آہ جب قیس کی پردے کو اوڑا آتی ہی

پردہ گوش مین کیونکر نہ چھپاؤن اے دوست — دل مین ہی تیری جگہ دل سی صدا آتی ہی

حسن اور عشق مین پھیلا ہے لڑائی کا جو رنگ — خون سینی پہ گرانیکو حنا آتی ہی

بیوفاؤنکی قدم کیونکر اوٹھین چلنے مین — زیر پا تربت نقش کف پا آتی ہی

پردہ دید مین کیا کام نکالا موسیٰ | اب تو کانون مین وہ مطلوب صدا آتی ہی
مجھہ گنہگار کے لاشے پہ نکیون دہا نہین | مجکو رونے ہوی لوگون کو حیا آتی ہی
آنکھین محرم ہون دیدار تو ہون موسیٰ | لن ترانی کی تو کانون مین صدا آتی ہی
کان آوازہ وحدت سے بھری ہین جو مر | کوی بولی مجھے تیری ہی صدا آتی ہی
لن ترانی تو کہا پر یہ ہوا کیا جانے | یہ نہ سمجھی مرے کانون مین صدا آتی ہی

غزل ۱۰۲ — اوسکی رحمت مرے عصیان کو نہ بخشے ماہر / مین غرض یہ منہہ سے کہونگا کہ حیا آتی ہے — شعر ۴۱

آئینہ بنگئی ہی تن مین جو قدرت تیری | میری صورت مین نظر آتی ہی صورت تیری
آئینہ لیکی بھی بڑہتی نہین حیرت تیری | دیکھہ تو دیکھہ رہی ہی تجہی صورت تیری
تھوڑی دل کو جو بڑہا دے تو عنایت تیری | نکلی جاتی ہی مری دل ہی محبت تیری
میری وحشت ہو غضب چال ہو آفت تیری | ۱ حشر میرا ہو یہان وان ہو قیامت تیری

قیس کردی مجھی کسطرح نہ الفت تیری
دل جو مجنوں ہی تو لیلی ہی محبت تیری

لیچلی ہی سوی دوزخ جو عدالت تیری
لپٹی جاتی ہی گنہگاروں سی رحمت تیری

ہاتھ تلقین مین مجکو نہ اٹھائے کوئی
ہون تہ خاک مین یہ دست امانت تیری

دور کسطرح گنا ہون سے مین ہوتا یارب
سر کی جاتی ہی مرے پاس سی رحمت تیری

جوش خون ہی جو چمن کو بھی ترے دیتی مین
چھوٹ نکلی ہی ہر اک پھول سی نکہت تیری

باتین کہنی کی ہین تلقین کہان کی ای دوست
مرکے بھی پھری زبان پہ ہی حکایت تیری

کیون لحد توڑ کی نکلین نہ گنہگار ترے
حشر مین ڈھونڈ رہی ہی انہین رحمت تیری

اب بھی آہوش مین برباد نکر دلکو مری
دیکھنی کو گھر ہوئی جاتی ہی محبت تیری

کونسے جرم کی یہ ربط بڑھایا یارب
تب تڑپتا ہون ہٹی جاتی ہی محبت تیری

وای ناقدری مردم کہ ادہر سکو کہین
کھب گئی ہو مری آنکھون مین جو رنگت تیری

حشر مین آکی سوا اور کہین کیا مجرم
ہمسے وہ کرچکی تجہسی مروت تیری

شبہہ غیبت کا کیا مین نے تو وہ کہنے لگی ۔ ہان تری سر کی قسم کی تھی شکایت تیری

آج تو خیر مری لاش جب اوٹھی او گل ۔ رنگ اوسدن تجھے نہ لائی یہ نزاکت تیری

حفظِ جان عشق مین اشاق سے بہت ایدو ۔ جسکو کہدی ہی آو سے دیدو وہین امانت تیری

خلد کو چھوڑ کے مرسل نکل آئین باہر ۔ ہاتھ چھوڑے تو مرا حشر مین حرمت تیری

کسکے دیدار کی خواہش ہی خبر لی سے مجے ۔ باتون باتون مین بڑہی جاتی ہی لکنت تیری

دل مرا لینی کو اور آئین خدا کی قدرت ۔ غیر کے ہاتھہ مین دیدو وہین امانت تیری

تو جو بالین پہ ہے اتنا نہین کھلتا مجہہ پر ۔ جان تن سی یہ نکلتی کہی حسرت تیری

جلوہ گر ہوکے نگاہون سے نہ کیون چھپ جاے ۔ کچھہ شرر مین نظر آتی ہی شرارت تیری

حشر مین آتے ہین اس شان سی تیرے مجرم ۔ قہر آگے ہے پس پشت ہے رحمت تیری

یہہ سبب ہے جو تری غم کو بہی رکہتا ہون عزیز ۔ دل جو تڑپی تو بہلتی ہی طبیعت تیری

گاہ نعلین مین گہہ آنکھون مین ہین گہہ دامن مین ۔ میری اشکو نسی ٹپکتی ہی شرارت تیری

دو دلی کی مجھی ہی ہی تجھے یون حسرت ہے
تو ہو اک دلمین تو اک دلمین محبت تیری

عکس آئینہ مین جسطرح نظر آتا ہے
یون ہر اک دلمین اوتر آئی ہی صورت تیری

لاش ہی لاش نظر آئیگی اب مقتل مین
دیکھ اوٹھجائے نہ انگشت شہادت تیری

کیون نہ فرقت مین بھی اب لطف ملین وصلت کے
دل وہ پہلو مین ہی جسمین ہی محبت تیری

آہ ہر دم کی نکلکر یہ خبر دیتی ہی
اب سمائی نہین دلمین مرے حسرت تیری

دیکھتا ہون جو مین آئینہ تو وہ کہتی ہین
خوش نہو مر کے بدل جائیگی صورت تیری

دل کے جانیکا تجھے نزع مین کیون دھڑکا ہے
جان دونگا نہ دونگا مین امانت تیری

چاک ہون گل کی گریبان تو دل غنچون کے
باغ مین جامہ کے باہر ہو جو نکہت تیری

لن ترانی یہ بھی تکرار کی گر اے موسیٰ
باتین کچھ اور بھی سنوائیگی لکنت تیری

قبض کرتا ہے مری روح تو خود کر یارب
تیری ہی ہاتھ مین دونگا مین امانت تیری

شکر کر عیب لسانی بھی ہنر تھا موسیٰ
بھولی بھولی تری باتین ہوئین لکنت تیری

بعد مردن بھی کسی طرح نہ آنکھیں ہین بند
رہ گئی طالب دیدار کو حسرت تیری

جان سی ہاتھ اوٹھاتا نہ مین کیونکر اے دوست
سانس لینی مین نکلتی تھی محبت تیری

جانکنی مین مری رگ رگ سی یہ آتی ہی صدا
دیکھ جیتی لیے جاتی ہین امانت تیری

## غزل ۱۰۳

نظم مین وہ بیان تھا کیا اور یہ کیا ماہر
اور کچھ بڑھ گئی جلدی مین طبیعت تیری

شعر ۲

مانتی مو سہی کیونکر لن ترانی آپکی
کچھ سمجھتی تھی زبان بیزبانی آپکی

کیون نہ ساکت ہو کہ ہی تصویر جانی آپکی
بند کر دیتی ہی لب شیرین بیانی آپکی

گر نہ کیجیی قدر تو نا قدر دانی آپکی
ہر ادا ہی ناز پرورد جوانی آپکی

حشر کے دن بھی ہی محروم ہم دیدار سی
سنتی تھی آنکھون سی دیکھی لن ترانی آپکی

دیکھی پیری مین جگمگتی لو ہین رنگ شباب
آ گئی تصویر مین جیسی جوانی آپکی

درد دل سارا سمٹ آ گیا پھاہیکی جا
داغ پھاہے کا جو تھا تن پر نشانی آپکی

پیچ ہین گر دونکی خلق آئی اگر اچھی طرح
کیون چھنی جاتی رہی آسمانی آپکی

وہی چیزین ہین ہمین جنکا زمانی مین نظیر
موسم گل باغ کا فضل جوانی آپکی

کٹ گئی فرقت کی شب اوس طول پر اک آن مین
دل نی کچھہ باتین جو کین مجھسی زبانی آپکی

شور محشر سنکی ہوتا کسطرح مجکو عجب
کان مین میرے پڑی تھی کچھہ کہانی آپکی

کونسا انصاف ہی آئینہ رکھنا ہاتھہ سی
آپکی صورت نہ دیکھی نو جوانی آپکی

آجتک آنکھون سی اک عالم لگاتا ہے اوسے
مین نے قرآنکھین جو رکھدی تھی نشانی آپکی

یاد رکھیے دینگے نسبت اپنے ہی اوسے
حسن کا جب عطر کھینچیگی جوانی آپکی

وائی ناقدری ہی عالم سب کہین غازہ اوسے
رنگ لالے گر زمانے مین جوانی آپکی

حسن کا جوبن چٹک کر مجکو دیتا ہے صدا
روئیگی پیری کو میری نوجوانی آپکی

اب نہین پر پاؤن چلنے مین ہین رکھے کسطرح
شب کو منھہ پر بھی ردائے آسمانی آپکی

وقت تلقین قبر مین بولے منکر منھہ کو موڑتا
مین یہہ سمجھا کوئی کہتا ہے کہانی آپکی

کہتے یون ہم بھی ملائین ہان نہین ہان ہان ہان نہین | دل مین جب گھر ہو تو کیسی لامکانی آپکی
کان مین مُردونکی بھی جا پہنچی آواز پا | روکیے حدت گذرتی ہی جوانی آپکی

غزل ۱۰۴

لہر پر سبزہ کی ماھر کی بھی پڑتی تھی نظر
کیون چھپی جاتی نہ اب پوشاک دھانی آپکی

شعر ۲۱

ہر ایک دانہ انگور آب ہو جاے | خدا کی شان ہی شیشہ شراب ہو جاے
جو سوزِ دل سی مرے انقلاب ہو جاے | اولٹ پلٹ کی کلیجہ کباب ہو جاے
ہر ایک عرض پہ اونکا خطاب ہو جاسے | مزا تو ہے کہ جو طول حساب ہو جاے
جو رُو نما اثر انقلاب ہو جاے | ہر ایک آئینہ چلو کا آب ہو جاے
خدا کی شان ہی انگور آب ہو جاے | ستارہ ٹوٹتی ہی آفتاب ہو جاے
ٹھہر جا یا کاش مرا بھی ہو عکس آئینہ | رنگے جو ریش کوئی یہان خضاب ہو جاے
کہے تو کوی وہ توڑین دل پر ارمان جب | حضور آپکی بستی خراب ہو جاے

نگاہِ مست سے وہ دیکھتے ہین دریا کو
عجب نہین کہ جو پانی شراب ہو جائے

کوئی تو دیکھ کے مجکو گلی مین اونسے کہے
جو کچھ نہین تو گدا کو جواب ہو جائے

سہارا پاکی احبا کا قبر مین بولا
ذرا تھمو کہ سوال و جواب ہو جائے

منون ہی خاک گرانی کا وقت ہی مجھپر
جو رہ گیا ہو شریکِ ثواب ہو جائے

مجھے ہو طالعِ بیدار بختِ خفتہ ہی
کسیکی آنکھ کا گر نیم خواب ہو جائے

جھٹک جھٹک کے وہ دامن کو کیون نہ جھنجلائین
وہ رخت خاک سی میری خراب ہو جائے

ہجومِ حشر مین کہتا ہون سر جھکا کے یہ مین
کھڑا ہوا ہون مرا بھی حساب ہو جائے

پکارنے سے تمھارے نہ مر کے گر بولون
خموشی یونکا کبھی کے جواب ہو جائے

اسی بہانے سے بخشا گیا مین حشر کے دن
مرا حساب نہ سبکا عذاب ہو جائے

نہین خبر کہ کیئے چلکے کتنے دل پامال
بنی وہ چال زمانہ خراب ہو جائے

لحد کی راہ مین روئے تو ہین مجھے احباب
کہین جنازہ نہ کشتیِ آب ہو جائے

نہ دیکھیں دیکھنے والے ابھی اِدھر ہی جلوہ
کہ اُٹھے یہ حسن کہیں آخر حجاب ہو جائے

کریم مجمع محشر میں شرم مانع ہے
علی کہیں میرا حساب ہو جائے

غزل

جو تیری لاش کھڑے پہ گھٹکے گورِ غریباں میں ماہر
آخیر ہچکیوں کا کچھ جواب ہو جائے

شعر ۶

دشتِ ہموں کا نہ تہہ ناک اگر دل ٹھہرے
جادہ ایک ایک نفس نیمہ بسمل ٹھہرے

بوجھ ہوا اکسیر نہیں کیا راہ کی مشکل ٹھہرے
جب چلے چشم زدنمیں سرِ منزل ٹھہرے

مرتبہ عشق میں کیوں دلکو نہ حاصل ٹھہرے
جن جو شیشی میں قاری وہی عامل ٹھہرے

ناتوانی سے نکیوں راہ میں مشکل ٹھہرے
گرد پاؤں سے جو لپٹی تو سلاسل ٹھہرے

واہ رے بخت جو اپنا ہو وہ قاتل ٹھہرے
جان نکلی جو بدن سے تو مرادل ٹھہرے

طائر قبلہ نما جب ہوں تو کیا دل ٹھہرے
جو سنان پر ہو علم خاک دو بسمل ٹھہرے

دوست یا دشمن معشوق یہ بسمل ٹھہرے
اڑ گئی شمع تو پروانوں کے کچھ دل ٹھہرے

ہنگو گیا طول مسافت سی جو بسمل ٹھہرے
جب چلی چال تڑپکر سر منزل ٹھہرے

پھر تو آنکھونکی لگانی ہی کے قابل ٹھہرے
دل اگر کسی گردن کی حمایل ٹھہرے

پر ہی صحرا مین بھلا قیس کا کیا دل ٹھہرے
جو بگولہ ہو وہ دیوار وہ منزل ٹھہرے

نہ بگولے ہون نہ دیوار منزل ٹھہرے
گھر گھر ادون کسی آپڑ یکو تو مشکل ٹھہرے

اور کسی اور آئینہ سی رخ [illegible] ل ٹھہرے
عکس گر بیچ مین پڑیگی نہ قابل ٹھہرے

چھوڑ کر ساتھ جگر کا نہ کبھی دل ٹھہرے
ٹھہری تو پہلو بسمل ہی مین بسمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہون تو کیون جینی مشکل ٹھہرے
راہ باریک پہ ہون پاؤن تو کیا دل ٹھہرے

دی جگہ دلمین تو یون غیر سب اپنے جائین
جیسی محفل تری آئینہ کی محفل ٹھہرے

خس دریا ہی آکر ساتھ ندی عاشق کا
عین دھار مین سمجھیے لب ساحل ٹھہرے

دہوپ مین دشت لوز دیکو جو نکلی وحشی
لھو لگکر جو بگولے سر منزل ٹھہرے

سالک مسلک ایجاد ہون مکڑی کیطرح
راہین سو دل سی نکالون تو مرا دل ٹھہرے

دوست رو دیکھا جو ہون کم دانہ بار فروشی
آگ سی دل پہ چلی گر تو نہ وہ دل ٹھرے

طائرِ قبلہ نما ہم نہین پھر سر میرا
تیری ہی سمت نہ پھر کے اگر دل ٹھرے

طبع روشن سے نکیون رونق صحبت ہو ہمین
شمع بجھ جائی تو برہم کن محفل ٹھرے

پڑ گیا مہر کو جب آپکے جانباز دکن سے
یون اوروں کے دل کی نہ پروانۂ محفل ٹھرے

ساتھ ہولیے نہ بگولون ہی کے کیون قیس عزیز
تا بکی منتظرِ ناقہ محمل ٹھرے

راہ تو خوب کٹی قطرۂ باران کیطرح
تاک مین ملگئی جب ہم سر منزل ٹھرے

طائرِ قبلہ نمائی سر سوزن ہو ہمین
خود تڑپنے لگون سینہ مین اگر دل ٹھرے

عشق نے مجکو بنایا ہے اک آویزہ گوش
چین سے وہ کہین بیٹھین تو مرا دل ٹھرے

طبع روشن ہو تو ہو بزم تری وابستہ
شمع اوٹھجائی تو محفل کی نہ محفل ٹھرے

کونسی عشق مین آفت مری دلپر گذری
جسکی غم مین نکبھی آنسو نکلے دل ٹھرے

نقشِ پا صفت سے ہون کچھ ان مرا کوچ و مقام
تھک کے رہجاوُن جہان پہ وہی منزل ٹھرے

رشتۂ شمع سی کہتا ہے یہ شعلہ ہلکر
کھینچیے پیندار پہ جس وقت تو کیا دل ٹھہرے

آ ہی جائیگی میں پروانوں کی روحِ مجنون
شمعِ فانوس میں کیون صاحبِ محمل ٹھہرے

صحبتِ لنگرِ ساعت ہون قرار آئیگا تو کیا
عضو بیکار رہون سارے جو مرا دل ٹھہرے

سچ تو کہتی ہیں کہ سولی پہ بھی نیند آتی ہے
شمع پر سو گئے پروانے تو کچھ دل ٹھہرے

دفن صحرا مین اگر ہون تب ہجران والے
نبض کیطرح نہ اک جادۂ منزل ٹھہرے

مثلِ رقاص ہوے تم سوزنِ ساعت مین ہون
کیون چلو چال وہ جس سے نہ مرا دل ٹھہرے

شمع کا ساتھ نہ مشکل مین دیا واہ رے عشق
جب ہوا آئی نہ پروانہ بمحفل ٹھہرے

شعلۂ شمع پہ مضطر ہو نہ کیون پروانہ
جان شمع لی ہے یہ جس دل کی وہ کیا دل ٹھہرے

بیقراری سبب بستگیِ خاطر ہے
جب گرہ کھل گئی کچھ آنسوؤنکی دل ٹھہرے

برق کہتی ہی ضیا ابر کو دیکر مجھسے
آگ لگجائے کلیجہ مین تو کچھ دل ٹھہرے

جبکہ دن مثلِ کمندِ سرِ دشمن مین سفر
اک قدم گھر مین ہے اک سر منزل ٹھہرے

ناتوان ہم سی گئی ہی چیز کوئی ہین شاید — پھر پڑے ہی قافلی جب ہم پس منزل ٹھہرے

جنبشین ابرونکی غیرون نی دیکھین اونکی — ہم نہ تلوار لگانیکی بھی قابل ٹھہرے

کوئی قاتل مین یہ آخر کو روا رو دیکھی — پاؤن راہی مین ہی سر سر منزل ٹھہرے

سچ ہے آنکھون سے گری اشک تو برباد ہوئی — قافلی لٹ گئی جب چھوڑ کے منزل ٹھہرے

چشم عشاق کو تسکین نہو کیونکر او بت — عرق آجای تو بیمار کا کچھ دل ٹھہرے

تیر کی طرح ہوئی ہمکو نہ تکلیف سفر — جب چلی اپنی جگہہ سی سر منزل ٹھہرے

سچ ہی آنکھون نی دل زار کی لی جان آخر — روئین جب سے تو بیمار کا کیا دل ٹھہرے

لاش پروانیکی فانوس مین لوٹ آئی ہی — جیتی تابوت کی کیا محفل ٹھہرے

گھر کے چھٹنے کا نہ انسانکو غم ہو کیونکر — نکلی پتھر سی شرر بھی تو نہ پھر دل ٹھہرے

شمع عکس رخ روشن نے دکھائی جو کشش — جوہر آئینہ پروانۂ محفل ٹھہرے

خس برباد ہین خیال سفر ہے اپنا — اوڑ کے پر دور گئی جب سر منزل ٹھہرے

صاف کر قلب تو ہو منعکس عشق بھی تجھکو / ایک آئینہ مین سو مردم محفل ٹھہرے

مجھ سی وحشی کا جنازہ جو اوٹھا صحرا مین / کاندھا دینی کو بگولی سر منزل ٹھہرے

کوئی ہمدرد اگر ہو تو سکون ہو شاید / روئی پہلو مین کلیجہ تو مرا دل ٹھہرے

ہمکو واں کی محبت کا طریقہ بھایا / آب شبنم سی اگر ہو تو نہ وہ دل ٹھہرے

مین نہ تڑپون تو زمانمین تڑپے کوئی / چین ہر ایک کو آئے جو مرا دل ٹھہرے

صفت دانۂ تسبیح ہون کیونکر ہو سکون / چین اوس ہاتھ سی پاؤن تو مرا دل ٹھہرے

کشتی بحر ہون کیا ذکر روانی کا مری / پاؤن منزل پہ جو رکھدون تو نہ منزل ٹھہرے

حبس آخر یہ ہوا حبس دم مجنون سی / محملون مین نہ کہین صاحب محمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہون تو میرے لئے سو ہین راہین / جسطرف جاؤن وہی جادۂ منزل ٹھہرے

ہون وہ شوریدہ سر آئے بھی اگر کانون تک / شور محشر مجھی آواز سلاسل ٹھہرے

مجکو پھر درد کی باتونکا مزا ملجائے / منھ مین دم بھر کو زبان نکلی اگر دل ٹھہرے

| شعر ۱۵ | مثال دانۂ پیا کشت دہر مین ماہر<br>جب آپ سیا کیطرح چرخ کجمدار سے چلے | غزل ۱۰۸ |
|---|---|---|

فلک تہ عیش رہا نہ شباب باقی ہی
اس انقلاب کا بس انقلاب باقی ہی

جگر مین داغ ہین وقت شباب باقی ہی
ظہور شام ہی اور آفتاب باقی ہی

ہمین امید ہو عِ شباب باقی ہی
نہ فلک جو یہی انقلاب باقی ہی

کھلے بند سے کا ہمیشہ عذاب باقی ہی
سیہ بلا ہی کوئی یا خضاب باقی ہی

فنا ہین لیک یہ چشم پرآب باقی ہی
غضب ہے خشک ہے دریا حباب باقی ہی

وجود بحر جہان ہی بقدر تاب و توان
بہت ہے یہ جو کوئی دم حباب باقی ہی

کھلے بند سے فلک کیون سدا خضاب مرا
بشر کے دلمین خیال شباب باقی ہی

ہے آبرو کی طلب گر تو کر ہنر حاصل
بقائی بو ہے تو قدر گلاب باقی ہی

کسو یہ چرخ سی کچھ کھول دی خضاب مرا
یہ رنگ ہے تو نشان شباب باقی ہی

ز فیض پا ئیگا اس خاک ذلیل و غافل
مراب پہنچھے امید آب باقی ہے
بند ہیگا رنگ نشا اچھی طرح سی پیری کا
کھلا ہوا ہی جو اپنا خضاب باقی ہے
نہ تن کے دیکھ ہر اک بار حسن کو غافل
یہ آب و تاب ہی تا شباب باقی ہے
فلک کی دور میں طفلی تو کٹ گئی رو کر
ایا اب شیب و فات ہا شباب باقی ہے
شکستہ دل ہوں محیط جہاں مین مثل
خدا کی شان ہی لوٹا حباب باقی ہے

غزل ۱۰۹ | مین لیکے نسخہ اکسیر کیا کرون ماہر جہان مین خاک در بو تراب باقی ہے | شعر ۱۴

کس طرح جان آئے بدن مین نظر کبھی
لیلی نکالتی نہین محمل سی سر کبھی
حسرت ہی دو دل بھی ہو داغ جگر کبھی
گھٹکا ہے تاک ہی گل تیلہ فر کبھی
ہوتا ہے سنگ مین بھی مرض کا اثر کبھی
چیختی ہی آ صبا بھی پھرا ہی جو سر کبھی
جب ہم گھٹین ہجر مین کیا پر جگر کبھی
ہٹتی نہین ہی خلق مین پیچھے سیہ کبھی

کیونکر تھمے مژہ نہ تھمین لخت دل مرے
دم راہرو بھی لیتے ہین زیر شجر کبھی

نامی خدا اثر غم ہی نکلین کی ٹکڑی ہو گئین
گمنام ہون جو محو ہون زخم جگر کبھی

تابان کہ آفتاب قیامت ہے جسکے تن
پھینکا تھا مین نی بینہ داغ جگر کبھی

سیلی ہوا کی پڑتی ہی گلزار دہر مین
بو بھی نکالتی ہی جو غنچہ سی سر کبھی

سب بھول جائین وسعت صحراے حشر کو
دکھلا دون گر مین دامن زخم جگر کبھی

با آبرو کو دل کی جراحت نکیون ہو قہر
بھرتا نہین گہر کا بھی زخم جگر کبھی

غنچے چٹک چٹک کے یہ کہتے ہین باغ مین
مٹھی نہ بند ہو جو ہو ہاتھ مین زر کبھی

انسان کو کیون نہ ہجر وطن کے ملال ہون
تڑپا ہے خود شجر بھی جو چھوٹا ہی گھر کبھی

بیگانہ خود سے ہی یہ پس مرگ ہو گئی
ہم تک نہ آئی مرکے ہماری خبر کبھی

غزل

ماہر وہی جہان مین ہی اللہ کا فقیر
دیکھا نہ غیر دست دعا جسنے در کبھی

شعر

نہ یہ بال سفید ہن بشر کے ڈھل جاتے
فلک سی برف جو گرتی نہال جل جاتے

ہماری آہ کے شعلے کبھی جو جل جاتے
چمن سے بو کی طرح باغبان نکل جاتے

شہید تیغ پہ جراح چال چل جاتے
قدم کی راہ نہ پاتی تو سر کے بل جاتے

نہ خون دل کی غذا آنسو ونکو ہی افسوس
جو پرورش کوئی کرتا یتیم پل جاتے

گلاب شکل سی درد دل جہان کے کھلتے
دوا مریض جو پاتے تو کچھ سنبھل جاتے

کسی شہید کا غم جہان مین تھی ہمرنگ
حنا کے حال پہ ہم کیون نہ ہاتھ مل جاتے

| شعر ۱۸ | عصا نہ ہاتھ جو پیرون کا تھا تھا ماہر<br>وہ دوپہر تھے کہ سو بار دن مین ڈھل جاتے | غزل ۱۱۱ |
|---|---|---|

حرارت سوز غم آنسو ونمین آتش کا شرارا ہے
عجب خرمن ہوا ہی دل جسکا ہر دانہ شرارا ہے

ترقی بخش دریا اسقدر رونا ہمارا ہے
چراغ چشم ماہی جو ہی وہ گردونکا تارا ہے

دل سوزان سے جو نکلا ہی آنسو وہ شرارا ہے
عجب آتش ہون جسپر آب کا قطرہ بھی پارا ہے

عجب کیا اضطراب دل جو شور حشر آیا ہے
زمین تک ہلتی ہے میری قبر جنبش کا وہ اندازا ہے

پس پردہ بات دل الرمی سحر آشکارا ہے
کہ بیمار تپ فرقت کا اک یہ ہی سہارا ہے

عجب کیا ضعف میں قسمت کی چالوں سے جو ہارا ہے
یہ ہے سر دور ہے کعبہ گر دیکھو تو ستارا ہے

پڑھی ہے الٹی سیدھی میں نے جب اعظم کی آیت یا
مری ہے سر او جبکہ تیغ نے دشمن کو مارا ہے

الٰہی منگوان خاک کی یہ نیند کیسی تھی
اوٹھے ہیں سب کے سب جب شور قیامت نے پکارا ہے

پڑی ہے کس کی نسبی افتاد یارب بلبل شبنم پر
شعاع مہر نے شیر سحر سی جسکو مارا ہے

نکیوں سینہ سی دم رک رک کے آئے جھٹ لہر کا
گرہ تار نفس کی سوز دل کا ہر شرارا ہے

یہ طغیانی بحر اشک غم کا ہے مری عالم
کنارہ جسجگہ کل تھا وہاں پر آج دھارا ہے

اگر تو دادخواہ جور دشمن ہے تو ساکت رہ
ستم پر جیب آہ جو وہی سکو پکارا ہے

کبھی دیکھی نہ تھی جو ادل بزم میں اوس نے
غضب کی وہ نگہ ہے اثر قیامت کا اشارا ہے

وہ ناخن اونگلی میں جیسی کہ ہر نقش انگشتر
خط زیر نگیں کی طرح بالکل آشکارا ہے

نہ کیون نبجائین گرما گرم باتین اپنی نالی ہی
زمانہ آتش سوزان غم کا دل ہمارا ہے

وہ ساعت کون تھی جسمین ترا طالب تجھے بھولا
دم آخر بھی گھنگرو کی صداؤن سے پکارا ہے

یوہین ہر عیب بین ہے دیدۂ عیب ذات مین عاجز
نگہ کو غیر ممکن جیسی آنکھون کا نظارا ہے

غزل ۱۱۲

جدا کیونکر کرون دل سی مین سوز غم کو ای ماہر
شرر اس آگ کا جو ہی مری آنکھون کا تارا ہے

شعر ۱

بیجان کرینگے عشق مین اشک روان مجھے
لوٹیگا رہزنون کی طرح کاروان مجھے

شکوہ نہین جو ساتھ نہ لین رفتگان مجھے
اکبار بڑھ کے دیکھ تو لی کاروان مجھے

رکھیگی پھر کہین کا نہ تاب و توان مجھے
اب بھی پکار لے جرس کاروان مجھے

مرجاؤنگا عزیز ہی سوز نہان مجھے
ای چرخ پھیر دے مری دل کا دھوان مجھے

کیونکر فروغ پاکے نہ بجھتا مثال شمع
ناساز تھی کمال ہوائے جہان مجھے

ممکن نہین کہ زیست مین اہل عدم ملین
مین خود دھوان نے نشان تو لی کچھ پتہ نشان مجھے

دو پھول لاکے قبر پہ رکھے نہ ایک نے
آیا نظر چراغ تو بس گلفشان مجھے

کیون چھاؤنی غبار نہ چھائے مزار پہ
دنیا مین تھا خیال بنائی مکان مجھے

بدگوئیون نی خلق کی مجروح کر دیا
گویا زبان ہی ہے مری تیر و کمان مجھے

چھیدے ہیں اس طرح سی کیا ناکسی فلک
ملتی نہین لحد مین مرا استخوان مجھے

دلدادہ ہون مین جسکی ابروی یار کا
انگڑائیان نہ لیکی دکھائی کمان مجھے

کم اوس سی نوک جھوک نہ تھی میرے یار کی
طعنے دیے جہان مین بنا بنا کے مجھے

دیکھے تو لوگ چکے ہین کلیجہ مین خلق کے
ای داغ دل کھائیگی کیا گرمیان مجھے

کہتی ہی چشم تر مین وہ تارہ طلسم ہون
استادہ ہو کے دیکھینگے آب روان مجھے

ای یاد پائے عمر روان جانتا ہون مین
دیکھلائیگی زمین تہ تیغ خیان مجھے

ہنگام یاد موت جو کرتا ہون مین نظر
ملتا نہین ہاتھین میرا نشان مجھے

ماہر نہ تیر ظلم فلک کا ہدف ہون

| شعر | سیدھا بنا رہی ہی کجی کمان مجھے | غزل ۱۱۳ |
|---|---|---|

دامن میں تجھ میں اشک نہ کیونکر مرے جا کے
منزل پہ اوترتا ہے لہو میں قافلہ آ کے

باعث ہیں نہ پا تھیں نفس میری بقا کے
وہ شمع ہوں روشن جو ہی دامن سی ہوا کے

سرخ آندھیاں بھی ہی وہی بیدرد سدا کے
اوٹھے جو بگولے کبھی خاک شہدا کے

داماں شفق کون کو نہ دھو منہ سی فلک تو
چھوٹینگے نہ دھبے کبھی خون شہدا کے

تکلیف عدم جائیگی جب کی ہی پیری
کس عجز سے کرتا ہوں نہیں کو ہلا کے

کسطرح تھمی دم جسد زار ہیں اپنے
الجھا ہے کبھی خار بھی دامن سے ہوا کے

بیدرد جہاں رنگ شفق کا وہی سمجھے
چھینٹے جو فلک تک گئی خون شہدا کے

| شعر ۴۷ | امید وفا جنسے پس مرگ تہی ما مہر<br>بیٹھے ہیں وہی فاتحہ سے ہاتھ اوٹھا کے | غزل ۱۱۴ |
|---|---|---|

آتش قدم ہوں قید عجب کا مقام ہے
زنجیر اشک ریختہ موسم تمام ہے

ہم لاغرونکی دفن مین کیون اہتمام ہی — لوگونکی ایک خاک کی چٹکی کا کام ہے

میخانے مین وفا کا طریقہ جو عام ہی — شیشی کے انقلاب سی گردش مین جام ہے

ہر بار ادب سی پاؤنکا سر پر مقام ہی — کسکا سُمِ غزال کی مُہرون مین نام ہے

قاتہ کشونکی قید مین کیون اہتمام ہی — دانہ تو خود نہین گرہِ تار دام ہے

ایک ایک دم مین عمر بشر کی تمام ہی — آمد نفس کی ہی کہ اجل کا پیام ہے

اوس گرم بن مین اہلِ جنونکا مقام ہی — ایک ایک سُمِ غزال جہان مو خام ہے

بدنام وہ ہین بُرون سی قتل عام ہی — تلوار کاٹتی ہی سپاہی کا نام ہے

نہ پھر جفا ہے اور نہ وفا کا مقام ہی — بعد اپنی حسن و عشق کا قصہ تمام ہے

پیری مین ہون کونسی عضو بدنکو مین — دل مر چکا ہے آنکھ کا لبریز جام ہے

کی ہی جو وحشیون نی زد و کوب پاؤن سی — صحرا تمام تختۂ قرطاس خام ہے

بُو اوسنی دی جب آگ پہ ہمپر کھلا یہ راز — جلنی سی پختہ کار ہی دل موم خام ہے

بیوجہ یہ زبان کی جنبش نہین حضور
دیجیے جواب شمع لگن یہ کلام ہے

اللہ ری تاب تب مری دوا کی وحشیو
کالے ہرن ہین سایۂ تن تیرہ فام سے

مجھ دل جلے کی قبر کی جا کا ہی یہ پتا
ہی آگ اگر جو بام پہ جلا وہ مقام ہے

کہتا ہون دل کو ڈھونڈھ کے ہاتھون سی ضعف تن
پروردگار کونسا دل کا مقام ہے

پروانون کی لاش سی کہتا ہی پائے شمع
مرجٹے جھکے جو مرے پہ وہی کا مقام ہے

حسن بتان کا خانۂ عالم ہی سے طلسم
ہی دور چشم مست سے سحر نہ شام ہے

پہلو پکڑ کے ہجر مین تڑپون نہ کسطرح
ای دوست یہ گیے ہوے دل کا مقام ہے

خورشید کیطرح ہمہ تن مین جو داغ ہون
سائے مین میرے خلق کو مشکل قیام ہے

رونق کا بھی گذر نہین تابوت تک مرے
لاشے پہ حسرتون کا غضب ازدہام ہے

آخر شباب ہو تو گھلین کیون نہ استخوان
پچھلی پہر کو شمع لگن ہی تمام ہے

اوترا ہون وہان مین قافلہ والون کو چھوڑ کے
کوسون ہی بستیون سی الگ جو مقام ہے

کس کس حجاب مین نظر آیا جمال دوست
کیا حسن ہے حجاب مین دیدار عام ہے

جلجای دل زبان سی عاشق آہ کرین
ارشاد ناز کا ہے ادا کا پیام ہے

کاٹون تڑپ تڑپ کے نہ کیونکر شب فراق
مجھکو خواب تیرے لیئے حرام ہے

طالب ہے نام کا تو گوارا کر انقلاب
اولٹا لکھا ہوا ہے جو مہر نگین نام ہے

نازک لبونکی لب بھی لٹتی ہین پیار سی
دیکھ سبک سر مری مٹی کا جام ہے

کھائے ہوئے ہے سم جو حسینونپہ حسن بھی
لالہ رخون کا خطِ سیہ سبز فام ہے

مقتل مین آج دیکھی کسکا گلا کٹے
اولٹے ہین آستین وہ چھری نی نیام ہے

عاشق مین کچھ نکچھ صفتِ حسن ہے ضرور
بو سبکی سوندھی ہی مری مٹی کا جام ہے

مستونکی فرقِ پر ہی جھی تک کلاہ سر
جبتک کہ طاق مین سرِ شیشہ جام ہے

پوچھو مسافرونکی نہ کچھ بود و باش کو
غربت کی چھاونی ہی جہان وہ مقام ہے

کرتے ہین ہمکو ذبح جو دہ آستین چڑہای
لوگون کا ٹھٹھہ لگا ہی تماشائی عام ہے

عشاق کو یہ شرعِ محبت مین حکم ہے
گردن پہ ہو چھری تو تڑپنا حرام ہے

منزل سی اوترین بڑھکے کہین قافلی کے لوگ
گو سونکا جو تھکا ہی یہ اوسکا مقام ہے

آنکھون مین جان اٹکی ہی اتنی کے واسطے
میری قضا مین ایک ادا کا ہی کام ہے

شبنم سی کیون ہو تنگ آزردہ شمع سی
سب روتے ہین مگر مری رونیکا نام ہے

یہ سخت جان سو گئی ہین اتفاق سی
مرنے کا عاشقون پہ عبث اتہام ہے

مفلس ہر اک سی رنج فقط کیون اوٹھا لے
جز داغ پاس کوئی درم ہی نہ دام ہے

پروانون سی جب آتی ہی جلنی کی کچھ صدا
کہتا ہے جھک کے شمع کا شعلہ سلام ہے

طی کی رہِ دراز عدم ہمنی بعد مرگ
میت مین آئی جان عجب کا مقام ہے

اتنا تو اختلاج ہو عاشق کی قلب کو
ٹھہرے وہان نہ ہاتھہ جو دل کا مقام ہے

رگ رگ مین جان آتی ہی یعنی دبے ہا ہی دل
میری لحد پہ کون یہ محوِ خرام ہے

کس سی پکارئیگا یہ کس سی جواب دے
دل کا مری لٹی ہوئی بستی ہی نام ہے

| | |
|---|---|
| سینہ پہ میری ہاتھ بھی رکھا کبھی یون | آیا وہان نہ ہاتھ جو دل کا مقام ہے |

| | | |
|---|---|---|
| غزل ۱۱۵ | ماہر تو ان کے حسن کی دنیا بھی ہی طلسم<br>ہی دورِ چشم مست سحر ہے نہ شام ہی | شعر |

| | |
|---|---|
| کعبہ مین کون ہی جاتا کہان خیر تو ہی | خود ہی کہو جا جو وہان جا کے تو پھر سیر تو ہی |
| جسطرف جاتے ہین واعظ وہ رہِ دیر تو ہی | برہمن شیخ ادہر آج کہان خیر تو ہی |
| ہین حبابِ لبِ جو دید تو ہی سیر تو ہی | ٹوٹتے دیکھتے ہو دل تہین کچھ خیر تو ہی |
| رازِ دل کہتی ہو بیجا رسی کچھ خیر تو ہی | نہ سہی غیر کوئی حال مرا غیر تو ہی |
| مین نی گھبرا کے کہا وہ جو اچانک آئے | نہ بلائے ہوے آئے ہو کدہر خیر تو ہی |
| ہمنے تو آکے یہان کچھ بھی نہ دیکھا واعظ | گھر مین اللہ کی بی سیر ایک سیر تو ہی |

| | | |
|---|---|---|
| غزل ۱۱۶ | غل ہوا واعظ نے کیا گھر کو خدا کے بھی خراب<br>دل جو ماہر کا شکستہ ہو تو پھر سیر تو ہے | شعر ۶ |

ایک ہون گر بلبل و گل عشق کی اعجاز ہے
کسطرح کہدون یہ مین عشاق وحدت باز ہے

لاکھ کلیان چٹکین آواز پر پرواز ہے
دی تجھی کو ئی صدا بھی تو تری آواز ہے

نالۂ بلبل بہی الفت نے نہ رکھا بے جواب
دی صدا گل نی شکست رنگ کی آواز ہے

آفرین ای زور بازو مرحبا جذب عشق
لے اڑا کنج قفس زور پر پرواز ہے

ہم صفیر و بوی غنچہ کیطرح چاہا جب
سو قفس توڑے ہین اک زور پر پرواز ہے

غزل ۱۱۱

کون یہ ماہر کہے اونسے جو بیٹھے ہین عبث
ایک تربت پر بھی تم چلتے اسی انداز سے

شعر ۹

فنا کا اپنے حبابونکو ہوش آتا ہے
ہجھی جو فصل بہاری مین جوش آتا ہے

جنازہ موج کا جب تا بدوش آتا ہے
لہو کو رنگ گلستان کے جوش آتا ہے

روا روی کا غل تا بہ گوش آتا ہے
حباب بحر مین خانہ بدوش آتا ہے

شب فراق مین مسا ز اک ہی بہت
کہو غشی سی کہ رخصت ہو ہوش آتا ہے

ادا نہین کو ایک نہین عذر مجہہ تک آنیمین
ادا سے غش تو کرشمون سے ہی غش آتا ہی

شب فراق مین یہ کہتا ہی کب فلک تنہا
غشی ابہی نہین جاتی کہ ہوش آتا ہی

نہین ہی کوئی جو فرقت مین پوچھنے والا
غشی سی مجہکو اوٹھانیکو ہوش آتا ہی

غشی کے بعد نہ انسانکو کیون ہی یاد اجل
کہ آنکھین کہلتی ہین جس وقت ہوش آتا ہی

غزل ۱۸

نہ بیکسی کی ہو حالت نہ ہو یہ ای ماہر
تری غشی کی خبر سنکے ہوش آتا ہے

شاعر

ذکرِ دو چشم مستِ یار اگر دم بہر چلے
صف گرے مستونکی صف پر بزم مین ساغر جو چلے

قبر مین ہم آئے ارمان دلکو ویران کرچلے
شب ہی احباب اوٹھکر اپنی گھر چلے

اتحاد واقعی سی عشق کا دم بہر چلے
ذکر تیرا مر دم تیری زبان سی کرتے چلے

نزع مین جب موئے مژگان کا تصور کر چلے
وقت آخر اک رگِ جان پر کئی نشتر چلے

ساقیا خود اوسکی مستی کا بیان ہو کسطرح
آنکھ کی گردش سی جسکی بزم مین ساغر چلے

جان دینی کا مزا آئی اوس سی پوچھو قاتلو
جسکی گردن پر تمہاری نازکا خنجر چلے

جو بتونکی عشق مژگان مین ہوئے صحرا نورد
پاؤن مین کانٹی در آئے فرق پر تیشے چلے

جادۂ شمشیر قاتل ہے وہ راہ خوفناک
ہاتھون ہی سے راہ مین پاؤن نکلے آگی چلے

گر تپ فرقت مین اپنا تڑپنا کچھ لکھون
کلک کی نبضین چھٹین ایک اک رگ مسطر چلے

کم نہین نرمی بھی کچھ سختی سی اہل جور کی
جب فلک کا دل پسیجا خلق پر پتھر چلے

## غزل ۱۱۹ — شعر ۲۹

جھک کے چل ماہر ہر اک سی رہگذار دہر مین
کھائی ہے ٹھوکر اونھون نے جو اٹھا کر سر چلے

ہوش آفات سی دنیا کی نہ خود سر مین رہے
موج جاتی تو حباب اک نہ سمندر مین رہے

حرص جنمین تھی وہ تحریص تونگر مین رہے
کانٹین کوئی نہ پہونسکے مہلو سر مین رہے

طرفہ اعجاز ہو دوران اگر سر مین رہے
سفر مین رہی اور پاؤن مرا گھر مین رہے

کیون ترقی نہ صدا حرص تونگر مین رہے
اور غباری ہوا اونچی جو ہوا سر مین رہے

آبرو دارونکی صحبت کے نبنا کا سبب ہے
کیون نہ رشتہ کی جگہ ہر دل گوہر مین ہے

مستحق جان غم تو سائل سر گردانکو
آسیہ کا جو بھرے پیٹ تو چکّر مین ہے

گرکے غبارے یہ صحرا مین صدا دیتے ہین
پست یون ہوتے ہین وہ جنکی ہوا سر مین ہے

نیند یون آئے کہ جانیکا نہ لے نام کبھی
آپکے جسم کی بو بس کے جو بستر مین ہے

شیب مین چال جوانی کا تہ و بالا ہو
پاؤن چلنی سے بھی رہ جائین تکان سر مین ہے

جلکے غبارے یہ کر نہین صدا دیتی ہین
آگ دل مین جو لگے پھر ہوا سر مین ہے

آکے منھ تک جو پلٹجائی کبھی ساغر سے
جان ستونکی کھنچے یون کہ نہ پیکر مین ہے

حسن وسعت کو اگر چھوڑکے تنگی چاہے
ساری گلشن کی شمیم ایک گل تر مین ہے

تھا مین وہ تشنۂ دیدار قسم ساقی کی
سوندھی ہوجاے جو مے بھی مر ساغر مین ہے

یون ترے فرش پہ دل بنا پڑا رہتا ہے
پھول الٹا ہوا جیسے کوئی بستر مین ہے

بوی غیر آئی دہنین قہر ہوا تھا ٹھنکے
چھپ کے چھولو نہین مرادل بھی جو بستر مین ہے

شاق ہوتا ہی حسینونکو بھی باہم کا فراق — رنگ اوڑی گر تو نہ نکہت بہی گل تر مین رہے

ہم الگ رہکے نگاہون سے زمانیکی گرے — وہی اچھے رہے جو مجمع محشر مین رہے

صفت جیب سحر چاک کرین وحشی عشق — ہاتھ انکا بہی اگر دامن محشر مین رہے

نامہ بر دھوپ کی ہی راہ مین تکلیف نہو — تو اگر سایہ شہبال کبوتر مین رہے

آکے موجون نی حبابونکو طمانچہ مارا — اونکا انجام یہے ہے جنکی ہوا سر مین رہے

حال لکھون جو تپ ہجر کی مین حدت کا — حرکت نبض کی ایک ایک رگ مسطر مین رہے

عقل سی رنج زمانیمین پہونچتی ہین سدا — گر نہو ہوش تو کیون درد مرے سر مین رہے

مین تو کیا منھ کو اوٹھا مین نہ کبھی تکیے بھی — بو تری بس کے کبھی گر مرے بستر مین رہے

اونکی بو نے وتحسین کیا کیا نہ مکانین ڈھونڈھا — اتفاقات سی شب کو جو مرے گھر مین رہے

اوڑ لیے گئے اگر شمع سے پروانے جلین — جس سی پیدا ہو نہین وہ حرکت سر مین رہے

اہل جوہر تو سبھی اپنی جگہ بکتی ہین — قلعی کھلجائی نہ آئینہ اگر گھر مین رہے

| | |
|---|---|
| عدد جوہر آئینہ بھی کم ہین اوسے | جتنے ارمان دل پر درد سکندر مین رہے |
| پاس والونپہ تو وہان او وستم ہوتے ہین | مٹ گئے دل وہین پہلو کی جگہ در مین رہے |

| غزل ۱۲۰ | دلکی توصیف کی حاجت نہ کبھی ہو ماہر<br>آئینہ ایک اگر دست سکندر مین رہے | شعر |
|---|---|---|

| | |
|---|---|
| حرص کسطرح نہو روح جو پیکر مین رہے | تن انسان مین دم ہو ہوا صرصر مین رہے |
| کیون نہ طاقت مین بھی قلت ہو جو پیکر مین رہے | آب گھٹتا ہے مٹی کے جو ساغر مین رہے |
| آبرو جب ہے کہ گردش بھی مقدر مین رہے | دُر وہ غلطان نہین دوران کے سر مین رہے |
| مرکے ہمدست نہ کیون دوست پیکر مین رہے | روح نکلی ہوئی شیشونکی جو ساغر مین رہے |
| زخم کیونکر نہ ہر اک پیکر جوہر مین رہے | رنگ کیچائے لہو گر ترے خنجر مین رہے |
| تشنۂ حسن ہا عو تو صحبت دلبر مین رہے | آب پر بند نہ پائی تشنہ گوہر مین رہے |
| نام باقی رہا تا حشر جو یہ گھر مین رہے | آئینے آب بقا حق سکندر مین رہے |

تو اگر باغ مین ونکی کبھی بر مین رہے
بو ہوا مین نہ ہوا بوئی گل تر مین رہے

سب سے جھک جائے تو کیا ہوش مرے سر مین رہے
بادہ کس طرح سے الٹی ہوئی ساغر مین رہے

دلکو حسرت ہی وہ دیدۂ دلبر مین رہے
نیند سا ہو نہ جیل پرندا وس گھر مین رہے

نیند بھی نشہ ہے گر دیدۂ دلبر مین رہے
بادہ بس وہ ہی جو اوس چشم کے ساغر مین رہے

دل بیتاب ہے کیا عیش تھمی ای گردولت
بادہ کس طرح سے الٹی ہوئی ساغر مین رہے

عہد دولت مین ہون گردونکے ہیں اس سے غلطان
کہ تڑپنے کی نہ حسرت دل گوہر مین رہے

صفت رشتۂ تسبیح جو تھی حسرت دید
ایک ہی وقت مین عاشق ترے گھر مین رہے

کون غواص سے ہے بڑھکے یتیمون پہ شفیق
غرق ہونے پہ بھی دلجوئی گوہر مین رہے

کون سے تجھسے وہ حسین جو ہو ہمسر تجھسے
پھول بھی باغ کے دیکر ترے بستر مین رہے

چھوٹ نکلی ترے آب بھی بوسے کے لیے
گر نشان ونکی لبون کا لب ساغر مین رہے

آبرو جس سے ملی زخم بھی وہ اچھا ہے
کیون نہ سجدے کی جگہ کچھ دل گوہر مین رہے

صاف دل ٹوٹنی کی آتی ہی کرتی ہے صدا
جان یون بھی کسی مست کے ساغر مین رہے

شب وصلت ہی گئی تیر گئی شام فراق
چاندنی پھیل کے کیون اب مرے گھر مین رہے

زنگ دوڑے صفت مورچہ جوہر ترے مین
جان بسمل کی جو دم بھر ترے خنجر مین رہے

دم مین ہوجائے فنا میری طرح سے وہ بھی
بو تری تجھسے جدا ہوکے جو بستر مین رہے

حق تو یہ ہی کہ اب آئینونکی تقصیر نہین
دل بھی تجھ پر ہے یہ یاد سکندر مین رہے

خاک بھی کھینچتی ہی خاک کو اپنی ساقی
تہ نشین درد نہ کیونکر مری ساغر مین رہے

تا مری دل کے کنارے جو پڑا رہتا ہے
کبھی بال دل کے وہ گل بھی ترے بستر مین رہے

کھولکر دیکھ سکی منہہ نہ نسیم سحری
آپ اسطرح سے لپٹی ہوئی چادر مین رہے

پتلیان جھکتی ہین یون دیکھ کے جنکو وہ آنکھین
عکس جسطرح سر مست کا ساغر مین رہے

دشمنونکی تن نازک مین نشان پڑتے ہین
حکم ہے پھول نہ کوئی مری بستر مین رہے

دو دلونمین جو ترا حسن جدائی ڈالے
بو ہوا مین نہ ہوا بوئے گل تر مین رہے

اونکا خط دیکھ کے قاصد کو دعا دیتے ہیں
تو سدا سایۂ شہبال کبوتر میں ہے

آتی غنچوں کی چٹکنے سی صدا نغموں کی
روح بلبل کی جو بو ہو کے گل تر میں ہے

او پیچ پیچ اونکے زمانے کی دکھائی کو نہ کیا
مدتوں آنکھوں میں پھرے [illegible] میں ہے

نہ یہ غل ہو نہ یہ شور غم ہو نہ یہ فریاد ہمیں
اک ترا ہاتھ نہ گر دامن [illegible] میں ہے

غم دے جیتا ہے مجھے گردوں کا وہی [illegible] ہو تو مجھے
عکس داغوں کا مری گردش اختر میں ہے

رہ گئے آنکھوں میں اشارے انکا وہ کر سکتی
تا صنم پیچ میں ہوا جب دل مضطر میں ہے

وہ لیے بیٹھے ہوں جسکو لیے گھر میں قینچی
نامہ بھلی سی وہ منقار کبوتر میں ہے

وہی آشوب جہاں تھے وہی ہے فتنۂ حشر
ساتھ اپنے جو یار مری ہمراہ جو محشر میں ہے

دم پرواز یہ کہتا ہے ثریا سا یہ
ہو یہی حال اگر یاد کبوتر میں ہے

آپ کاندھے سے اگر کھینچ لے آنچل چھوڑیں
بو کا اولٹا ہوا دم بھی نہ گل تر میں ہے

ڈھلکے پاس آ گئے وہ ایک شب ایک پہلو سے
دور زانو سی جو تکیے ترے بستر میں ہے

کچھ کا کچھ ہو گیا ہنگام حساب عشاق
کس سے باتین تھین کہ ہر مجمع محشر مین رہے

رنج ہر شی مین اثر اپنا دکھا دیتا ہے
عمدہ کھینچے تو تشنج رگ مسطر مین رہے

قید وہ شی ہے کہ انسان تو کیا پانی بھی
بال بھر پائے جگہ گر تو نہ ساغر مین رہے

کہین مصنوع کی صانع سے چھپی ہین عیبین
آئنہ پہ وہ ہین کیون عہد سکندر مین رہے

ڈھونڈھتی آنکھ کسطرح ہم اوس کثرت مین
آپ کھوئے ہوئے ہم مجمع وحشت مین رہے

آنکھ لگی ہو نہ بھی رات کے سونے سے اگر
چین سے چین نہ لیٹے ہوئے بستر مین رہے

دل کو اسواسطے روکے ہے صفائے باطن
آئنہ کی نہ جگہ قالب سکندر مین رہے

قید و آزاد تھے ہم نکہت غنچہ کیطرح
آپ ہی کہئے کہ باہر رہے یا گھر مین رہے

جوہر روح جہان ہون تو جگہ کو روکین
پھیل کر آب نہ کیون اب تر خنجر مین رہے

چلکے دیتی ہی بلندی پہ ہوائی یہ صدا
سر تڑاق جائے جو دنیا کی ہوا سر مین رہے

نیند آنکھونکو تری ڈھونڈھتی عالم مین پھری
چاند سا منہ ترا مستور جو چادر مین رہے

یار نے حق مین ہمارے کہا کلمۂ خیر
سب کا منہ دیکھتے ہم مجمعِ محشر مین رہے

دیکھ بہال اوسکی ہمیشہ کی تو کہتی ہے
آئینہ قبر مین بھی دستِ سکندر مین رہے

مثلِ فانوس ہی گھر روشنیِ شمع ہین خود
کیا کہون کہین وہ باہر رہے یا گھر مین رہے

فر از آپنے یون سبکو کیا جلوے سے
جسطرح چاندنی اک چاند کی ہر گھر مین رہے

کام اوسکا بھی تو ہی جنبشِ ابرو سے تمام
جان بسمل کی نہ کیونکر تری خنجر مین رہے

کسطرح بعد فنا حال وہ دیکھے اپنا
آئینہ جب نکو ہی قبر سکندر مین رہے

آئینہ لیکے گر آئے تو کیا کیا احسان
مین رہا آپکے گھر آپ مرے گھر مین رہے

پاسِ خاطر ہے نزاکت کا تری شبنم کو
پھول سوکھا ہوا کیونکر تری بستر مین رہے

بو برہنہ نکل آئی تھی بدن کی اوسکے
کون پردا کرے گر چین نہ بستر مین رہے

آئینہ سامنے رکھکر بھی کھلا کچھ نہ تمھین
اپنے گھر مین ہی یا غیر کے تم گھر مین رہے

محبس قبر مین تنہا لیے جاتی ہی اجل
عکس کیا آئینہ قصرِ سکندر مین رہے

بھڑاس جو درد کی دل سے نکل گئی ہوتی
لحد پہ آپ سے ہی شمع جلگئی ہوتی

ہماری گھر مین جو آکر وہ ٹل گئی ہوتی
اندھیری رات سے کھلکے سحر نکلگئی ہوتی

ہوا ہی گھر مین جو آ پہونچی چل گئی ہوتی
ہر ایک شمع لگن بجھکے جلگئی ہوتی

تمہاری تیغ جو دو ہاتھ چل گئی ہوتی
کبھی ان ابروؤنکی سب نکلگئی ہوتی

سنبھالے تپش ابرو مین دلپہ کیا بنتی
ہنسی ہنسی ہی مین تلوار چلگئی ہوتی

وہ میرے عکس سے کیون ڈر کے چھوڑتے نقاب
غضب ہوا تھا کہ صورت بدلگئی ہوتی

نہ آتے آپ جو دم کو تو اور کیا ہوتا
تڑپ تڑپ کے طبیعت سنبھلگئی ہوتی

ہزارون آپکی ہوتین ادائین سہین بہی
بری بھی بات جو منھ سے نکلگئی ہوتی

بھلا ہوا کہ چھپے تجھسے آتشین رخسار
نگاہ بال کے مانند جلگئی ہوتی

| غزل ۱۲۲ | وہ آتے نزع مین ماہر تو یہ غضب ہوتا<br>بگڑ بگڑ کے طبیعت سنبھل گئی ہوتی | ۱۵ شعر |
|---|---|---|

حسن بھی پا تو نہین کھلتا ہے تو پردا کیا ہے
دیکھین معراج کی شب چھپ کے نکلتا کیا ہے

مرتے دم آئنہ آیا ہے یہ نقشا کیا ہے
مین تو اچھا ہون ابھی آہی بگڑا کیا ہے

ہاتھ اوسکے اوٹھنے کی فقط دیر ہے پردا کیا ہے
یون ہی جامی شبِ معراج اب ایسا کیا ہے

یون ہی مرتے ہین ہمیشہ نزع کا چرچا کیا ہے
تمنے دنیا کا مری جان ابھی دیکھا کیا ہے

ہم یہ سمجھے کہ یہ عشاق مین چرچا کیا ہے
دل کسی کہتی ہین اللہ کلیجا کیا ہے

خود بھی تصویر بنے ہو یہ تماشا کیا ہے
مُنھ اوترتا ہی چلا جاتا ہی نقشا کیا ہے

حال پر اپنی ہی کرتا نہین تربت مین نظر
بند آنکھون سے نجانے مری دیکھا کیا ہے

لاش بھی ساتھ نہ اوٹھے تو مرا نام نہین
درد سینے مین مری جان ابھی اوٹھا کیا ہے

دیکھکر مُنھ جو ہنسا مین تو یہ فرمانے لگے
جھائیون کے یہ نشان ہین تجھے سودا کیا ہے

سب کے ہمراہ جھکے دیکھ کے ہم ہین وہ بھی
جان کا میرے نکلنا بھی تماشا کیا ہے

آج تصویر سی تصویر و ترقی ہی وہان
اپنے سے آپ کھنچے جاتے ہین نقشا کیا ہے

بند وہ کرتے ہین جو بند نہین ہو سکتین
کھنچکے ابرو نہ کیون ناخنِ پا ملجائین
جگر و دلکو تو کھوتے ہوئے گذری مدت

مرتے دم آنکھون نے یارب مری دیکھا کیا ہے
جان عاشق کا نکلنا ہے تماشا کیا ہے
پھر نجانے کہ یہ سینہ مین تڑپتا کیا ہے

## غزل ۲۳

غم سی گر خار بنی تھی نہ رگِ جان ماہر
دامن تارِ نفس سی تری الجھا کیا ہر

## شعر

چرخ گونجا آہ پُر تاثیر سے
جب بدی کرتے تھے وہ نخچیر سے
کلک بھی فارغ ہوا تحریر سے
وحشیون نکے عکس کی تاثیر سے
کم نہ تھی چال اونکی مجھ نخچیر سے
شوخیون کا اونکی تھا یہ بھی اثر

رات بولی نالہ شبگیر سے
کچھ کمان کہتی تھی چلتی تیر سے
ہم نہ نکلے خانہ زنجیر سے
سب تو سب گھر چھٹ گئے تصویر سے
دل ملے کیونکر نہ میرا تیر سے
رنگ جو اوڑ جیگا تصویر سے

چرخ اگر میری طرح پیسے اسے
[illegible] ناخنِ تدبیر سے

اور مجھے حلقے اُٹھ سلجھین کسطرح
[illegible] پھر میری زنجیر سے

کچھ تعجب تنگیِ دنیا سے نہین
[illegible]

یون تری پلکون سے کی ہے دل پہ [illegible]
[illegible] تیر

دشتِ وحشت مین شرر اُڑتے تھے جب
برق [illegible] میری زنجیر سے

زور دکھلایا ترے وحشی نے جب
حلقے کھل کھل کے گرے زنجیر سے

دل کے ٹکڑونکو تو چھوڑے وہ نظر
پر کہان جا سنبھلے اوڑ کر تیر سے

حسن کی غیرت نے بدلی اونکی شکل
رنگ جب اڑنے لگا تصویر سے

چھیڑتا کا عدو کو کیا دیوانہ تھا
باتین سنتا آپکی تصویر سے

گھر کھڑا دی ترے وحشی نی جہان
دیو بھاگے نالۂ زنجیر سے

یون شبِ فرقت تھمی ہی آہ سے
جیسے باندھین فیل کو زنجیر سے

بیٹھنے نچلے اگر آتا نہین — سیکھ لیجئے اپنی ہی تصویر سے

یون مژہ پر مین لئی ہون لخت دل — آگ اوٹھائین جیسے آتشگیر سے

میرے دل مین دیکھکر اونکا خدنگ — کسطرح تڑپا کیا نخچیر سے

اشک آنکھون سی ٹپکتے تو خبیر — سے بچے رہنا خون دامنگیر سے

ملتے ہین ہاتھون سے وہ کاغذ کو یون — چپ رہا جاتا نہین تصویر سے

آپ دکھلاتے اگر صورت اوسے — پردے اوٹھتے دیدۂ تصویر سے

میرے گھر کی راہ مین جلدی یہ کی — پھر گئے پہلے مری تقدیر سے

اونکو جب پایا ماہر اسطرح
کلک لپٹی دامن تصویر سے

غزل ۱۲۴ — شعر ۲۴

مرغ تصویر چمن سی نہین گر ساز مجھے — رنگ اوڑتا ہوا کیون ہے پر پرواز مجھے

کہتے تھے مثل ہدف کل تو نظر باز مجھے — آج کیون تاک رہے ہین تیر انداز مجھے

مثلِ اسپند بھی دی دل نی نہ آواز مجھے
ایسے جلنے پہ اوس ضبط پہ ہی ناز مجھے

لن ترانی سے کھلا ناز کا بھی راز مجھے
پردا ہوتا تو ستاتی نہ وہ آواز مجھے

مرضِ موت ہوا دہر مین آغاز مجھے
مین تو کہتا تھا ہوا پانی کی ہی ناساز مجھے

تیر کیطرح سی جاتا ہون جدہر وحشت مین
ہر درِ بستہ بھی نظر آتا ہے در باز مجھے

بخت نے میکدۂ دہر مین مثل شیشہ
سرنگون گاہ کیا گاہ سرافراز مجھے

مرغِ تصویر ہون پوچھو مری حسرت کچھ
پر تو ہین بھی مگر آتی نہین پرواز مجھے

تیر ہی مثلِ ہدف اوسنے لگایا مجھپر
کر لیا جسنے جہان مین نظر انداز مجھے

مجکو اپنے دلِ مضطر کی چمک یاد آئی
آئی بجلی کے کڑکنے کی جب آواز مجھے

چُٹکلے چھپکے شبِ فرقت مین نہ کیونکر رو ون
تیرگی ہوگئی ہی سرمہ آواز مجھے

مجکو عشّاق سی نفرت ہے تو معشوق سی عشق
سوز پروانون سے ہی شمع سے ہی ساز مجھے

توڑنا وک سی نگہ کا نہ فزون گر ہوتا
تیر انداز نکرتے نظر انداز مجھے

حفظ برتاؤ بھی عشق کی ہی الفت مین ضرور
داغِ دل کیون ہو نہ اب مہرِ سرِ راز مجھی

کہان یہ شورِ اسیری سے تماچھڑ ہین میرے
اپنے اوڑنیکی بھی آتی نہین آواز مجھی

سوزِ الفت کے مزے کو جو کبھی مین بھولا
آئی پروانونکے جلنے کی کچھ آواز مجھی

دلِ وابستۂ گیسو سے مجھے یاد آتا ہے
آتی ہے رات کو جب دور کی آواز مجھی

آہ نے رعد کی سنوائی کبھی جبکو صدا
برق کے گرنیکی آئی کبھی آواز مجھی

غیر سے جو نہ کھلی تھی لحد مین کوئی شی
خاک اوڑا کر مری کرتے ہین افراز مجھی

دیکھتے دل سے جو گئے باغ مین مین نالے
آئی منھ بند کلی سے بھی کچھ آواز مجھی

ایک نالے نے فنا مجھکو کیا مثلِ سپند
ڈھونڈھتی کیون نہ نکلکر مری آواز مجھی

مثلِ چقماق کہان جا کے سر اپنے پٹکون
سنگ ملتا ہی تو وہ بھی شرر انداز مجھی

طایرِ بو کی طرح غیر سے بازو ہین قفس
جنبشِ موجِ ہوا ہے پر پرواز مجھی

نزع مین پاؤن نہ پھیلائین رگین کیون ماہر

| غزل ۱۲۵ | یاد آتا ہے کسی نیند کا انداز مجھے | شعر ۱۳ |
|---|---|---|

گھٹ گھٹ کے دل لہو ہی نہ بھرا ہے
ذرے ہی ہو گئے ہیں سانس شکستہ ہزار ہے

تن ضعف سے جو اک تن گرد نار ہے
ناوک تو کیا ہوا ہی کلیجے کے پار ہے

تن خاک ہی تو زیست کا کیا اعتبار ہے
ہر عضو ہے غبار کا نقش و نگار ہے

ناخن سے وحشیوں کا بدن سب فگار ہے
زخموں کے گل کھلے ہیں جنوں کی بہار ہے

شکل اونکی سنگ آئنہ میں آشکار ہے
کیا حسن ہی کہ ایسے کلیجے کے پار ہے

کہتے ہیں سبکے وہ کہ یہ کسکا مزار ہے
تھمتا نہیں ہے یاد دن یہ دل بیقرار ہے

جوہر سے ہی متوں کا کلیجہ فگار ہے
پتھر میں کس نظر کا نشان آشکار ہے

حال اپنا اپنی خاک ہی سے آشکار ہے
ظاہر ہے جی جگہ سے کلیجہ فگار ہے

نقش و نگار خاک سے صورت نما ہوں میں
آ اے ہوا فنا کو ترا انتظار ہے

ماہی کیا ہے مجکو گھلا کر جو عشق نے
جو استخوان تن میں مرے ہے وہ خار ہے

گردش مین پتلیان ہین چشم ہے خطِ عذار پر
پامال آہوون سی عجب سبزہ زار ہے

آنکھون سے دل سی ہین تبادی اور پیچ
اب وہ عمل کرین نہ کرین اختیار ہے

جھک جھک کے گل پاہون کے لگے اپنے آپ مین
تصویر میرے قد کی جو میرا غبار ہے

ظاہر مین بیٹھ بیٹھ کے صفتِ شمع بجھ گئے
دیکھا نہ یہ کہ پاؤن کے نیچے مزار ہے

دم بھر کبھی نہ کوئی ٹکا آکے قبر پر
ثابت قدم جو کچھ ہے تو شمع مزار ہے

عشاق پاس آکے یہ اونکی بلا سنے
ہے ہے ہی دل کی ہاے جگر کی پکار ہے

حیران ہین غزال نکالے ہوئے زبان
سرمہ یہ کس کی آنکھ مین دنبالہ دار ہے

عکس حبیب کی کب سبزہ و چشم پر پڑے دھوپ
گوشہ نشین غزال تہہ شاخسار ہے

آتی نہین ہی کان تک تری عدل کی صدا
ای دوست تیرے رحم کی ایسی پکار ہے

وہ خود بھی دیکھتے ہین عجب اک نگاہ سے
قد کی مرے شبیہ جو میرا غبار ہے

یارب مین کوئی شیشہ عینک بھی تو نہین
پھر کیون نظر کسیکی کلیجے کے پار ہے

حد اپنی بعدِ مرگ بھی بھولا نہین جو مین
قد بھر بلند خاک سے میرا غبار ہے

کس کس کا حفظ اب مین کرون دستِ غبار
موجِ ہوا بھی تیغِ سر ہی کا وار ہے

ہر استخوان منھ کو نکالے ہے قبر سے
یارب مزار بھی کیا تنگ و تار ہے

رحمت سے دور ہون تو کرون ترک معصیت
یون بھی تو مشکل ای مرے پروردگار ہے

کیا اونکی آنچلون سے اوڑی ہی ہماری خاک
پھر کیا ہے کیون ہوا پہ ہمارا غبار ہے

دوزخ جو تیرے پاس ہو راضی ہون اوس مین
ای دوست تیرا بعدِ غضب ناگوار ہے

پست و بلند دہر ہے راہ عدم مین بھی
تابوت کا چڑھاو لحد کا اوتار ہے

سینہ سی ہاتھ اوٹھا کے یہ کہتے ہین طعن سے
تھمتا نہین ہے ہاتھ یہ دل بیقرار ہے

ای دوست اب ہو اذن تو مین باریاب ہون
وہ تیری بارگاہ یہ میرا غبار ہے

صد شکر عکس آئینہ بھی سبزہ رنگ ہے
اونکے لیے بھی اونکی نظر زہردار ہے

جانا جہان تھا حشر سی جنکو وہ جا چکے
اب مجکو حکم کیا مرے پروردگار ہے

| شعر | رحمت کے اعتماد پہ ماہر کیے گناہ<br>اب عفو وہ کرے نہ کرے اختیار ہے | غزل ۱۲۶ |
|---|---|---|

| | |
|---|---|
| چلے وہاں نہ قدم کہ جہاں نشان ہوئے | عجیب قسمت جگر سے اپنے امتحان ہوئے |
| زبان دہر الست میں قبول ہاں ہوئے | بڑھے جو حسن کے آخر خلیق شان ہوئے |
| اوسی جبین خم زلف کی کمان ہوئے | ہمارے دل کی جو گرمی سے کچھ نشان ہوئے |
| بس اے فنا جہاں سبکو تری دہان ہوئے | کھلیں حبابوں کی آنکھیں گلو نگوں کا ہوئے |
| جہان کے حسن فنا کے ہوا اونکی جان ہوئے | جوانی چھپن کے لوگونکی وہ جوان ہوئے |
| جہاں پہ بیٹھ کے گرد غم زمین بنی | اوڑے جو ہوش کے سر آسمان ہوئے |

| شعر ۶۰ | یہاں تلک تو تواضع پہ جان دی ماہر<br>کہ حضرت ملک الموت میہمان ہوئے | غزل ۱۲۷ |
|---|---|---|

| | |
|---|---|
| دل وہاں پاؤں نے نقش کف پا ہوتا ہے | آرزو دیکھ نکلکر کہ یہ کیا ہوتا ہے |

دل بغل مین ہو تو باتون کا مزا ہوتا ہے
دل کا بس ڈالے ہی کچھ خوب گلا ہوتا ہے

پھر کیون تارکِ طاعت خدا ہوتا ہے
دم آخر تو سرِ شیخ جھکا ہوتا ہے

دنکو ہوتا ہے تو پھر [illegible] کیا ہوتا ہے
شب سے سایہ بھی تو پھر پھر کے جدا ہوتا ہے

حشر مین ہوتا ہے جو کچھ وہ بجا ہوتا ہے
آپ آ جائین تو پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے

شمع سان پست جو ہوتا ہے تو کیا ہوتا ہے
سر مع جسم نشانِ کفِ پا ہوتا ہے

کیا بشر نزع مین بھی محوِ خطا ہوتا ہے
سر پہ جو تیغ کی جا ناخنِ پا ہوتا ہے

ہے یہ کچھ اور جو پامالِ ادا ہوتا ہے
دل تو سنتے تھے کلیجی سی لگا ہوتا ہے

دل مرا راہِ بتان مین جو فنا ہوتا ہے
سببِ ہمتِ مردانِ خدا ہوتا ہے

ایک بوسے مین تو خوش تیرا گدا ہوتا ہے
خیر کر خیر سے دنیا مین بھلا ہوتا ہے

لڑنے وہ آتے ہین دل جس سے خفا ہوتا ہے
پھوٹ آپس کی ہی یہان دیکھیے کیا ہوتا ہے

ہم تو ہم وصل مین وصلی کے یہ کیا ہوتا ہے
وہی کاغذ ہے جو چپٹ چپکی جدا ہوتا ہے

ای اجل پاس مرے رہ کے یہ کیا ہوتا ہے — دم وہ لیتا ہے مسافر تو تھکا ہوتا ہے

سبک ہے ہاتھ کا تم کمان پر سم ادا ہوتا ہے — ایک دل ہی ہے کہ مرتا ہے تو کیا ہوتا ہے

کہہ دو افسے جو دم مرگ اوڑھاتے ہین ردا — مجھسے پردہ کئے ہین محبت کے یہ کیا ہوتا ہے

حسن او عشق مین جب معرکہ پڑتا ہی کبھی — بت ادھر ہوتے ہین اس سمت خدا ہوتا ہے

سر سی ہوتا ہون سبکدوش الٰہی شکر — تیغ کا حق مری گردن سے ادا ہوتا ہے

مہربان چین جبین کو مری رہنے دیجئے — کہین مٹتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

آئے کیون رونے کی آواز نہ پہلو سی مجھے — دل مرے جان کلیجے سے جدا ہوتا ہے

واہ رے سن کے دم نزع یہ فرماتے ہین — آج کیا درد کلیجے مین ہوا ہوتا ہے

ہر کلی سی نکل آئی ہی تڑپ کے نکہت — کہین قیدی قفس کی ہی رہا ہوتا ہے

مرتے دم سر پہ ردا ڈالتے ہو سر کو بھی — نزع والے کا کہین منھ بھی ڈھپا ہوتا ہے

پاؤن کیا میری ہی سطو رہین وقت آخر — قدم شمع بھی کچھ حد سے بڑھا ہوتا ہے

شرر و برق کو رد کے کوئی پارسے کو — میرے دم بھر کے تڑپنے میں کیا ہوتا ہے

چوم لیتا ہون جو سوتے میں کف نازک کو — اوسی بوسے کا نشان دزد حنا ہوتا ہے

سب اسیران قفس دیکھکے رہجاتے ہین — ساتھ والون سے اگر کوئی رہا ہوتا ہے

اب نکلتا ہے رکا دم کوئی تھامے مجکو — تیر اٹکا ہوا سینے سے جدا ہوتا ہے

شمع تھوڑی ہون کہ اک شب بھی پگھلکر رہجاؤن — دشمن جان کمر سر پہ ہے تو کیا ہوتا ہے

مین بھی نادان ہون کہ بیدرد کے آگے روؤن — رات بھر شمع جو روتی ہی تو کیا ہوتا ہے

کی ہی جرات تو کیا شکوہ کیا ہی کبھی نہ ور — تاج دیتا ہے تو کشکول گدا ہوتا ہے

خون ناحق کی حسینونکو بھی ملتی ہی سزا — ہاتھ مہندی ہی کے حیلہ سے بندھا ہوتا ہے

کوئی آزردہ ہے شمشیر سے نہ تیغ سے تنگ — اک مرے رونے میں کیا جانئے کیا ہوتا ہے

اس طرف غیظ و غضب ہی تو ادھر صبر و رضا — معرکہ قہر کا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے

غیر ممکن ہے کہ یون جائے مرا سوز الم — شمع کو شعلہ فنا کرکے فنا ہوتا ہے

ہوہی جاتی ہین مری اوسکی دکھونکی باتین
گو کہ منہ زخم کا ٹانکون سی سیا ہوتا ہے

باندھی جاتی ہی ہوا بس کی لپیٹین ہین ہان
سچ ہے ڈر عطر کی چوری مین سوا ہوتا ہے

ہاتھ اونکی مری منہ پر جو ہٹاتا ہون مین
وصل مین یون بھی کبھی اونسے گلا ہوتا ہے

جیت لیتا ہون مین بازی اجل مرتب کے
دم نکلجاتا ہے مشکل مین تو کیا ہوتا ہے

پہلے کچھ اور تہا دل اب تڑپنے مین کچھ اور
اسکی الٹ پہیر مین اللہ یہ کیا ہوتا ہے

پونچھتے پھرتے ہین یا وقف رسم ماتم
کوئی ارمان جو مر جائے تو کیا ہوتا ہے

اونگلیان ٹیک کے کیونکر نہون وہ فاتحہ خوان
ایک حضیرہ سر قبر شہدا ہوتا ہے

منہ مین زخمونکے بھی پانی سا بھر آتا ہے
درد مین کیا مرے اللہ مزا ہوتا ہے

دم نکلتے ہوئی دیکھا تو یہ بولے ڈر کے
ارے مجھسے بھی تو کہدے کہ یہ کیا ہوتا ہے

نالے منہ کر کے سوئے باغ گئی کیون مین نے
اتنی سی بات پہ چنیا خفا ہوتا ہے

کیون تشنج سی گونگی ہون ادہر ادم مرگ
تار کھنچتے ہین جو مسطر کے تو کیا ہوتا ہے

تو قفل نالۂ بلبل کا دہن بنتا ہے ۔ غنچۂ گل کا جہان شہر بسا ہوتا ہے

سبزہ رنگوں کی محبت میں بیان نہ ہو تو ۔ رنگ مسموم کا شیشے سے ہرا ہوتا ہے

صبر پڑنے سے حسینوں کے معلوم ہوا ۔ [illegible] ہاتھوں میں قیامت برپا ہوتا ہے

عطر کے چور کی تو فکر ہوا کرتی ہے ۔ کوئی پوچھے کہ عرق جسم کا کیا ہوتا ہے

دم بخود کیوں نہ رہوں بحر میں مانند حباب ۔ سانس لیتا ہوں تو یہ دم تن سے فنا ہوتا ہے

اک مرا قتل تھا جسکا ہوا پرسان کوئی ۔ ہاتھ بندھتے ہیں جب خون حنا ہوتا ہے

بعد شاہی کے شہنشاہ بھی ہو جاتا ہے ۔ جیتے میں بھی اثر ظل ہما ہوتا ہے

انقلابوں میں بدل جاتی ہے شکل شاہی ۔ تاج ادلتا ہے تو اک جام گدا ہوتا ہے

تپ فرقت میں جلتا ہوں تو دم گھٹتا ہے ۔ نالے کرتا ہوں تو صیاد خفا ہوتا ہے

خود بخود آج ہے بیچین جگر سینہ میں ۔ کون یا رب مرے پہلو سے جدا ہوتا ہے

واہ رے شوخ کے وہ سیر کو جاتے ہیں تو کب ۔ دم حبابوں کا جب آنکھوں میں رکا ہوتا ہے

شامیانہ ہو کہ تصویر ہو یا عطر و گلاب
جو مری قبر پہ آتا ہے کھنچا ہوتا ہے

بہہ ہی جائیگا آئینہ ہے غم سے پانی
لاکھ پتھر کا کلیجہ ہو تو کیا ہوتا ہے

چار تلواریں وہ ابرو دم خود بینی ہیں
دیکھیں اب آئینہ کی جان کا کیا ہوتا ہے

## غزل ۱۲۸ — شعر ۳۸

دیکھیں پھر بھی کبھی آتا ہے یہ دن ای ماہ
قیس لیلی سے گلے ملکے جدا ہوتا ہے

تمہاری بات تو نکلو دل سنکے کیوں ہنسا نکرے
زبان تیغ تو نکلی کسی پہ کھلے خدا نکرے

حنا اگر کف نازک میں اونگلی جا نکرے
تو چلوؤں مرا خون جگر گھٹا نکرے

رضا کی ہو جو منافی وہ التجا نکرے
طلب سے ہاتھ اوٹھائے مگر دعا نکرے

نشان پا یہ کوئی ہی کہ جو جفا نکرے
زمین کا کوئی پیوند ہو خدا نکرے

زمین پہ گر کے یہ کہتا ہے پیر کا سایہ
ضعیف ہو تو عصا کا بھی آسرا نکرے

وہ ضعف اور وہ ٹرپکر مرا اکڑے ہونا
بٹھا دے درد یکو تو پھر اوٹھا نکرے

نکل کے سن سی یہ کہتی ہی خاک مجنون کی
بشر جہان مین سب کچھ کری وفا نہ کرے

پسینے پہ جو گرا ایک تیغ خون عاشق
تو اوسکا ایک لہو پانی پھیر ہوا نکرے

میان چشم نہین تل نشان یا کیونکر
ہماری آنسو تھمین تو دل کہین بھرا نکرے

وہ میری نزع مین حیران ہوکر تو کہدو
اجل بھی تم ہو کہ وعدہ یہ جو وفا نکرے

شفق کے نام سی گردون کا رنگ کیون نکلے
اگر آنکھ سی مری خون جگر بہا نکرے

ادھر کو قیس تڑپتا ہے اوس طرف لیلیٰ
خدا ملائی جو دو دل تو پھر جدا نکرے

نہ ہم ہی خاک کے تودے مین اپنا دل ڈھونڈین
ہمارے سامنے گر یون اگر جلا نکرے

خیال دل مجھے یاد شمع تحیر آتا ہے
چراغ جل کے مری سامنے بجھا نکرے

مثال دانۂ بارود ز آتش ہون
نہ ہوش و زین چمک درد کی اٹھا نکرے

مثال دست دعا گر کبھی نظر آجائے
کسیکے در پہ توجہ تیر اگدا نکرے

بنا ہون ضعف سے اسپند مجمر آتش
اوڑھو نڈین خاک اگر درد دل وہ اٹھا نکرے

نہ کہدین لٹکی ہوئی گر جبین اشارہ سے
یہ پیش قد میان مجھپر کبھی عصا نکرے

جو تھوڑی دیر نہ ہاتھون لو دہوئین وہ پتے
کرے وہ کام مرا خون جو حنا نکرے

چھپا دو دلمین جو باتین وہ منہ پہ آجائین
کسیکا راز کہ اتنا کھلے خدا نکرے

نظر لگی ہی بہت گر تو شیشہ جو بہر کی
کسیکا اتنا ہو ہلکا لہو خدا نکرے

وہ روئین نزع مین میری کوئی یہ کہدے
قضا پہ فرض جو ہو کسطرح ادا نکرے

حسین ہو نہ تری طرح گر تری آواز
حجاب گوش نہین پھر کسطرح چھپا نکرے

پڑا ہون دور مین اتنا کہ گر پڑی تہک کر
اجل جو راہ مین دم جا بجا لیا نکرے

ہماری ڈھکتی ہوئی لپہ گر نہ پاؤن پڑے
قدم زمین سی ہر گام پر اٹھا نکرے

غضب تو یہ ہوا رونے لگے وہ گھبرا کر
جگر مین درد ہماری تو اب دوا نکرے

اگر کے چھپکے سی چلتی پہ تو یہ بھولی
خبر کسیکو مری لگی ہو خدا نکرے

لہو کے اشکون سی کسطرح وہی تیغ تری
وہان زخم سی بسمل اگر گلا نکرے

ہنسا ہیں رونے پہ اپنے تو یہ وہ کہنے لگے
کسی کی آنکھ کا پانی ڈھلے خدا نکرے

صدا جو سنتا ہے منہ پھیر کر وہ روتا ہے
کسی کا حال اسیر قفس کہا نکرے

اگر اٹکے کہتے ہین ہنسنے پہ ہاتھ تیغ کی بعد
انہین گلے سے لگا تو پھر جدا نکرے

عدم کی راہ دم نزع سی نہ طی ہو اگر
ہر ایک رگ مرے پاؤنکی یون کھنچا نکرے

نہ بو ہی پھوٹے کسی پر کھلے نہ راز کوئی
کلی صبا سے اگر حال دل کہا نکرے

کچل کے پاؤنکے نیچے یہ دل نے دی آواز
چلے تمہاری طرح بھی کوئی خدا نکرے

مٹے ہوؤنکی ہوا مین یہ خاک کہتی ہے
وفا بتون سی کوئی بندہ خدا نکرے

مین دلکو روکے کلیجہ نہ تھام لون کیونکر
کسی کے مال پہ پانی پھیری خدا نکرے

جتاتے جاتے ہین احسان جو نیند اوڑ نیکے
کراہنا مرے دل کا کوئی سنا نکرے

غزل ۱۲۹

عدوئی جان سی کوئی تو یہ کہدی ہی ماہر
قضا سی کام وہ لے جو تری ادا نکرے

شعر ۱۰

آجتک تو نہ کبھی حشر کی نوبت آئی
صور نے پھونکدیا کیا کہ قیامت آئی

کچھ تو منعم کو بھی غیرت تہ تربت آئی
جب دفینہ کے سرکتی ہوئی دولت آئی

ضعف کیسا تھا اٹھنیکی نوبت آئی
غش سے چونکا نہ پا آواز کی نکہت آئی

دل دکھونکو صفت آبلہ رقت آئی
زیر پا نقش قدم کی بھی نہ تربت آئی

حسن کے رعب کی آخر کو یہ نوبت آئی
اور تو اور ابھی تک نہ قیامت آئی

سات پردونمیں بھی چھپتی نہیں اچھی صورت
کھل گیا صاف آنکھونمیں مروت آئی

فرقت گل میں غش آئی جو لگا بلبل کو
صحن گلشن سے بھی تڑپتی ہوئی نکہت آئی

قبر میں ہجر کے جاگو نکو ہوا یہ معلوم
آنکھ سے لگنے بھی پائی کہ قیامت آئی

ہمتو واقف بھی نہ تھے حشر سے اس سر کی قسم
آپ آئے تو یہ سمجھے کہ قیامت آئی

غزل ١٣٠

اپنی تسکین کرے کیونکہ اسی سے ماہر
دل گیا جب تو یہ سمجھا کہ طبیعت آئی

شعر ١٣٠

بوسہ دیتے تو دیا منھ کی رو دکھائی نہ گئی
صلح ہونے پہ بھی وہ اونکی لڑائی نہ گئی

گر تلوّن تھا تو کیون منھ کی دکھائی نہ گئی
رسمِ بازی ہی گئی اور کج ادائی نہ گئی

ہر طرحکی یوہین بات اونسے چھپائی نہ گئی
جیسے آئینہ کے دیدکی صفائی نہ گئی

جنبشِ ابرو کی کبھی ہمسے دکھائی نہ گئی
کیسے جلاد جو تلوار لگائی نہ گئی

جان اجل سے مرے سر پر دمِ تن چھپائی نہ گئی
اک ردا بھی کوئی شے تھی کہ اوڑھائی نہ گئی

دور سے چھپا یون رہی پاس بلائی نہ گئی
وصل کیونکر ہوا جب اصل جدائی نہ گئی

حکمِ دوری رہا پر چھایون بلائی نہ گئی
وصل جتنا ہوا اوتنی ہی جدائی نہ گئی

نقشِ تربت کی حنا بھی چھپائی نہ گئی
خاک ہوتے تو ہوئے دلکی صفائی نہ گئی

دل وہ تھی جلنسی جلائی نہ گئی شمع کبھی
اور جو بھولے سے جلائی تو بجھائی نہ گئی

سر چڑھایا شفقِ شام کو اپنے ہاتھون
مہندی کیون آج کفِ پا مین لگائی نگئی

نہ کھلی بال بنا بر لحد پہ مانا
مسکرا دینی سے بجلی بھی گرائی نہ گئی

نہ بلائے ہوئے آنیکا ہوا یہ انجام
آج تک موت کسی گھر مین بلائی نہ گئی

پہنچی نظرونکو بہانا تو وہان خوب ملا
حالت صلح جو تھی آنکھ لڑائی نہ گئی

جذب دل نی اثر اتنا تو دکھایا تہہ قبر
سب جواب اوس نے آئی تو ٹہرائی نہ گئی

جنبش ابرو کی بھلا مجکو دکھائینگی وہ کیا
پوری تلوار کی اک جنبش لگائی نہ گئی

مٹی دیکر مجھے جاتے ہین عجب جاہل سی وہ
شمع سی قبر پتنگونکی بنائی نہ گئی

وہ تو وہی ہین اوٹھین سوکے تو برہم ہونکیون
باسی پھولونکی کبھی ہان کج ادائی نگئی

سچ تو ہے لاش پہ دفن اوٹھاتی کیونکہ
اونچ نیچ اونکو زمانیکی بتائی نہ گئی

میرا مرنا ہوا دنیا مین دوبارا مشہور
جب زمین دل کی تڑپنے سی ہلائی نہ گئی

سر آلودہ تر ہو تو کہین لوگ یہ کیون
زہر مین حسن کی تلوار بجھائی نہ گئی

جنبش ابرو کی وہ آئینہ مین خود دیکھتی ہین
ہمسے دشمن کو بھی تلوار لگائی نہ گئی

ایک مین ہون کہ اوٹھایا گیا تا زانو مدام
ایک وہ ہین کہ مری لاش اوٹھائی نہ گئی

مرتے جیتے جو ہین دنیا مین ہان پر لوگ
جان ہم مین تو کسی وزنہ آئی نہ گئی

تھا اک سطرح جلا کر گئے دل لوگون نے
ہمسے تو شمع بھی اسطرح جلائی نہ گئی

تم بھی اک نام کو تھی اصل تھا سب دیپہ بوجھ
لاش کمبخت نہ تمسی مری جان اوٹھائی نہ گئی

نیچی نظرون سے حسین بھیگئی دیکھین مری جان
زہر مین آج جو تلوار بجھائی نہ گئی

سبکو تو چھیڑتے تھے ہمین نجانی کیا تھا
موت عاشق کی جو آئی تو ستائی نہ گئی

جان وہ مانگتی اور اونسی نہین ہم کرتے
موت آئی تو یہان آنکھ چرائی نہ گئی

کانٹے سے جو دیکھ گئے ہین اونسے نہ کوئی کہتا
تم نہ آئے تو یہان لاش اوٹھائی نہ گئی

کہکے یہ روزن تربت سے مین سر کا آخر
اسطرف سے وہ سواری تو نہ آئی نہ گئی

غزل ۱۳۱ — شعر ۱۳

کرکے مرنیکو سوائی دل ماہر نہ سنا
اک یہی تھی خبر ایسی کہ سنائی نہ گئی

ہمین پیری مین یون چھوڑا ہمارے زندگانی نے
کہ منھ دکھا اپنا نقاب ہونمین جیسے تونکی جوانی نے

تجلی مین دکھایا اپنا پرتو یار جانی سے — کیا کچھ اور سنایا کچھ صدائے لن ترانی نے

فنا مجھکو کیا یوہین مری رنگین بیانی سے — کھلایا شمع کے جسطرح تن کو گلفشانی نے

پھرین آنکھین نہ سونے مین کبھی ہو سیدھی کبھی — لو مین سونا سکھایا تھا تمھین خواب جوانی نے

جھلکین گیرا و لٹی آنکھین دیکھلو سینہ کی بہی جانب — خبر لو سر اوٹھایا ہی بہت اوٹھتی جوانی نے

قدم اونکی بہی ٹھہری چلتی چلتی آگے تربت پر — نشان کیسا مٹایا تھا ہماری فشانی سے

کھلین آنکھین نہ سونے مین بہی نیند اونسی جو نین لوری — بھری تہی نیند ایسی اونکی آنکھون مین جوانی نے

یہ حالت تہی کہ منہ بیٹھے ہوے دیکھا کیے ہم بہی — کلیجا رکھدیا ہاتھون سے ملکر ناتوانی نے

وہی تہی سوکے اوٹھنے مین جو نکلی اشک تنکے — بھرے تہی کوٹ کر موتی جو آنکھون مین جوانی نے

عصا کی بہی کمر دوہری ہوئی جاتی ہی لنگر سی — یہ ہمپر بوجھ ڈالا ہے ہماری ناتوانی نے

قبا مسکی بسینہ آگیا گرمی سی کی اُف اُف — لگایا جب گلے اچھی طرح اونکو جوانی نے

ردا سینے سی سر کی ہی خبر کچھ بہی نہین سونے مین — انہین بہو تیورون سے سر اوٹھایا ہے جوانی نے

غزل ١٣٢

گر نرم ہو کبھی تنہا نہ کا جبہ اپنا ماہر نے
کیا کچھ اس طرح زینت زنور جوانی نے

شعر ٩

دم مین ہین قافیہ پا وات ملنے
نیچی نظرون ہی سے کچھ دیکھ لیے چلنے والے

پہنایٹ تیا ہو تجھین دکھا ہوا جب دل اپنا
روک لیتی ہین قدم راہ کے چلنے والے

جیسی جلتا ہے اگر پردۂ خاکستر مین
چھپکے چھپکے یونہین جلجاتے ہین جلنے والے

ہمنے بھی دیکھ لیا آپ کے تیور وہی تجھے
او مری قبر سی کترا کے نکلنے والے

ہنسکے رو دی ہسی ہنسی دل مرا بہجاتا ہے
یاد ان جب جانکی رکھدیتی ہین چلنے والے

بو ابھی دور کے یہ دیگئی ہے مجکو خبر
عطر ملتے ہین کلیجہ ترا ملنے والے

دلکو بھی لیلیتے کیون سبکی بچاکر وہ نظر
کچھہ پڑا پاکے اوٹھالیتی ہین چلنے والے

جگر و دل مرے مرتے ہین ہٹو نزع مین ہون
ساتھہ اکدم کے کئی دم ہین نکلنے والے

ر

لینے آئی نہ انھیں بوے چمن کیون ماہر

| غزل ۱۳۴۴ | آج ہیں سیر کو وہ گھر سی نکلنے والے | شعر ۱۲ |
|---|---|---|

تمہارے حسن کا رشک آشکار ہو جائے
مژہ بلائیں جو لی دل نثار ہو جائے

نہ خال سی جو وہ خط مہردار ہو جائے
تو فرد حسن کبھی بی اعتبار ہو جائے

او لحبہ کے صورت زنجیر ہر نفس ٹوٹے
جنون میں دل جو کبھی بیقرار ہو جائے

گر آہ سرد کی تاثیر آبرو بخشے
ہر اشک چشم دُرِ آبدار ہو جائے

وہ ہون جو روشنیٔ شمع پردہ فانوس
تو کیون نہ حسن کلیجے کے پار ہو جائے

وہ دل جلا ہون لحد سی اگر نکل آئے
ہر استخوان مرا شمع مزار ہو جائے

یہ دن چڑھے سے ہی ہر روز کی مراد فلک
شعاعِ مہر یونہیں سبکو دار ہو جائے

مین مثلِ بارشِ باران جو بند کرون
تو آب آب کی ہر سو پکار ہو جائے

مثال کلک مصور چلوا دوں اسی اگر
قدم کے نقش میں نقش و نگار ہو جائے

دکھاؤن خاک کے پردے میں گر میں آتشِ عشق
دھوان جگر کا زمین کا غبار ہو جائے

| | |
|---|---|
| ابھی نہ روئی مجھی کوئی گو ہوا ہون تمام | زمین کا پہلے کلیجہ فگار ہو جائے |

غزل ۱۴۴

ہماری خاک کی اوٹھ بیٹھ کہتی ہے ماہر
نثار اوسپہ یہ مشت غبار ہو جائے

شعر ۵۷

حسین نقطہ اسی تحریک سے سفر مین رہے — بدن سے یونہی جو نکلی تو یہ نہ گھر مین رہے

کسیکو یاد کیا خود سے کہ گھر مین رہے — وہنین بھی دیکھ لو جو حسرت نظر مین رہے

تمام عمر تو ہین چاک بھی جگر مین رہے — کہ جیسے تیغ کسو کی کمر مین رہے

رہے بھی گر تو وہ کن شوخیون سے گھر مین رہے — کہ آنکھ مین کبھی دل مین کبھی جگر مین رہے

کشش سی کیا ہوا ہر طرح میر گھر مین رہے — نکلکے بھی صفت بوئی عطر بر مین رہے

نشان الفت ابرو نہ کیون جگر مین رہے — وہی ہے تیغ سپاہی کی جو کمر مین رہے

بصورت گل بازی ادھر ادھر مین رہے — ہمین تھے وہ نہ سفر مین رہے نہ گھر مین رہے

مثال آئینہ صورت نما جگر مین رہے — حضور ٹہلے بھی بیٹھے تو میرے بر مین رہے

چراغِ خانہ جو ہو کسطرح سفر مین رہے | بڑھی بھی ہم تو کچھ اسطرح سی گھر مین رہے

مثال شیشۂ تصویر دل جگر مین رہے | کھنچے ہزار مگر ہر طرح وہ بر مین رہے

شفق کے نام سی چشم فلک مین خون اوترے | لہو کی بوند جو میری دل و جگر مین رہے

خوشی یہی ہی تو بہتر ہے ہتکڑی ہی سہی | مگر وہ ہاتھ ہین یہ شیشکو جو کمر مین رہے

اسیطرح سی گھر بیٹھے دل جلاتے ہین | کہ جسطرح سی نکلکر دھوان اگر مین رہے

نکل چلی جو وہ دل سی تو دل کبھی چپ تہا | سفر مین گھر بھی ہا وہ اگر سفر مین رہے

یہ بات سوچ کے پر قینچ مجکو کر صیاد | چمن چھٹا تو کلی بھی میرے پر مین رہے

قیامت آتی ہوئی نصف راہ سے کٹجائے | اوسی ادا سے اگر تیغ اس کمر مین رہے

مثال بحر روان عمر کی سکون گذری | کھلا نہ یہ کہ رہے گھر مین یا سفر مین رہے

کسی کے بالون کے سنبل کی پیچ کیا ملتے | بچے جو زلف سے کچھ بل وہی کمر مین رہے

لحد مین گرمیٔ دلِ سودا زدہ کو ہوا الجہن | نفس کیطرح سی گھٹ گھٹکی بو اگر مین رہے

نہ اڑپو نپہ اشارے سی مڑ کے کتنے ہین بال — نہ جسکی حد ہو وہ سودائے زلف سر مین ہے

قفس مین لینگی نہ کیون آون چھوٹی سی کلیان — نشان باغ کا کچھ کچھ تو بال و پر مین ہے

کھو یہ چاندنی سی یون نہ آسکیگی کبھی — مثالِ فرش جو تہ ہو تو میری گھر مین ہے

جھپک جھپک کے بلا مین نہ لے مژہ کیونکر — وہ نیند ہے جو تری چشمِ بد نظر مین ہے

مجال تھی کہ سوا اسکے کوئی چھو سکتا — وہ دستِ زلف تھی جو بال سی کمر مین رہے

دیکھا کے آنکھونکو جلوہ نہ کسطرح چھپ جائیے — شرارت اونکی نہ دم بھر کو گر شرر مین ہے

شبِ شباب کٹی خوفِ روزِ پیری مین — تمام رات ہم اندیشۂ سحر مین رہے

بنا دے قطرۂ آبِ روان جو بخت مجھی — روان وطن مین ہون اور سکون سفر مین ہے

یہ حال ناز کیون سی اب انکا پہونچا ہے — سے چلے جو دل سی ٹہلتی ہوئی جگر مین رہے

مین نظارۂ چشمِ سیہ سی جائی عجب — مثالِ میل جو سرمہ مری نظر مین ہے

ہماری سوزِ جگر سے اگر نہو خجلت — چھپا کے منھ کو نہ آتش کبھی اگر مین رہے

دبا دبا کے پسر کو لحد میں کہتا ہوں
چلیں نہ وہ دھمک اسطرح کی سفر میں رہے

شب وصال اگر جا کے صبح فرقت ہو
تمام عمر چمک سی مری جگر میں رہے

ثنا ادھی تو انا کی ہی مثال حباب
ہوا جو آنکھ کی طرح ہر سر میں رہے

حضور اور رونکی رقعے پہ اتنا کہتا ہوں
یہ میری سوکھی ہوئی آنکھ بھی نظر میں رہے

مثال آبلہ ادنی سے دکھ سی دکھ ہوتے مجھے
سبب یہ پاؤں ہی کا نٹا کھٹک سی میں رہے

تڑپ کے جان دی شعلہ جو کر مرے آگے
شرر کی طرح چمک سی مرے جگر میں رہے

حیا نے وصل کی حسرت نہ ہونے دی پوری
وہ آدھے ہو گئے جب آکے میری گھر میں رہے

میں رکھ کے دل کو تہ فرش جب چلا آیا
تمام رات وہ زانو بدلتے گھر میں رہے

عزیز و دوست پہ کیا یہ بھی تفرقہ دیکھا
سفر میں جائیں مسافر تو جان گھر میں رہے

دکھا کے شمع یہ کہتا ہوں منہ والوں سے
یہ وہ ہیں جو دل کو جلائی وہ میرے گھر میں رہے

نہ ترک ہو رہ مقصد میں بے ادب مجھ سے
صدا کی طرح پس و پیش رہگذر میں رہے

فقط تھی جان ہی سے قدر اس جلے دل کی
جو بو ہی شی بھی نکلجائے خاک اگر مین رہے

ملا ہے دل ہی اگر دل تو ہو کبھی یہ بھی
ٹہر پائے نہ آنکھون مین آنکھین نہ نظر مین رہے

ہماری ہاتھ بہت بڑھ گئے تھے ہجر کی شب
نشان چاک گریبان نہ کیون سحر مین رہے

نکل سے چلے کبھی جوش ہو گئے گرا ہون لینے
خبر وہ پائی کہ یہان در کے پاؤن ٹوٹ رہے

وہ کیا چراغ مرے دلکو شب کے یاد آئے
جو تو نے بجھے ہوئے تیور سے سیر گھر مین رہے

نہ خواب ناز مین کیون نیم باز رہجائے
جہانکی نیند جو اوس چشم نیم نظر مین رہے

یہ سر کو کھینچ کے کہتی ہے دشت مین وحشت
جو پاؤن توڑ کے نکلے تو خار سر مین رہے

نہ تاب آئی بدن سی نکل کھڑی ہوی جان
تڑپ تڑپ کے جب ارمان مر جگر مین رہے

ہراس فوج سی افسر کو کیون ہراس نہو
قدم نفس کا جو اوکھڑے نہ دم جگر مین رہے

ہزارون منزل مقصد پہ سیکڑون پہنچے
تمام عمر ہمین تھکے کہ رہگذر مین رہے

او ہٹائے منہ کو تو جاتے ہین قافلے والے
تھکے ہوؤن کی بھی حالت ذرا نظر مین رہے

مثالِ خانۂ تصویر جای کہ نہین — تو دیکھی کہ چپکے پڑے رہے آ کر تو چپکے گھر مین رہے

حضورِ حسن محبت بھی ہے طلسم کوئی — کھلین تو دامنِ ہستی مین پاے بگھر مین رہے

نزاکتین یہ تحریک ہو گئی آفت — دہن سے بات جو نکلی تو وہ نہ گھر مین رہے

چھڑا کے قید سی لائی تو ہے مجھے طاقت — مگر جو پر تھے او جھکے قفس کے در مین رہے

قدم سے آئے کہ تا خانہ غریب خانہ ہو — وہ ایک بھی ہون تو بستی تمام گھر مین رہے

تمہاری حسن نی ہرجائی کر دیا تمکو — ادہر تو آ گئے دلمین اودہر ہر جگہ گھر مین رہے

نجانے گھر سے وہ کیونکر نکل کھڑی ہوی آج — چلے بچھڑ سے اٹھی ایسی کہ بس گھر مین رہے

نہ جان نے بھی جگہ قبرِ تنگ مین پائی — ہمین تھی وہ کہ قیامت تک ایسے گھر مین رہے

کہین نہ راہ مین نیچی قدم کے آجائے — گرہ مین جو ہے اس آنچل کے وہ نظر مین رہے

جو عکس آئینہ کیطرح آتے جاتے ہین — اب اونکے واسطے کس شے کی روک گھر مین رہے

کتاب کھنچکی شکنجے مین کہتی ہی سب سے — گذر پہ آئے تو اسطرح کبھی گھر مین رہے

بچا نہ دل نہ رہی جان نہ جگر چھوڑا
اوجاڑ کر کے مجھے آباد اپنے گھر میں رہے

ہوں مرغ قبلہ نما کون ہو مرا مہمان
مری طرح سے جو تڑپے وہ میرے گھر میں رہے

وہ عکس آئینہ بنکر مرے ہوئے مہمان
چھٹے حباب ہی سے جو دیکھی تو غیر گھر میں رہے

مثال تار کھنچے خنجر میں کیا سر کش
خمیدہ قد ہوا اتنا کہ پھر نہ گھر میں رہے

سلامتی سے ہی غربت پسند ایسے آپ
رہے نہ گھر میں کبھی پا رہے تو بر میں رہے

حضور آئینہ میں دیکھئے کچھ اور بھی تو
وہ آپ ہیں کہ جو چھپ کر کے ہی جگر میں رہے

مثال ساکن کشتی مجھے یہ حیرت ہے
قدم جو گھر میں میں رکھدوں تو گھر سفر میں رہے

یہ سر میں توڑ کے کہتا ہے خار شانہ جنوں
قدم کا خار قدم میں تو سر کا سر میں رہے

وہم حساب نجانے کہ کیا کا ہو گیا گیا
یہاں یہ حشر ہوا آب ادھر ادھر میں رہے

نفس کے سینہ ویران سے جب قدم اوکھڑے
کہا یہ دل نے ہمیں تھی کہ ابھی گھر میں رہے

بکھرا ہوا ہی یہ ہیں مجھ سے خانہ ویران
کہ جیسے ایک اوداسی تمام گھر میں رہے

| غزل ۱۳۵ | کچھہ اسطرحسے بجھا ہے دل اندنون ماہر<br>مجال کیا ہے کہ جلتا چراغ گھر مین رہے | شعر ۲۶ |
|---|---|---|

کیونکر رہے رگون مین لہو جوش مارکے — نشتر پڑے ہین جیسے موج ہوائی بہار کے

گرمین ہی عروج جنون بہار کے — اکدن شفق نہین گئی کہو جوش مارکے

ساقی کرم یہ دیکھہ لے ابر بہار کے — پانی دیا زمین کو تو ہیرا و تار کے

تابوت سے نشیب مین آئے مزار کے — قصّے ہوئی تمام جو ہر ہاؤ اوتار کے

ہمسر مرے بنے ہین سراو نیزا و تار کے — پردے گرین تو پائیے کیونکر لباس اعتبار کے

شمعین نہین مزار پہ مجھہ بیقرار کے — یہ مغز استخوان ہین زمان فشار کے

جب گل کیے چراغ ہماری مزار کے — خلعت دیئے ہوا کو زمین نے غبار کے

پچھتے ہین اشک کچھہ مژہ اشکبار کے — تارے جو ٹوٹتے ہین شب انتظار کے

عریان تنی مین لطف نہ گر بہون بہار کے — پھینکیے ہوا نہ گرد کا جامہ اوتار کے

لی ساتھ دستگیر کو باریک راہ مین
زخمی بھی یوہین جاتے ہین جادہ پہ تار کے

رندان بادہ نوش نے کھولے قبا کے بند
نکلے چلے حباب ہین جو ابر بہار کے

جان بخش میری بھی ہی زخمہ ہین مطرب
قرعو نکا جو سبب ہوئی ہر نفس تار کے

دل نازنین بچی ہین جو لوگے تو ہوگا کیا
کیونکر اوٹھینگے ناز دل بیقرار کے

کیون قتل عام حسن پہ نازان ہین بھی ہون
بانہ و بھری ہین وہ بھی تلوارین مار کے

پہونکی ہوا نے کان چمن کچھ فنا کی بات
اوٹھ اوٹھ گئی قدم مری مشت غبار کے

ابرو کی جنبشون پہ جو چاہو وہ اب کہو
سیکھے ہو یہ ادا بھی تلوارین مار کے

ہی آمد آمد انکی تو سے لینے کے شوق مین
مضراب دور جاتے ہین جا بجا پہ تار کے

دیوانے بیچ و پیچ مین پھنستی ہین بیڑیان
غل ہو رہے ہین آمد فصل بہار کے

ڈھالین ہو نہین کے ہاتھ کے قابل نہین فلک
ٹکڑے جو تیغ سی ہون شب انتظار کے

چھپ جائین کہان جو ہر آئینہ کے جگر
ہین بیچ مین یہ کیسی نظر زہر دار کے

انسے تو کوئی کی تیغ نگہ بھی ہی فشار
کیون مہر آڑے آ گئے تجنے فرار کے

کھلواؤ منہ نہ قوت بازو کو رہنے دو
کاٹی نہ رات ہجر کی تلواریں مار کے

گر یاد عاؤ تیں ہون تو شانہ ہلا دو تم
کچھ سو رہے ہیں جلن سی مہمان مزار کے

سبزہ کو ہے بسا ہم اپنی جر خیال
رہنے دیں گریہ دو رٹنے والے مزار کے

دہان جس سبزہ ہو گیا یہان تنگیوں کے گئیں
پھیلی جو زہر شعر نہ دنبالہ دار کے

پیچ و خم غبار کی سلیے ہی ہو اضطراب
ڈھا سکے تجھے نہون کہیں یہ مر جسم زار کے

اتنا تھا بس وجود و عدم میں ہمارے فرق
پتلے تھے پہلے خاک کے اب ہیں غبار کے

تم میری نبض دیکھکے چپکے ہی ہو رہے
یہ کچھ اشارے ہیں طلب احتضار کے

پھوٹی کلی نہ منہ سے کوئی باغ میں کبھی
میں تھک گیا قفس میں گلوں کو پکار کے

اتنا بھی میرا ساتھ کسی نے نہیں دیا
جتنا کہ ساتھ دے گئے تجنے مزار کے

جھولے کو لات مار کے ادتر اد اسے وہ
جب پینگ یاد آئے دل بیقرار کے

کسنہ لحد یہ بہی مجھے آتنکی ہو امید
گر کھل گئے کہیں کبھی تختے مزار کے

ملتی جہانمین چین کوجا کسطرح کہین
بیٹھے ہوئے تھی درد دل بیقرار کے

اب ٹوٹے بازوؤنکی مین تدبیر کیا کرون
توڑا قفس کے در کو تو پہ بار بار کے

کھینچ کھینچ کے جان آگئے تشنج ہو نزع ہو
ٹوٹین نہ ہاتھ پاؤن کسی بادہ خوار کے

ای شب مین ایک چار اندھیر نہین کیا کرون
دل بھی بجھا چراغ بھی تیرہ مزار کے

نا آشنائی غم اونھین سمجھی نجم مم چرخ
پھول اڑ گئے ہوا جو میرے مزار کے

گستاخی ملائکہ پر مین نے یہ کہا
یہ تو نہ حکم تھے مرے پروردگار کے

دیوانگان عشق پہ بارش مین وہ کھلو
نشتر بھری تھی دل مین جو ابر بہار کے

وحشت مین دل ہماسن چکا ہے لحد کا سنگ
ٹھہجاتین لوگ پاس سی میرے مزار کے

وہ مست ہوگیا ہو جو مینخانہ مین کبھی
خود جوش بادہ لائے ہین شیشے اوتار کے

ای آرزو نکلکی تو ہی دیکھ ہے یہ کون
باتین ڈھیمی سی کرتے ہین تختے مزار کے

کیون خود بہی سبزہ رنگ نہون مثل آئینہ — سب ملتے ہین کچہہ اثر نظر زہردار کے

ہمراہ بوئی غنچہ کرو تم بہی سیر باغ — سب قفل کہلگئی ہین طلسم بہار کے

مین نے عجب نگاہ سے دیکہا نشیب قبر — نزدیک لگ لائی جو تابوت وار کے

برباد اس خطا پہ ہوئی ہی ہماری خاک — کیون دل مین گہر کیا تہا زمین مزار کے

دشمن ہوئے ہین تمہارے سب اعضا ہون تو سہی — بازو تو پہر گئے مجہے تلوارین مار کے

لین شمع نے بلائین جو بیکس کی قبر کی — رخصت ہوئے چراغ بہی سر کو اوتار کے

خود بہی نگاہ خلق سی پنہان ہوئی ہوا — نقشے بگاڑے اور ہمارے غبار کے

مجرم ہون جو زشت عمل سی خود او نگہبان — پہندی پڑ گئی ہین مضراب تار کے

آنکہین مریطرح سے پہیرین آئنہ سی بہی — بیٹہے سلامتی ہین جو زلفین سنوار کے

سینہ پہ اونکا ہاتہ جب آیا قرار رہتا — یہ بہی ہین طرفہ درد دل بیقرار کے

کیونکر رہ غنا کا نہ مطرب ادب کرین — مضراب سے سر جا نہ پہر جاوے پہ تار کے

آئی نہ میری شکل کی چھاؤن بھی ایک دن
نقشے ہوا نے لاکھ بنائے غبار کے

سنگِ فشار اوٹھا کے جو سینہ ہلا نہیں ہے دل
چھاتی پہ ہاتھ رکھے ہین تحفے مزار کے

کرتے نشان پاؤن کا کسی وضع کو پسند
نقشے زمین دکھاتی ہے تجکو مزار کے

میری عدم کی شکل کے مشتاق ہین جو لوگ
پردے اولٹ دیئے ہین ہوا نے غبار کے

کیونکر بچین نہ عقربِ ابرو و مارِ زلف
آفت ہین نیش سرمہ و دنبالہ دار کے

اللہ رے پاسِ خاطرِ دل مردگانِ خاک
پانی پیا زمین نے تو مدفن اوبھار کے

یہ اپنا اپنا بخت پسینہ پہ رشک کیا
دھوئے وہ پاؤن سرمۂ دنبالہ دار کے

طولِ امل کی بات ہوئی کچھ جو کوششِ رند
زخمہ ہٹ آئے چوم کے قدمونکو تار کے

صیاد قیدِ زیست سے بھی مین تو چھٹ گیا
اب کیا تو دیکھتا ہے قفس کو اوتار کے

اہلِ غنا مرین تو سمجھہ یہ بھی مکر ہے
دم ہے سقوطِ نبض پہ بھی تن مین تار کے

آیا ہون طئے ارضِ جہان کر کے تا لحد
کہتے ہین پیچ و خم مری مشتِ غبار کے

کیون آفتاب حشر سی مانگین نہ سب پناہ
پھینکیگا تہا مین نے زخم سے پہاہا اوتار کے

ہمتو ہین بی نصیب سینہ پیا کرے
دہو دہو کے پاؤن سرمہ نہالہ اتار کے

آفت ہی کر رہے ہین اشارون مین اونگلیان
گھر کر لیا ہے دل مین جو مضراب تار کے

بیدرد حیف ہم او نہین ہوئے بدن کہین
گر کھائے نشترونکو او گلدون بہار کے

ذی ہمتو فشار مین اب جی نہ ہارنا
کھلتے ہین کو یدم مین شکنجے مزار کے

اس چین سی تو درد بھی بہتر تہا ہجر کا
کیا کر دیا یہ دل کو لحد پر پکار کے

یون چہوڑ کر گیا ہے فشار لحد مجھے
سرپائنتی ہو پاؤن سرہانے مزار کے

آنسو ہمین پی گئے مجھے دے رہی ہی ندر
یہ کون رو رہا ہے سرہانے مزار کے

سب ملکے دفن خاک کے پتلونکو دیکھ لین
خشکی مین ڈوبتے ہین سفینے غبار کے

مجرم ہے بحر بحر تو مرسل یہ بول اوٹھے
ہم بھی گناہگار ہین پروردگار کے

ناجنس بھی قریب ہین مین بہی ہون مستعد
تم ہی سدہارو لوگ بہی جائین مزار کے

| شعر ۱۲۷ | ماہر کو صور حشر کی بھی کچھہ خبر نہو<br>سوتے دین گر یہ دوڑنے والے مزار کے | غزل ۱۳۶ |
|---|---|---|

تصویر نیم رخ کی طرح ناتوان رہے
ہے کون کم نصیب جو یون نیم جان رہے

صیاد کچھہ تو اہلِ قفس کا نشان رہے
ہم ہون نہون چمن مین مگر آشیان رہے

لو کیون ہلی نہ شمع جو محوِ بیان رہے
دل مین لگی ہو آگ تو کیونکر زبان رہے

گھر مین ہے کسیکے تو دلین یہان رہے
دیکھو خدا کی شان کہان تھی کہان رہے

دیدین یہی سمجھکے مری دل کو دلربا
پھیرین نہ گر تو ورد ہمارا کہان رہے

جاتا ہون باغبان سے کہکر قفس مین مین
تنکا یہان ہی تو مرا آشیان رہے

اتنا بھی تو کھلا نہ ہمین قبر تار مین
پروردگار آئے کہان سے کہان رہے

ہو نہ ہمین ہوائے منزلِ خانہ حباب سے
گر مین نہون مکین تو نہ دم بھر مکان رہے

اے ہی قبر کسطرح سے لگایا تھا یہ گلے
نہ مغز ہی رہا نہ مری استخوان رہے

پیسا تھا بیگناہ ستایا تھا بخطا
سر پر نہ آسمان کے بھی کیون آسمان رہے

کچھ ہمسی مرنیوالون کا ہے زندہ تجھی سی نام
تا حشر اے لحد تیرا نام و نشان رہے

انکار میرے گھر سے قضا سن کا ہے سبب
دلمین اگر رہے تو مری جان کہان رہے

کہتا ہے اوسکے زور مین یہ دود دل مرا
یا مین ہون زمین پہ یا آسمان رہے

آتی ہی یہ مٹے ہوؤنکی قبر سے صدا
دنیا مین ہم نہون مگر اپنا نشان رہے

کیا یونہین مر گئے تھے جوانان عشق باز
دم توڑنیکے خاک پہ برسون نشان رہے

ہم اپنی راہ آئے تھے جاتے ہین اپنی راہ
دنیا رہے زمین رہے آسمان رہے

غزل ١٣٧

دود جگر سے آج ہے ماہر مقابلہ
پشتی پہ آسمانکی نہ کیون آسمان رہے

شعر ١٤

چھلکا کے جام پاس سے ساقی جو ہٹ گئے
مستونکے قلب صورت انگور پھٹ گئے

اتنا ہوا حضور کے رتبے نہ گھٹ گئے
دل دل سے ملگیا جو گلے سے لپٹ گئے

بیرنگ طبع ہو گئی بستر سے ہٹ گئے
گل جب ہنسی ہنسی مین ہنسے لپٹ گئے

سچ ہے مقام رنج ہی دلمین وہ کٹ گئے
پھولون پہ پھول فرش پہ اونکی لپٹ گئے

وہ اک ادا اسکھا کے صبا کو جو ہٹ گئے
غنچون کے دل گلون کے کلیجے الٹ گئے

تاہم اونکا نکھری ہوا رتبے بھی گھٹ گئے
گل اونکا حسن دیکھکے دل مین کٹ گئے

یہ کیسی پیارے ہاتھ لگاکر وہ ہٹ گئے
پھاہون زخم زخم سی کچیا لپٹ گئے

جوبن جو دیدنی تھا جوانان باغ کا
گل کی گلسر اکے بھی پردے الٹ گئے

تنگی خانہ باغ جہان جبہہ کھل گئی
بو کے بھی پاؤن پھیلا نہ ہوئی سمٹ گئے

ممنون انقلاب ہون تیرا فلک میں کیون
اوسنے ترے نصیب کے دن الٹ گئے

دفتر گنہ کا دیکھکے کی وہ لحد مین آہ
مثل ورق زمین کے طبقے الٹ گئے

پھوٹے پھپھولے کب مرے کیف شراب مین
مالش مین آفتاب کی انگور پھٹ گئے

کچھ بھی ہی اعتبار تمہارے مزاج کا
آئی تو بے بلائے بلایا تو ہٹ گئے

پیچ نے تقاضا سن کا بھی آفت ہی قہر ہے — بل کیطرح سے جس سے ملے وہ لپٹ گئے

ہنگامِ نزع آگئی جب یاد قبر تنگ — پھیلے ہوئے جو پاؤن مرے تھے سمٹ گئے

کیسی بہار سب یہ باہمت کے رنگ ہین — قینچی جو باغبان کی چلی پھول کٹ گئے

دشمن کی دشمنی سے یہ ہین منتخب ہوئے تو — جیسے اوٹھا کے زخم تبر نخل چھٹ گئے

اہل ریاض سے نہ لڑا ایکو سہل جان — دہقان کے پاؤن کھیت سے کس زور ہٹ گئے

صیاد ایک نوع کی پرواز یہ بھی تھی — کاٹے اوڑے قفس کے مرے پر جو کٹ گئے

دل دیکے بوسہ پاؤن تو کیونکر نہ خوش ہون مین — سودا ایکا تو دام بھی بایع کی ہٹ گئے

کیا شی ہے وقتِ بد کہ سمجھا اوسی بھی لطف — شعلے سقر کے مجھسے جو آکے لپٹ گئے

مجرم وہ تھا ہوئی جو مری حشر مین پکار — جو جرم جتنے تھے مری پلہ سے ہٹ گئے

کیون سخت جان بھی ورِ فلک مین نہ زار ہون — جب چرخ پر چڑھے تو ٹیلے بھی کٹ گئے

دنیا کی نفرتون سے بڑھی درد اور بھی — دل ہٹ گیا تو زخم کے انگور پھٹ گئے

تلوار رہزنون سے اوٹھی اونپہ کسطرح / رستے ہی سے غریب مسافر جو کٹ گئے

سوتی ہین اک نہ اک کی ہم آغوش وہ رہے / اوتری قبا تو پھول بدن سے لپٹ گئے

جو نیک تھے نہ حشر کے مجمع مین وہ رکے / اہل گنہ کو جنسے ہٹایا یہ ہٹ گئے

ناحق کی چھیڑ مین لائینگی رنگ ایکدن حضور / غنچون کے دل نسیم سے آخر کو پھٹ گئے

بوس و کنار بلبل و گل دیکھتے ہو کیا / تم تھوڑی ہو گلے جو لگایا تو ہٹ گئے

لیجاؤ نار مین بھی سنا غل جو حشر مین / سر کو جھکا کے آپ گنہگار ہٹ گئے

کہتے تھے ہم بلبلوں سی کہ نالے کرو نہ یون / پردے گلون کے گوش کے آخر کو پھٹ گئے

غنچون نے سوز بانو نپہ بدلی نہ اپنی بات / اک آپ ہین کہ بات کہی اور پلٹ گئے

کیونکر مری دکھون نے دکھائی جہانکی دل / اللہ میری درد زمانے پہ بٹ گئے

دیکھا انجانے کیا گل و بلبل ہین صبحدم / طائر تک اپنی اپنی نشیمن مین ہٹ گئے

سینے پہ یوں تو لطف ہا دیکھئے ضدین / مشتاق دل پہ ہاتھ جب آیا تو ہٹ گئے

یہان نصف رات اک گرہِ سخت ہو گئی — سو نہین وہان جو بال کمر سی لپٹ گئے

سچ ہے پناہ مانگی تری نگاہ سے — پردے سے جو کبھر ہو کے بیٹھے تھے ہٹ گئے

اے عیب پوشِ حشر مجھی بھی ہو کوئی حکم — اب کیا ہے دہنے بائین کے بھی لوگ ہٹ گئے

اوس وقت میری خاکِ پریشان نے رو دیا — جامِ گلی سی جب لبِ نازک لپٹ گئے

شاید ہون میرے قلب کے ٹکڑون سے ہم عدد — لشکر ہزار ہا اسی حسرت مین لپٹ گئے

طالب ہم اونکے وصل کے ہین واہ ری نصیب — پرچھائین کو جو دیکھکے پرچھائین ہٹ گئے

جب رنگ عفو حشر مین چہرون پہ آگیا — بیجرم مجرمون کی کمر سے لپٹ گئے

غزل ۱۳۸

ماہر غزل نہ کہکے یہ سُنتا ہر اک سی کون — خامے سے بھی یہ کم تھے جو میدان سے ہٹ گئے

شعر ۳

دلونکا درد نہ کسطرح ہو بیانکے لیئے — زبان ہر کسے لیئی ہی مزا زبان کے لیئے

فروغِ شمع نکیون ہو مرے بیانکے لیئے — کھلا ہون سر سے قدم تک فقط زبان کے لیئے

جہان کے عیش سے کیون غم ہون اک جہان کے لیے
کہ دور دور ہے گردش ہر آسمان کے لیے

یہ حد تھی میرے پرک کی بوستان کے لیے
قفس کی تیلیان لا یا ہون آشیان کے لیے

یہ کم بھی بات تنکون کی سوز جان کے لیے
زبان شمع ہو گلگیر کے دہان کے لیے

پھڑک پھڑک کی ہائین بوستان کے لیے
کہ منھ قفس کا بھی کھلنے لگا فغان کے لیے

نصیب سوختہ وہ ہون کہ وہ بھی برق بنی
جو لاؤن چنکے بھی تنکا آشیان کے لیے

فلک مین برق کی گرنیکی رمز کو سمجھا
تلاش تھی مجھی جگنو کی آشیان کے لیے

سبب ہے کیف فلک کا مری عرق ریزی
یہی شراب تھی مینائے آسمان کے لیے

اوسیکو شمع مین دیکھا او جڑتی آنکھون سے
جہانمین تنکی چنی تھی جب آشیان کے لیے

چھپاؤ لاکھ یہ کہتی ہے نقل باتون کی
زبان بنی تھی تمہاری مری دہان کے لیے

خدا کی شان کہ ہون میرے عکس داغ نجوم
مجھے جو دے وہی ہو رنج آسمان کے لیے

مین اوس فاسی تو ہونگا لحد مین او رفتا
نشان کیون مٹے جاتے ہین نشان کے لیے

ہے ایک تو کہ محل باغ بھر مین ہے جسکا
ہم ایک تھے کہ ملی جا نہ آشیان کے لیے

ستمگر و ستم ایجادیان چلی جائین
نہ اوٹھ رہے کوئی بیداد آسمان کے لیے

دکھا جو قلب تو صیاد نے کہا کمبخت
اوٹھا رکھا تھا یہ درد آج کی فغان کے لیے

جگہ نہ چھوڑ نکلنے دے نام کو اپنے
سکون میسر نہین چلتی ہوئی دوکان کے لیے

اونہین مین جمع جوانی ہوئی ہی عالم کی
شباب چھوڑ گیا سیکڑون جوان کے لیے

اوسی نے نام ستمگر ہوا ہی گردون کا
جفا جو چھوڑ دی تھی تمنا آسمان کے لیے

لکھا ہوا مری قسمت کا صاف کہتا ہے
جبین بنی تھی تری سنگ آستان کے لیے

نہ ساتھ دین مرا صیاد گر تو کیا ہوگا
ہزار اسیر قفس بیٹھی ہین فغان کے لیے

دنی سی بعد بہتر ہے گو عروج ہو خاک
زمین پست ہوئی فرق آسمان کے لیے

نہین مجھی کو تلاش مسافران عدم
ہوا بھی خاک اوڑاتی ہے کاروان کے لیے

اوسی سے کھل گیا حال قفس مرا سارا
پر و ہین تیلیان ٹوٹی تھین جو نشان کے لیے

ہماری سایۂ فنی ہی رخ ہے سلطنت کا کیا
ہما زمین پہ گرے چند استخوان کے لیے

زبان بغیر جو شخص ہین وہ کون ہین اے ہمدم
زبان پاکے تڑپتا ہو نہین بیان کے لیے

شب فراق مین لوٹونگا کہکشان کی طرح
کمر کسی ہے جو گردون نے امتحان کے لیے

قفس مین ہاتھ رکھے بیٹھے ہین کہی صیاد
پھڑک رہا ہو نہین طرح بوستان کے لیے

چمن چھٹا بھی تو کب تک سے واحسرت دل
کھلا تھا منہ بھی نہ پورا ابھی فغان کے لیے

## غزل ١٣٩

قلم کو کیون نہ مین ہمدرد سمجھون اے ماہر
فگار دل ہے مرا ابھی لہو ہین زبان کے لیے

شعر ٣٦

صاحب کمال بھی تو گرسنہ یونہین رہے
حاتم کے کیون شکم نہ پشنک نگین رہے

چند ہین خاک ہوکے نہ زیر زمین رہے
پروردگار ہم نہ ہین نا وہین رہے

نامی بھی نامونکے مقابل لہو ہین سے رہے
جیسی نگین سی کلہ یہ کلہ نگین رہے

تم تھین ہم کہین رہے عصا کہین رہے
یہان سے تو بیل چپل کے زیر زمین رہے

ہم کیا عجب جو غیر کے غم مین حزین رہے
دکھتا ہے دل ہی درد بدن کہین رہے

جو جسجگہ ہو چسپ تو اوسکی وہین رہے
مین ہون کہ مین کہین ہون اور دل کہین رہے

گر بندگی ہو عادت اہل کمال ہو
کاغذ پہ کیون نگین کا نشان جبین رہے

پامالیونکا غل ہے ہوا بر خلاف ہے
کیونکر غبار جسم کے جہانمین کہین رہے

ادنا فقیر اوسکے ہین یہ ہے ہمارا حال
شہرونمین کہ پھر کبھی صحرا نشین رہے

زخم جگر اوٹھاکے جو پیدا کیا تھا نام
خاتم کے سر کا تاج جہانمین نگین رہے

اہل جہاز سے تو سنا حال بحر سب
وہ کیا کہے جو موج کا کشتی نشین رہے

مانند شمع ہے وہ کلائی ضیا فگن
روشن نہ کیون کنول کیطرح آستین رہے

نازک گلی مین یون نظر آتا ہے رنگ خون
شیشے مین جسطرح کہ مے آتشین رہے

حکم بہار انکی یہ آیا ہے باغ مین
ہو گل کی رگ سے نرم جو کانٹا کہین رہے

کیا نامیونکی قدر رہی اے اہل بزم واہ
بیرون حد حلقہ خاتم نگین رہے

ای دوست تیری دید کی حسرت ہے اسطرح
مین بھی اوٹھون جو بیچ مین پردہ کہین رہے

آخر زمین پہ لائی ڈبوکر ہوائی دل
کیون اتنا شوق ہمین سفینہ نشین رہے

ضیق مکان مین وضع کو چھوڑین نہ اہل نام
تنگی اوٹھائے گھر کے نہ باہر نگین رہے

گم گشتہ اہل نام رہے یوہین دہر مین
گردش نصیب ہاتھ مین جیسے نگین رہے

گذرا ہے دلمین کیطرح سی خیال زلف
کیونکر نہ کوچہ رگ جان عنبرین رہے

شیشہ حیا سے بن تو جلے دل مری طرح
آنکھون مین آب ہو تو جگر آتشین رہے

چھوڑین مکان تنگ نہ اصحاب نام
تنگا کیا یہ حال کہ تختہ نگین رہے

پھونکا تھا کچھ ہوا نے حبابون کے کان مین
دریا بھی کیون نہ موج سی چین بر جبین رہے

اوس دل کے ڈوبنے کو نہ پوچھو کہ اہل بحر
جو موج دود آہ کا کشتی نشین رہے

ہم بیکسون کی ناو ڈبونے سے کیا ملا
خود بھی تباہ موجۂ دریا چین رہے

اک تھی ہوا کہ خاک اوڑا کر چلی گئی
اک مین کہ ہون طپان تو نہ باقی زمین رہے

تمہاری ابروی پُر مو سا ہی ستمگر بھی
یہ وہ ہے تیغ کہ خنجر ہین جسکی جوہر بھی

روان ہی عمر کے ہمراہ قلب مضطر بھی
سفر مین ہی ہے سفینہ پڑا ہے لنگر بھی

خوشا مرض کہ عیادت کو آئے دلبر بھی
پھرا یہ سر کہ مرا پھر گیا مقدر بھی

دکھا یہ جذب تو ای حلق خشک ہو تر بھی
سمٹ کے بوند ہو پانی کی آب خنجر بھی

جفا جفا پہ ہو ٹھرے نہ ہاتھ دم بھر بھی
تمہارا نام ہے سفاک بھی ستمگر بھی

بڑھاپے مین نہ بشر کا ہو کیون زوالِ بصر
سحر کو ہوتی ہے سنتے نورِ چشمِ اختر بھی

جواب دون تجھی ای عیب بین بھیڑ مین کیا
کہ منہ کیطرح سی گھیرے ہین اہلِ محشر بھی

جنونکا خون بھی فصاد کیا ڈرانا تھا
کہ مین بھی عشق مین ہون بیدم نشتر بھی

لگی تھی جان مری جسطرح سے خنجر مین
گرا نہ پیاس مین پانی پہ یون کبوتر بھی

لفافہ کرکے مین قاصد کو خط نہ دون کیونکر
کہ ہے نظر مین گرہ بازِ ہی کبوتر بھی

ہماری خون سی اتنی تو او نہین جان پڑی
کہ مثلِ پشہ اوڑین نشترونکے جوہر بھی

نہ آتی تیغ پیدا وہیں کس طرح عشق آ جاتا
لہو کو دیکھ کے اولٹا پڑا ہی نشتر بھی

خدایا ذبح مرا ہو گا اک وہیں کو [illegible]
کریگا ایک لہو پانی اپنا خنجر بھی

جنوں کیوں نہ ہو مجھی انتظار قاصد میں
جو خط کو لکھوں میں تو تنکے چنیں کبوتر بھی

عطا وہ اونکی ادا کے مجھے یہ رونا ہے
کریگا ذبح مجھی منہ پھیر کے خنجر بھی

مری نہ ہوش کے اوڑ نیکی حد کو پہنچیں گے
زمین سی اوٹھکے فلک بند ہوں کبوتر بھی

وہ تجھ سے کر جو کہیں عیب پشیمان تیری
کھڑا ہو نہیں بھی تیر آ گئے اہل محشر بھی

کسی کی تیر کا کیا ہے فقط جگر کو خیال
ٹھہر ٹھہر کے تڑپتا ہے قلب مضطر بھی

جو تو نہیں لہو ان مر ا کے ترے ہونٹوں اوڑتے
رگوں کو دیکھ کے کچھ ہو گیا ہے نشتر بھی

تمہاری گیسو نہیں بیاد ان بلا میں پھنسا
نہ کھائی ٹھوکریں ظلمت کی اب سکندر بھی

سبب یہ تھا کہ لہو دوڑ کر خبر لایا
جگر بھی ڈھونڈتا تھا تم کو قلب مضطر بھی

ہوا ایک حال تو آنسو وہ پونچھیں دامن سے
ہمارے اشک تو قطرہ بھی ہیں سمندر بھی

کسیکو یہ سوزِ دل کہین ہی کہ ساری جلی ہوئی زمین ہے

تجھے جو سوزِ دلِ حزین ہے تو حاجتِ شمع بھی نہین ہے

یہ جلوہ داغِ آتشین ہے چراغ گھر کا جو خود نگین ہے

ملال مین خوش کوئی کہین کہ ہی سنگ بھی وہم سجود مین ہے

جگر خراشی سی یہ حزین ہے جبین پہ ڈالے شکن نگین ہے

عبث جہان میرا عیب بین ہے جو وسعتِ ہمتِ نگین ہے

مٹانا آسان مرا نہین ہے کہ نام بیت خطِ جبین ہے

فلک کا رنگ مین زمرد کین ہے جو داغ سینہ ظلمی مین ہے

ہماری ہمت کو آفرین ہے ہزار ہین مار اک آستین ہے

فراق کی تاب ہی نہین ہی ملال اس حسن کا کہین ہے

مرا جو لختِ دلِ حزین ہی وہ ایک ترشا ہوا نگین ہے

مثالِ نشانِ ہوس نہین ہی کہ کثرتِ زخمت پر حزین ہے

ہزار رفعی کو آفرین ہے وہی ہے جامہ جو آستین سے ہے

فلک کے ہاتھون کہان مکین ہے ہزار نامی کو آفرین ہے

ہر تنگئ خانہ نگین ہے کہ جسمین ہلنے کی جا نہین ہے

عجیب منتِ دلِ حزین ہی بتاؤن کیونکر کھٹک یہین ہے

اسیقدر بس مجھے یقین ہے تمام سینے مین ہان کہین ہے

طلب مین دنیا کی کیون حزین ہے ارے بڑی شی کوئی نہین ہے

سمجھلے اتنی یہ سب زمین ہی کہ خسروون کے تہِ نگین ہے

کہون یہ مین کیون کہ ہی نہین ہی سمجھلو تم خود اگر کہین ہے

یہی نشانِ دلِ حزین ہی تجھے جہان ہاتھ دل وہین ہے

نہ جانین کیون گم دلِ حزین ہی کوئی تو یہان غیر بھی نہین ہے

نہ جانیں کیسی ہی ستم عالم وہ کم ہے جسکے ہیں قدردان کم

اٹھائے جسکو نہ سر پہ خاتم گرا ہوا دل ہی وہ نگین ہے

وہ دل امیدوں کا تھا جو مسکن وہی ہے اب حسرتوں کا مدفن

کبھی جو تھا مثل لعل روشن وہی دل اب تیرہ تر نگین ہے

فلک نے اتنے تو غم دکھائے کہ کمال ذاتی میں حرف آئے

جو چاہے باتیں بھی اب سنائے کہ دلکو چپ جیسے نگین ہے

ہماری مردہ دلی کی پیہم صدا یہ ہے نامیوں کو ہر دم

کوئی تو ہے دفن قبر خاتم کہ جسکا سنگ لحد نگین ہے

عجب ہیں بیدرد اہل عالم جنہیں نہیں نامیوں کا بھی غم

جسے سمجھتے ہیں ظرف خاتم وہ حوض خون دل نگین ہے

وہ دل جو زندہ ہی لاش بھی ہے صحیح بھی پاش پاش بھی ہے

اوسیکی مجکو تلاش ہی ہی کبہی جو تہا اور اب نہین ہے

عبث ہے ذکر اب کسی دنیا کہ بیتی آئی شباب گذرا

علاقہ ناز و ادا سے اب گیا وہ بیتی وہ دل نہین ہے

جب اپنے پہلو مین ہی نپایا ہر ایک کوچہ مین جا کے ڈھونڈا

کہین نپایا اوس دل حزین کا تمہاری سرکی قسم نہین ہے

نہ اب ہے فکر وصال دل مین نہ اب ہی کوئی خیال دل مین

یہ ہے ہجوم ملال دل مین کہ درد کی بھی جگہہ نہین ہے

کہان یہ سوز و گداز دنیا کہان وہ اک رات بہر کا جلوا

ہی جسمین پرتو ہماری دل کا چراغ وہ بجہتا ہی نہین ہے

ہماری ہیئت جو یون رکہی ہین فلک سے جگہہ گلے کی

نہ جسے چہتین دبچکی ہون مٹی لحد کی حاجت اوسی نہین ہے

جہان مین کیون ہون نہ ٹین خطر مین گہی دوات وقلم نظر مین
قدم تو رکہا ہے ہم نے گہر مین سفر کا ہنگام بہی قرین ہے

ستا کہی کہ نہ پاکے نے لب سب دبے نہ کیونکر غریب بیکس
مجہے تو او منعم تتن بس کہ ڈر سے ممٹی خود آستین ہے

یہ میرے زور دست تک نم سے ہین کہ کو د آگے سے ٹل رہی ہین
جتون وہ ہات اپنے اژدہے ہین کہ غار جنکا ہوا آستین ہے

کیا تہا جب مین نے دلکو رخصت کچہہ ایسی ہی سینے کی تہی حالت
جدا ہوئے گو ہوئی ہے مدت نشان مگر کچہہ کہین کہین ہے

وہ دل کہ جسکے غضب تہے لپٹے جگر مین وہ رہگیا ہے ٹہٹہکے
جو توڑے پہلو تڑپ تڑپ کے وہی دل اب سینے مین کہین ہے

خبر ملی ہی ابہی جگر سے مرا مسافر پہرا سفر سے

نکل گھڑا ہوں نہ کیوں مین گھر سی سُنلے دل راہ مین کہین ہے

لحد مین ساکن ہین کون نولکہو یہ شبنم سی تو بہی ڈولے

اندھیرا چہرتا ہے سر کو کہولے مکان جو چہوڑی ہوے مکین ہے

سہون نہین ہاں جو رہنے والے حقیقتین تو سمجھی ہین دل سنبہالے

فلک کے دورے جو ہین نرالے مکان اپنا ہی خود مکین ہے

ملے نہ جب چین سر بہی ڈہنکے تو کیون نہ ہجاؤن بکی سے تکے

سُنا یہ پہنا جو رخت پہنکے چڑہی ہوی کی آستین سے ہے

یہ کہتی ہے جلد دست منعم دبانا اورون کا جب ہی لازم

چڑہا اوسے بھی کبھی تو ظالم جو رخت اصلی کی آستین سے ہے

نہ سوز دل کی وہ سوز شین ہین نہ خانہ غم کی وہ کاوشین ہین

نہ اب گریبان کی خواہشین ہین نہ فکر دامان و آستین سے ہے

عروقِ پیری مین جو بیان ہین اونھین مین دُنیا کے سم نہان ہین

کہان یہ ہاتھونکی جھُریان ہین ہزار ہین مار آستین ہے

جنون نے رسوائی اسقدر کی نہ آبرو بھی کسین کی رکھی

بندھی جو ہے بعدِ فصد پٹی مجھے وہی مارِ آستین ہے

ارے غضب کس پہ آ رہا ہے تجھکو کسکو ستا رہا ہے

جو تو ڈپٹے کو دبا رہا ہے چڑھا کے تیوری خود آستین ہے

حباب سے دل جو ہون وہ ٹوٹین یہ تاب ہمکو کہان جو دیکھین

کرین حبابونپہ ظلم موجین ہماری آنکھونپہ آستین ہے

نئے جو دورانِ مہر و مہ ہون گئے ہون صدمے ملال گھہ ہون

کدورتین کیون نہ تہہ بہ تہہ ہون زمین بھی تو تہہِ زمین ہے

عبث سب ارمان بھی نکالے عبث بیابان بھی چھان ڈالے

پڑا ہون منھ سب بغل مین ڈالے اوسے دبائے قلق دل حزین سے

فشار یون مجکو ہو چکا ہے نکل نکلکر یہ دم رکا ہے

کہین سی سنگ لحد جھکا ہے کہین سے اوبھری ہوئی زمین ہے

نہ دید کیون مر کے اونکی چاہین ہین لا ابہہ یہ انظر کی راہین

کبھی جو نکلی تہین ترچھی آہین لحد سی تا خانہ شق زمین ہے

گھرو مین جب جا کے ہم پکارے کہا خموشی نے سب سدہارے

جہکے ستون نی کئی اشارے مکین ہمارا اتہہ زمین سے

فشار کیا یوہین سہگیا ہون نجانے کیا منہ سے کہگیا ہون

تڑپ تڑپ کر جو رہگیا ہون تمام بکسی ہوئی زمین ہے

وہ دل ہی شعلہ نکل رہا ہی لحد کا پتہر پگہل رہا ہے

اگر بھی سنے آگ جل رہا ہے تمام تڑقی ہوئی زمین ہے

یہ کون ہاتھوں سے مل رہا ہے جگا کا تو دم نکل رہا ہے
چراغ کی طرح جل رہا ہے بجھے ہوئے دل کو آفرین ہے

جو وہ صیان ہیں مجکو گھیرے کریم رحمت تو منہ نہ پھیرے
لحد میں اک پھینے کو میرے بہانکی ہٹی جو دی زمین ہے

اٹھے وہ الفت کے ہیں نرالے لحد پہ کہتے ہیں دل سنبھالے
کوئی نہ یہاں ہمسے بولے چالے کہ تربتِ ماہر حزین ہے

## قطعہ تاریخ جناب مولوی سید علی صاحب قبلہ متخلص بہ کامل ظلہ

حضرت ماہر سپہر فیض و دریائی کرم
آپ ہیں سر حلقۂ اہلِ سخن قیل و قال

آپکی تعریف میں ہم ناقصوں کا ذکر کیا
عقلِ کُل کا نطق اس مشقِ و مہارت پہ لال

کون لکھ سکتا ہے اس دیوان عالی کی ثنا
بند کرنا بحر کا کوزہ میں ہی امرِ محال

وہ صفا بندش میں ہیں جس سے آب گوہر شرمسار
شوخیاں مضمونکی وہ جس سے خجل چشم غزال

مدح میں بیساختہ دشمن کے کھل جاتے ہیں لب | حق اگر پوچھیں اسی کا نام ہی سحر حلال

سرزمین ہند پر اب تک نہیں پیدا ہوا | آپکا ایسا بلیغ نکتہ دان نازک خیال

مصرعِ سالِ تدوین صفت دیوان میں کیا کامل رقم

سبحان اللہ ماہر دیوان با کمال

[illegible]

بحمد اللہ خاتمۂ نظم محمد تقی خورشید رقم

# اعلان

ناظرین پر ظاہر ہو کہ دیوان عدیم المثال نتیجۂ طبع [illegible] علی القاب فیاض زمان حاتم دوران جناب مولوی سید مہدی حسین صاحب متخلص بہ ماہر لکھنوی دام اقبالہ وضاعف اجلالہ نے اپنی دریا دلی سے اس ذرہ بے مقدار کو معاف فرما دیا ہے لہذا تاجران و اہل مطابع و اہل شہر و بیرونجات بدون اجازت حقیر قصد طبع نہ فرمائیں عوض نفع کے نقصان اوٹھائیں کیونکہ حسب قانون ایکٹ (۲۵) ۱۸۶۷ عیسوی یہ دیوان داخل رجسٹر سرکار گورنمنٹ ہو گیا ہے

قیمت فی نسخہ بدون محصول اہل شہر کو ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ) و بیرونجات مع محصول و ویلو دو روپیہ (عہ)

(نوٹس) جس نسخہ پر مہر و دستخط نحیف نہ سیاہی عام ہو وہ مال مسروقہ ہے نہ خریدیں۔

راقم

داروغہ سید محمد ساکن لکھنؤ چوہری محلہ تھانہ چوک مکان حکیم شیخ علی محمد صاحب۔ داروغہ سرکار شریعت مدار جناب مولوی محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ۔ (نمبر مکان ۱۳۳)